Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

    /makhtarraza1011

17 11/92

اہلسنت کا ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

مرکز سواد اعظم اہلسنت آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ
کا
علمی، دینی، اور اصلاحی ترجمان
ماہنامہ
بریلی شریف
سنی دنیا
جلد ۱۱
شمارہ ۱۲۰
نومبر ۱۹۹۲ء
سنہ ۱۴۱۳ھ
جمادی الاول
جمادی الآخر
مالک ونگراں:۔ حضور جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری زیب مسند بریلی
نائب نگراں
مولانا عسجد رضا خاں قادری
مدیر اعلیٰ
محمد شہاب الدین رضوی اختری
برہان ملت نمبر
دفاتر
۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی فون نمبر ۲۱۹۶۶
ادارہ معارف رضا، ۳ آل رسول منزل علی پبلک اسکول پاک نگر اکرم روڈ (ہیرہ منڈی) لاہور
کتابت
محمد اختر رضا
فی شمارہ ۶ روپیہ، سالانہ ۶۰، پاکستان کے لئے ۱۵۰،
دیگر ممالک ۲۵۰، لائف ممبری ۱۵۰۰۔
ممبران سنی دنیا سے گزارش ہے کہ شکایتی خط لکھتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں

اشاریات

جانشینِ مفتیٔ اعظم

فقیہِ اسلام تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ خیر و عافیت سے ہیں۔ اب آنکھ میں روشنی رفتہ رفتہ آرہی ہے۔ دورے وغیرہ بہت کم کر رہے ہیں۔ احباب اہلسنت حضرت کیلئے دعاء صحت کریں۔ ادارہ ان حضرات کا شکر گزار ہے جنھوں نے حضرت کی طبیعت کے متعلق خطوط لکھے۔ اور اپنی جلوات و خلوات میں حضرت کیلئے اجتماعی اور انفرادی طور پر دعائیں کیں۔ (ادارہ)

قارئین اپنے عندیہ سے ہمیں بھی آگاہ کریں تاکہ کوئی اگلا قدم اٹھایا جاسکے

(اداریہ)

نصابی کتابوں میں ہندو کلچر

محمد شہاب الدین رضوی اختری

"سنی دنیا" پسند احباب کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اتر پردیش کی ریاستی حکومت کی تعلیمی پالیسی، اور تاریخ کی نصابی کتابوں میں جو اگلے سال سے ثانوی درجات میں پڑھائی جائیں گی "ہندو کلچر" کو فروغ دینے کے نام پر از سرِ نو تدوین کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ وہ ہندوستان کی جمہوریت، ملکی رواداری اور قومی یکجہتی کی روشن روایات کے لئے حد درجہ خطرناک اور تباہ کن ہے ــــــ ابھی تک اتر پردیش کی حکومت نے جو بھی گل کھلائے وہ کم نہیں۔

ملک کی فسطائی طاقتوں نے اپنی لسانی عصبیت اور تنگ نظری کے ذریعہ اتر پردیش میں اردو کی تباہی کے بعد اب مسلمانوں پر "تاریخی حملہ" کا آغاز کیا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں پہلے ہی حد سے زیادہ زہر بھر دیا گیا ہے۔ جو کسر رہ گئی تھی۔ اتر پردیش کی ریاستی حکومت تاریخ کی نصابی کتابوں میں زبردستی رد و بدل اور خرد برد کر کے وہ رہی سہی کسر بھی پوری کرنے جارہی ہے ــــــ اس "نئی تاریخ" میں خدا جانے کیا کیا زہر افشانیاں کی جائیں گی۔ لیکن یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا واحد مقصد فرقہ واریت کو بڑھاوا دینا اور ملک کی رنگا رنگ تہذیبوں اور زبانوں کو تباہی سے ہم کنار کر دینا ہے ــــــ تعلیم اور تعلیمی پالیسی جن پر آنیوالی نسلوں کی ذہنی ساخت کی تشکیل کا انحصار ہے ذہنی تعمیری ابتدائی کتابوں سے ہوتی ہے اور جب ماں کی گود سے ہی بچوں کو فرقہ پرست، دل میں نفرت و عداوت کا بیج بو دیا جائے تو کوئی بات نہیں کہ آگے چل کر ملک کے لئے خطرہ کا سامان بن جائے ــــــ اور اگر ابتدا سے راست روی، میل و محبت کا درس دیا جائے تو پھر ملک و ملت اور معاشرہ کے لئے ترقی کا آلا ہوگا۔ اگر ان کو ایک خاص تہذیب کی احیاء، سیاسی مفادات کے حصول اور قومی زندگی میں زہر گھولنے کا ذریعہ بنا دیا گیا تو ہمارا قومی وقار تباہ و برباد ہو جائے گا، سیکولرزم کی جڑیں ہل جائیں گی ــــــ وزیر اعظم اور دیگر اہم سیاسی، سماجی و مذہبی شخصیات کو خطوط وغیرہ کے ذریعہ اپنا ردعمل اور اپنے عندیہ سے آگاہ کریں۔

اس نئی فتنہ سامانی سے پیدا شدہ سنگین صورتحال سے نمٹنے کیلئے آپ کیا کر رہے ہیں

ضیائے قرآن

ادارہ

چاند زمین کے گرد محوِ گردش ہے۔ سورہ نوح میں ارشاد ربی ہوتا ہے۔ وجعل القمر فیهن نورا اور ان میں چاند کو روشن کیا۔

کچھ اجرام فلکی ہیں جنھیں کامیٹس (comets) کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ نام قرآن حکیم کی اصطلاح الجوار الکنس سے اخذ کیا گیا ہے جس کا ذکر سیاروں ہی کے ضمن میں یوں آیا ہے فلا اقسم بالخنس ہ الجوار الکنس تو قسم ہے ان ستاروں کی جو الٹے پھریں، سیدھے چلیں تھم رہیں۔

یہ سورج کے گرد گھومتے ہیں اور مختلف مدتوں میں اپنا مدار مکمل کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک — (Hally's comet) کے نام معروف ہے جو سورج کے گرد اپنا مدار مکمل کرنے میں ۷۵ سال لیتا ہے۔ یعنی ۷۵ سال میں ایک بار نظر آتا ہے۔

مزید براں کچھ چھوٹے چھوٹے اجرام فلکی اور بھی ہیں جو Meteors کہلاتے ہیں وہ بھی گردِ شمس چکر لگاتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید میں انہیں کا تذکرہ اس طرح آیا ہے ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنها رجوما للشیطین۔

اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔ اور انہیں شیطانوں کے لئے مار کیا۔ ×۔×۔×۔×۔×

بہار حدیث

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے

• حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو پاک و حلال کھائے سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آج کل ایسے بہت لوگ ہیں۔ فرمایا میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ (ترمذی)

• حضرت ابوہریرہ راوی کہ فرمایا سرورِ عالم نے کہ تم ایسے زمانے میں ہو جو احکام شرعیہ کا دسواں حصہ چھوڑ دے تو ہلاک ہو جاؤ۔ پھر وہ زمانہ آئیگا کہ جو احکام کے دسویں حصہ پر عمل کرے نجات پائے گا۔ (ترمذی)

• حضرت جابر راوی کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حضرت عمر آئے اور عرض کی کہ ہم یہود کی کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بھلی لگتی ہیں کیا حضور اجازت دیتے ہیں کہ کچھ لکھ کر بھی لیا کریں فرمایا کیا تم یہود و عیسائیوں کی طرح حیران ہو؟ میں تمہارے پاس روشن و صاف شریعت لایا۔ اور اگر حضرت موسیٰ حیات ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

(احمد بیہقی۔ شعب الایمان)

حضور جانشین مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

سنو، چپ رہو (قسط ۶)

یہی وہ قول ہے جسے آپ اڑا گئے

اور ایک قول مرجوح (ناپسند اور رد کیا ہوا) نامقبول پر ساری چنائی چن دی۔

پوری عبارت

اب ہم سے سنئے پوری عبارت یہ ہے

"واما اذا کان نائیاعنہ بحیث لا یسمع الخطبة فقد اختلفوا فی أن قراءة القرآن أولی ام الانصات روی عن محمد بن سلمة أنہ قال الانصات اولی وھو اختیار الکرخی وقد اختارہ المصنف لأن المأمور بہ عند قراءة القرآن شیئان الاستماع والانصات فاذا تھیأ لہ العمل باحدھما یعمل امتثالا للامر بحسب الامکان وقال بعضھم قراءة القرآن اولی وھو اختیار الفضلی لان الامر بالانصات انما کان لاجل الاستماع للتدبر وحیث فات ذلک لیقرء القرآن احد اتا لثوابہ اھ"

یعنی رہی وہ صورت جبکہ آدمی منبر سے دور ہو کر خطبہ نہ سنتا ہو تو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ قراءة القرآن اولی ہے یا چپ رہنا اولی ہے محمد بن سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا چپ رہنا لازم ہے اسلئے کہ قراءة قرآن کے وقت دو باتوں کا حکم ہے ایک استماع اور دوسری چپ رہنا تو جب آدمی کو ایک پر عمل میسر ہے تو تعمیل حکم کیلئے اس پر عمل کرے۔

اور بعض کا قول ہے کہ تلاوت قرآن اولی ہے اور یہ قول فضلی کا مختار ہے اس لئے کہ چپ رہنے کا حکم سننے کیلئے ہے اور وہ ممکن نہیں تو، ثواب لینے کیلئے تلاوت کرے۔

اقول:۔ عنایہ کی عبارت میں الانصات اولیٰ (انصات (خموشی) اولیٰ ہے افادۂ وجوب کے لئے اس لئے کہ اس حکم کی دلیل یہ دی کہ قراءۃ قرآن کے وقت دو باتوں کا حکم ہے اور امر وجوب کے لئے ہے اسی لئے صاحب ہدایہ پھر فتح نے اسے احوط (زیادہ احتیاط) فرمایا۔

ونصہ " واختلفوا فی النائی عن المنبر والأحوط ھو السکوت اقامۃ لفرض الانصات اھ" (ہدایہ)

یعنی "نائی عن المنبر میں اختلاف ہے اور فرض انصات کو قائم کرنے میں احتیاط یہی ہے کہ خاموش رہے"

اور خود عنایہ سے گزرا کہ محمد بن سلمہ کے قول کو کرخی نے اختیار کیا اور وہی صاحب ہدایہ کا مختار ہے اور صاحب ہدایہ نے اسے احوط (زیادہ احتیاط) فرمایا تو یہ صاحب ہدایہ نیز فتح سے اس امر پر گویا تنبیہ ہوگئی کہ کلام محمد بن سلمہ میں جو انصات کو اولیٰ فرمایا ہے اس سے مراد احوط ہے اور احوط پر عمل ضروری ہے فلیتنبہ فتح القدیر کی عبارت یہ ہے۔

" قولہ (وکذلک الخطبۃ) ھذا اذا کان یستمع فاما النائی فلا روایۃ فیہ عن المتقدمین واختلف المتأخرون والاحوط السکوت یعنی عدم القراءۃ والکتابۃ ونحوھا کالکلام المباح فانہ مکروہ فی المسجد فی غیر حال الخطبۃ فکیف فی حالھا ولانہ ان لم یسمع فقد یشوش بھمھمتہ علی من یقرب منہ وھو بحیث یسمع وکذا الامام

لا یتکلم فی خلاله لأن التکلم فی خلال الذکر المنظوم

یذهب بهاءه الخ"

صاحب فتح القدیر کی عبارت سے دوران قراءت و خطبہ ممانعت تلاوت و ذکر وغیرہ کی دو وجوہ اور مستفاد ہوئیں پہلی یہ کہ اگر دوران تلاوت چپ نہ رہا بلکہ خود بھی تلاوت میں مشغول ہوا تو اس کی آواز اگرچہ آہستہ ہو دوسرے کے لئے جو قرآن سن رہا ہے تشویش کا باعث ہوگی لہٰذا اس وجہ سے بھی اسے دوران قراءت ذکر وغیرہ کی اجازت نہیں پھر اگر وہ قریب ہو تو ایسا کرنا اسے بالاتفاق ممنوع ہے اور اگر قاری یا خطیب سے دور ہو تو بر مذہب مختار اس صورت میں بھی اسے چپ رہنے کا حکم ہے تاکہ اس کی آواز سے ان کو تشویش نہ ہو جو قرآن و خطبہ سن سکتے ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ اس مظنۂ تشویش سامعین (سننے والوں کی پریشانی کے گمان) کے پیش نظر نائی عن المنبر (منبر سے دور شخص) کو بالاتفاق چپ رہنے کا حکم ہو تو اگرچہ بعض فقہاء کے نزدیک نائی عن المنبر کو فی نفسہٖ قرآن پڑھنا جائز ہوگا مگر بالاتفاق دوسروں کی تأذی (تکلیف اور پریشانی) اور تشویش کی صورت میں تلاوت جائز نہ ہوگی اور چپ رہنا ہی لازم ہوگا۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ جب قاری کی قراءت سننے کا شرعاً اہتمام ہے کہ دور بیٹھنے والے کو بھی چپ رہنے کا حکم ہے تاکہ فریضۂ انصات (خاموش رہنے کا فرض) قائم رہے اور اس میں خلل نہ واقع ہو تو قاری کے بالکل قریب اس کی قراءت کے دوران کوئی ذکر اور وہ بھی نہایت بلند آواز سے کیونکر روا ہوگا دوسری وجہ کلام فتح سے یہ مستفاد ہوئی کہ دوران قراءت و خطبہ خود قاری و خطیب کو تکلم ممنوع ہے اس لئے کہ یہ کلام مسلسل سامعین کے قلوب میں

زینت کو لے جائے گا اور جب اس وجہ سے خود قاری و خطیب کو دوران قرات و خطبہ کسی کلام اجنبی کی اجازت نہیں تو سامعین کو کیونکر اجازت ہو سکتی ہے یہاں سے ظاہر ہوا کہ انصات کا حکم محض استماع کے لئے نہیں بلکہ حرمت قرآن کریم کو قائم رکھنے کے لئے بھی ہے اسی لئے دوران قرات قرآن پڑھنے کی بھی اجازت نہیں کہ استماع کا حکم مطلق دیا ہے اور سکتات و وقفات کا استثنا کہیں نہیں فرمایا۔ اسی لئے ہمارے ائمہ کرام سکتات امام میں سبحنک اللھم پڑھنے کو منع فرماتے ہیں دیکھیں فتاوٰی رضویہ ج ۳ ص ۱۹ اسی لئے مقتدی کو حکم ہے کہ اگر امام سبحنک اللھم پڑھنا بھول جائے تو مقتدی سبحنک پڑھ لے بشرطیکہ امام سری نماز میں سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھ رہا ہو۔ افسوس ہے کہ جناب نے فتح القدیر کی عبارت بھی بے سوچے سمجھے لکھ دی اور اس میں اخفاء بعض سے کام لیا فتح القدیر میں "لکن قیل انہ السکوت للاستماع لا مطلقاً" حکایت اعتراض ہے اور اسے قیل سے تعبیر کرنا اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے پھر صاحب فتح نے اسے مقرر نہ رکھا بلکہ کلام ہدایہ ہی کو مقرر رکھا اور اسے مزید توضیح سے بیان فرمایا چنانچہ اس کے متصل فرمایا

"حاصل الاستدلال بالآیۃ ان المطلوب
أمران الاستماع والسکوت فیعمل بکل منھما"

اور اتنا ٹکڑا خود جناب نے بھی نقل کیا پھر اس کے متصل فرمایا۔

"والأول یخص الجھریۃ والثانی لا فیجری
علی اطلاقہ فیجب السکوت عند القراءۃ مطلقاً"

یہ صاف صریح دلیل اس امرکی ہے کہ صاحب فتح القدیر کے نزدیک کلام ہدایہ میں مختار معتمد ہے کہ انہوں نے اس کے لئے آیۂ کریمہ کے اطلاق سے استدلال فرمایا اور یہ افادہ فرمایا کہ حکم انصات مطلق ہے کچھ جہری نمازوں کے ساتھ خاص نہیں اور یہ رسم المفتی میں مقرر ہو چکا ہے " التعلیل دلیل التعدیل" یعنی کسی مسئلہ پر دلیل قائم کرنا اسے اختیار کرنے کی دلیل ہے اور پھر اس عبارت سے استناد آپکو محض مضر ہے (دلیل لینا آپ کو نقصان دہ ہے) اور اس میں بفضلہ تعالیٰ ہمارے لئے حجت ہے کہ جب سری نماز میں مقتدی کو انصات کا حکم ہے تو قراءت جہری میں بدرجہ اولیٰ سامع کو انصات و سکوت لازم ہے اس لئے صاحب فتح نے آگے چل کر صاف تصریح فرمائی ہے۔

"ھذا فی کلام اصحابنا ما یدل علی

وجوب الاستماع فی الجھر بالقراءۃ مطلقا"

اپنی طرف سے مسئلہ گھڑ لینا

یہ اور اس سے پہلے جو گزرا وہ عبارتیں ہیں جنہیں آپ نے چھپایا انہیں دیکھ کر فرمائیے کیا سکتات قاری میں رخصت نکالنا اپنی طرف سے حکم گھڑنا ہے اور اس پر تعامل کا دعویٰ محض خلاف واقع ہے اور بالفرض ہو بھی تو ہرگز ایسا تعامل حجت نہیں کہ اجماع فقہا کے خلاف ہے کیا نہ دیکھا کہ شافعیہ جو قراءت فاتحہ کی اجازت نہیں دیتے بلکہ امام کو حکم دیتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اتنا وقفہ کریں کہ مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ لیں۔ کما صرح بہ فی العنایۃ تو شافعیہ اور ائمہ حنفیہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ دوران قراءت تلاوت جائز نہیں تو قراءت کے درمیان کے وہ

وقفات قلیلہ قاطع قراءت نہیں لہٰذا سب کے نزدیک قراءت جاری ہے اور ظاہر ہے کہ ائمہ فقہاء کا اس اتفاق و اطباق میں مستند وہی آیت کریمہ "اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" الآیۃ ہے۔

اور اس کا مفہوم ان تمام فقہا کے نزدیک وہی ہے جو فتح القدیر میں ارشاد ہوا کہ انصات کا حکم مطلق ہے تو انصات مطلقاً واجب ہے لہٰذا وقفات خلال قراءت قاطع قراءت نہیں اور ان وقفات میں تکلم کی رخصت نہیں تو ان میں تکلم نص قرآن کے خلاف ہے۔ اب اگر اس پر بالفرض تعامل ہو بھی جائے تو ہرگز مباح نہ ہوگا کہ تعامل نص کے خلاف محض نامعتبر، اور جب فقہاء کے نزدیک آیت کریمہ سے انصات مطلق کا حکم مفہوم ہے تو آیت کا یہ مفہوم ہی نہیں کہ وقفات میں تکلم کی رخصت ہے اس لئے کہ اب قرأت نہیں ہو رہی ہے لہٰذا چپ رہنا فرض نہیں اور جب یہ مفہوم نہیں تو جو وقفات قاری کے درمیان تکلم سے منع کرتا ہے وہ مفہوم کتاب پر زیادتی کا مرتکب نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ اس کا حکم عین فقہاء کے حکم کے مطابق اور اس کی فہم ائمہ اعلام کی فہم سے موافق ہے وللہ الحمد۔

اقول:۔ وقفات میں تکلم کی رخصت کا وہم اس لئے ناشی ہوتا ہے کہ بعض اذہان میں یہ خیال راسخ ہے کہ قرآن نے تلاوت کو محض سننے کا دیا ہے اور انصات کا حکم اسی سماع کے سبب ہے اور وقفات میں تلاوت نہیں ہوتی لہٰذا سماع متحقق نہیں اس لئے انصات لازم نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن نے استماع کا حکم دیا ہے اور استماع سماع کے مغائر ہے اس لئے کہ استماع مصدر ہے باب افتعال کا اور اس باب کا خاصہ ہے طلب وسعی ماخذ لہٰذا استماع کا مطلب ہوا سعی سماع

اور اس کے پیش نظر استمعوا کا مطلب ہوا

اطلبوا سماعہ واسعوا السماعہ

یعنی قرآن سننے میں سعی کرو اور طلب وسعی سماع نام ہے قصدِ سماع کا اور قصد وارادہ فعل پر مقدم ہوتا ہے تو لامحالہ قرآن نے قریبِ تلاوت سامعین کو پہلے ہی سے مستعد سماعت رہنے کا حکم دیا اور اس لئے کہ انصات بلکہ ہر مخل استماع سے باز رہنا لازم۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جب قاری تلاوت کے لئے مستعد ہو جب ہی سے سامع پر انصات فرض ہے وللہ الحجۃ السامیۃ وللہ الحمد۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ انصات کا حکم قراءۃ حقیقۃً سے مشروط نہیں بلکہ قرأت سے پہلے بھی سماع کے لئے مستعد رہنے کے لئے انصات و سکوت لازم ہے اور نائی عن المنبر پر قیاس محض قیاس مع الفارق ہے۔ اور وہ جزئیہ جسے مقیس علیہ بنایا مفتی بہ نہیں واللہ تعالیٰ ھو الھادی وھو تعالیٰ اعلم۔ فقیر محمد اختر رضا خاں الازہری قادری غفرلہ

نزیل لاہور یکم ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

○ تصدیق حضرت مولانا مفتی محمد یامین رضوی۔ بنارس

الجواب ھو الجواب موضع الحق والصواب

لا مجال فیہ لریب المرتاب

وانا العبد الاواب الی اللہ التواب

محمد یامین الرضوی المرادآبادی ایدہ ذوالایادی	۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

خادم جامعہ حمیدیہ رضویہ مدنپورہ بنارس
یوپی

محترم قارئین! چاہئے تو یہ تھا کہ صاحبزادے اس تحقیقی جواب کو سمجھتے اور پھر اپنے اعتراضات کے جوابات پانے کے بعد حق کو حق سمجھ کر اپنے مزعومات باطلہ سے رجوع کرتے اور "دوران قرأت کسی بھی نعرہ" کے اصرار پر زور بیان صرف نہ کرتے۔ مگر اولاً تو انہوں نے مولانا عظمت علی شاہ صاحب نوری کے تحقیقی جواب میں اٹھائے گئے ایک بھی سوال کا جواب نہ دیا اور روگردانی کی کہ ان کے پاس جواب تھا ہی کیا جو لکھتے۔ پھر ثانیاً صاحبزادے نے اپنے روایتی طاہری منہاجی دجل و مکر سے کام لیتے ہوئے خود ہی ایک سوال فرضی نام سے ترتیب دیا اور سوال میں یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ سوال کب اور کہاں پیدا ہوا، پھر خود ہی جواب دیا اور اپنے جواب میں قطعاً یہ ظاہر نہ کیا کہ مسئلہ حق نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ بحث کس سے ہوئی بلکہ علمائے اہل سنت کو یہ تاثر دیا کہ اس مسئلہ پر کچھ لوگوں نے جو اختلاف کیا ہے وہ عقائد اہلسنت سے متفق نہیں۔ اور اسی تاثر کے ساتھ مختلف علماء سے اپنے جواب باطل پر تقاریظ لکھوائیں اس لئے کہ صاحبزادے جانتے تھے کہ اگر پورے مسئلہ کو حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کے قول اور ان کے دلائل کے ساتھ پیش کر کے تقاریظ کے لئے بھیجا تو ایک عالم بھی ہرگز تقریظ نہ لکھے گا۔ پھر لطف یہ کہ بعض علماء نے جو اس بحث سے واقف تھے اپنی تقریظ میں حضرت علامہ ازہری قبلہ کا ذکر کیا بھی تو صاحبزادے نے اس کی کتابت ہی کٹوادی اور جگہ خالی چھوڑ کر مضمون پورا کر دیا۔[ف] بہر حال حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں نے چوتھی مرتبہ بریلی شریف پہنچ کر یہ جواب بھیجا جو ہدیۂ قارئین ہے

ف۔ دیکھیں [illegible] حق نبی صفحہ ۲۱ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آل الرحمٰن برہان الحق — شفقت پیہم کرامات کے آئینہ میں

از:- حضرت مولانا محمود الحق صاحب جبلپوری

والد ماجد پر مضمون

قلمبند کرنے کے لئے راقم الحروف نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ الاستمداد کے شعر کو تیمناً وتبرکاً تحریر کرنا ضروری جانا۔ حالانکہ دنیائے سنیت اس شعر کی حقیقت سے واعظین مقررین کے بیانات، ورسائل اہلسنت میں وقتاً فوقتاً شائع مضامین کی بنا پر پوری طرح واقف ہے۔ کہ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں اپنے شاگرد وخلفا کا ذکر اور وصف ایک شعر یا ایک مصرعہ میں کیا ہے۔ وہیں اس قصیدے میں۔ مفتی اعظم ہند اور حضرت والد ماجد برہان ملت علیہم الرحمۃ والرضوان کو ایک ہی مصرعہ میں جمع فرما کر ذکر فرمایا اور دوسرے میں ان دونوں کی ایک ہی صفت بیان فرمائی ہے۔ اور یہ مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کے ان ذاتی مشاہدات کا اظہار ہے۔ جو حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے دوران قیام بریلی شریف میں "آل الرحمٰن برہان الحق" کی ذات ستودہ صفات میں ملاحظہ فرمائے۔

دونوں بزرگ جس طرح آپسی برادرانہ محبت، اخوت، اخلاق وعادات، تقویٰ وطہارت، اتباع سنت وشریعت کے مطابق ہمیشہ یک جان دو قالب رہے۔ انہیں مشاہدات وتاثرات کا مذکور بالا شعر مظہر ہے۔ اس شعر سے متعلق ایک واقعہ جس سے کم ہی لوگ واقف ہیں عوام اہلسنت کے علم میں لانے کی غرض سے مضمون کی شاہ سرخی کے طور پر تبرکاً اس شعر کو تحریر کیا ہے۔

یہ واقعہ ناگپور کا ہے۔ جامعہ عربیہ اسلامیہ کے سالانہ جلسے میں حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت والد ماجد برہان ملت، اور حضرت محدث اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان ایک ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ مسکا ساتھ میں ایک میمن سیٹھ کے یہاں شام کی دعوت تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت محدث اعظم ہند میزبان کے یہاں پہلے پہونچ کر پہلو بہ پہلو تشریف فرما تھے۔ حضرت والد ماجد کچھ تاخیر سے وہاں پہونچے۔ سلام مسنون کے بعد حضرت والد ماجد نے حضرت

اعلیٰ حضرت ایک ... میں دونوں کو ذکر فرمایا

محدث اعظم ہند کو درمیان لے کر ان کے پہلو میں بیٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت محدث اعظم ہند اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت والد ماجد کا ہاتھ تھام کر انہیں حضرت مفتی اعظم ہند کے پہلو میں بٹھانے کی کوشش کی، حضرت والد ماجد نے حضرت محدث اعظم ہند سے درمیان ہی میں بیٹھنے کی گذارش کی اس پر حضرت محدث اعظم ہند نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"مولنا! سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قصیدۂ الاستمداد میں جہاں اپنے شاگرد خلفاء کا ایک ایک شعر یا ایک ایک مصرعہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اسی قصیدے میں آپ دونوں کے نام کو جمع فرما کر شعر کے پہلے ہی مصرعہ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر اسی شعر کے دوسرے مصرعہ میں آپ دونوں کی صفت بھی ایک ہی بیان فرمائی ہے۔ اب آپ ہی بتائے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد عالی کے علم کے بعد سید محمد کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ آپ دونوں کے درمیان بیٹھ کر حد فاصل بنے آپ کے لئے جو جگہ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرما دی ہے۔ آپ کو تو اسی جگہ بیٹھنا ہے اور مجھے بھی لازم ہے کہ میں آپ کو اسی جگہ بٹھاؤں جو سرکار اعلیٰ حضرت رضی عنہ وارضاہ عنا نے مقرر فرما دی ہے:

۲ یہ بات بھی کم ہی حضرات جانتے ہونگے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ کے شاگرد خلفاء میں چار عظیم شخصیتوں کا سن ولادت ۱۳۱۰ھ ہی ہے۔

۱ حضرت مفتی اعظم ہند آل الرحمن محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲ حضرت مفتی اعظم مدھیہ پردیش برہان ملت عبدالباقی محمد برہان الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳ حضرت محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴ حضرت مولنا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس تذکرہ کا خاص پہلو یہ ہے کہ جب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ولادت ہوئی اسوقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سن ولادت کی تاریخ "وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ" ۱۳۱۰ھ سے اخراج فرمائی۔

یہی واقعہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی ولادت کے وقت بھی توارد کے ساتھ واقع ہوا کہ جد امجد حضرت عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام نے حضرت والد ماجد کے سن ولادت کو اسی آیت کریمہ۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۱۳۱۰ھ سے استنباط فرمایا:۔

(اسی طرح کے توارد کے متعدد واقعات کا ذکر امام اہلسنت و حضرت عبدالاسلام رضی اللہ عنہم کے درمیان مکتوبات میں ہے)

۳ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ۱۳۳۷ھ میں دوسری بار جبلپور میں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضرت والد ماجد کی اولاد میں ہماری صرف دو بہنیں تھیں جن کا تذکرہ اکرام امام احمد رضا کے علاوہ اعلیٰحضرت کے والا نامہ جات

جبلپور اعلیٰ حضرت کا دوسرا بریلی شریف تھا

ہیں ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۳۶ھ میں جبلپور سے واپسی کے بعد بریلی شریف سے "اظہار تشکر" کے طور پر جو والا نامہ تحریر فرمایا۔ اس کی تفصیل میں نہ جاکر اس وقت موضوع سخن کے مطابق صرف اصل نکتہ تحریر کرنا چاہوں گا کہ والا نامہ میں بعد حمد و نعت ابتدا میں جو فارسی میں دعائیہ اوصافیہ اشعار۔ شہر جبلپور، حضرت جد امجد عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام اور ان کے اصحاب، خاندان کے افراد کے نام بنام ذکر کر کے ساتھ بیان فرمائے اس میں اس وقت صرف یہ دو شعر میرے موضوع سخن ہیں۔

الٰہی نگہبہ دار برہان حق
بود دائما از وے اعلاء حق

برائے تو و نسل تو دائما
بود از احد لطف زا احمد رضا

ان اشعار کی فنی خوبیاں اور تاثرات قلبی امام احمد رضا رضی عنہ دار رضاہ عنا کے اظہار کا لطف اہل علم ہی بخوبی لگا سکتے ہیں۔ یہاں اس وقت صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جبلپور سے واپسی کے بعد میرے سب سے بڑے بھائی کی ولادت ہوئی۔ جن کا نام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق "محمد" رکھا گیا اور اسی نام پر حسب حکم عقیقہ ہوا اور صدقات دیئے گئے۔ اگرچہ بعد میں وہ "محمد لمعان الحق" کے نام سے پکارے گئے۔ مشیت ایزدی کہ میرے سب سے بڑے بھائی محمد لمعان الحق نے صرف گیارہ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع کی گئی، تعزیتی والا نامہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جو نصیحتوں و ہدایتوں کے ساتھ پڑھنے کے لیے دعائیں تحریر فرمائیں ان پر عمل کیا گیا۔ اس کے ساتھ جو والا نامہ تعزیت حضرت جد امجد عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام کو علیحدہ تحریر فرمایا اس میں یہ فقرہ بھی تحریر ہے:

عجیب اتفاق ہے کہ مصطفیٰ رضا کے یہاں بھی ایک فرزند پیدا ہوا اور کم سنی ہی میں داغ مفارقت دے گیا۔ برہان میاں کے یہاں بھی یہی کچھ ہوا۔ اب دونوں کے یہاں ان کی اولادوں میں بچیاں ہی ہیں ان کی زندگیوں میں کیا عجیب مماثلت ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہ ان کی کرامت اور دعاؤں کی برکات ہیں کہ بعد میں برادر معظم مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب مدظلہ العالی جو اس وقت مقیم پاکستان ہیں اور یہ فقیر محمد محمود احمد نیز برادر بجان برابر مولوی محمد حامد احمد سلمہم پیدا ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کی برکات رہی ہیں کہ ہم تینوں بھائی اپنے خاندانِ صدیقی کریمی سلامی برہانی کی روایات کے مطابق جتنا جو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ دینی مذہبی قومی ملی خدمات اپنے اپنے طور پر انجام دے رہے ہیں۔ اور یہ جو کچھ بھی ہے۔ بسبب

برائے تو و نسل تو دائما
بود از احد لطف زا احمد رضا

کی دعا کا اثر اور امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیّن کرامت کا مظہر ہے۔

آپ کے نعتیہ اشعار کو اعلیٰحضرت نے سراہا

ع۴ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے شاگرد و خلفا میں جسمانی فرزند حضرت مفتی اعظم ہند اور روحانی فرزند والد ماجد حضرت برہان ملت علیہم الرحمۃ والرضوان ہی دنیائے اہل سنت کے دو آخری سرپرست و تاجدار رہے۔ اور دنیا سے تشریف لے جانے والے شاگرد و خلفا میں حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کا آخری مقام رہا جنہیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری خلیفہ ہونے کا بھی شرف ہے۔

حضرت والد ماجد کے واصل الی اللہ ہونے کے بعد جو تعزیتی خطوط آئے ان میں پیرانی سال سیدہ چھوٹی بی صاحبہ علیہا الرحمۃ نے جو والا نامہ تعزیت کا تحریر کرا کے فقیر کے نام ارسال فرمایا۔ اس میں کچھ گھریلو خاندانی باتوں کے چند استفسار کے ساتھ جو بات تحریر فرمائی۔ اسی خاص نکتہ کو انھیں کے الفاظ میں تحریر کرنا چاہوں گا۔

”حضرت[۱] مولنا صاحب نے دن بہت اچھا پایا۔ اور حضرت[۲] کو بھی یہی دن ملا تھا۔“

ع۱ حضرت مولنا صاحب سے مراد حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ ہیں۔ اور

ع۲ حضرت سے مراد حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس ہے۔

حالات و واقعات کو عنوان کے تحت بات میں بات نکلنے سے ذہن میں ابھرتے ہی جا رہے ہیں مگر مضمون کی طوالت کا اندیشہ مانع ہے۔ لہٰذا صرف ایک یا دو واقعہ آخری طور پر تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

ع۵ حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر رہ کر شرف تلمذ و اکتساب فیض ظاہری و باطنی کے حصول کے بعد بریلی شریف میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور جبلپور اسی سال واپس آکر دارالافتاء عید الاسلام کی پوری ذمہ داری مکمل طور پر سنبھال لی۔

پھر ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ کو جبکہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر جبلپور کا دوسرا موقع تھا اور مدت قیام ایک ماہ سے زائد ہو چکی تھی۔ عیدگاہ کلاں میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ اسی جلسے میں امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ”اے جبلپور کے مسلمانوں میں آج مولانا عبدالسلام کو عید الاسلام کا لقب دے رہا ہوں۔ مولنا عبدالاسلام جس طرح مصطفیٰ رضا میرے جسمانی فرزند ہیں۔ برہان میاں آپ کے فرزند ہیں۔ مگر برہان میاں میرے روحانی فرزند ہیں ان کے دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، عملی اور علمی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق عادات، تقویٰ، افتاء۔ اتباع سنت، شریعت وغیرہ میں ہر صورت سے آزما لیا ہے۔ میں اپنے اس فرزند سعادت مند برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔

اتنا فرمانے کے بعد امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت والد ماجد برہان ملت کے سر پر دستار فضیلت اپنے مبارک ہاتھوں اور نیک

اعلیٰ حضرت کا فرمان برہان میاں میرے روحانی فرزند ہیں

دعاؤں کے ساتھ باندھنے کے بعد ارشاد فرمایا رب العزت تبارک و تعالیٰ میرے روحانی دلد اعز کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدین برہان السنۃ، برہان الملۃ بنائے۔ اور حضرت عید الاسلام کے ظل رحمت و عاطفت کے تحت دین متین، شرع مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے۔ میں یہ رسم مبارک بریلی میں اکرام امام احمد رضا کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا۔ مگر حسن اتفاق کہ جبلپور میں آپ حضرات کے درمیان یہ موقع مل گیا۔

اس انعام و "اکرام امام رضا" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرف صرف حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کو ہی ان کے پیدائشی وطن جبلپور میں حاصل ہوا۔ ۱۳۳۵ھ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دوسرا اور آخری سفر تھا اور حضرت مفتی اعظم ہند جو اعلیٰ حضرت کے ہمراہ ہی تشریف لائے تھے ان کا پہلا سفر جبلپور تھا۔ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ میں واپسی بریلی شریف کے بعد بریلی میں صرف بیس یوم قیام کے بعد حضرت مفتی اعظم ہند اوائل شعبان ۱۳۳۵ھ میں پھر دوبارہ تشریف لائے اور ایک ماہ سے زائد مدت قیام فرمانے کے بعد رمضان المبارک کی ابتدا میں بریلی شریف مراجعت فرمائی۔

اس کے بعد ہمیں وہ موقع بھی ہاتھ آیا جب حضرت جد امجد عید الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے واصل الی اللہ ہونے کے بعد عرس جہلم شریف میں حضرت مفتی اعظم ہند جبلپور کافی عرصہ کے بعد تشریف لائے؛ پھر تو ہر سال عرس قادری رضوی عید الاسلامی میں التزاماً تشریف فرما ہوتے اور ہمیشہ قریب ڈیڑھ ماہ کبھی دو ماہ سے زائد مدت تک جبلپور میں قیام فرماتے۔

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو سانحۂ راجستھان کے واقعۂ فاجعہ کے بعد چند سال عرس مبارک حضرت جد امجد علیہ الرحمۃ کے موقع پر تشریف نہ لا سکے۔ جبلپور سے ابتداء محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو برادر طریقت حاجی محمد رمضان عبد العزیز قادری سلامی جبلپوری کو حضور مفتی اعظم ہند کو بریلی شریف سے جبلپور لانے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ ہماری خوش نصیبی کہ عشرۂ محرم الحرام کے فوراً بعد سرکار مفتی اعظم ہند جبلپور تشریف فرما ہوئے۔

حضرت مفتی اعظم ہند نے قریب ڈیڑھ ماہ جبلپور میں قیام فرمایا اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے عین موقع پر بریلی شریف واپس پہونچے۔ قیام جبلپور کے دوران حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ نے ان کا علاج شروع کیا اور بفضلہ تعالیٰ ان ہی دنوں میں حضور مفتی اعظم ہند پر شفاء و صحت کے امید افزا آثار نمایاں ہوئے۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے ان ہی دنوں میں جبلپور سے ناگپور، بھنڈارہ، تمسر، گوندیا، بالاگھاٹ، سیونی، کٹنگی (جبلپور) دموہ، ساگر، بیگم گڈھ، مجھولی، کھتولا بازار، بہورا، کٹنی وغیرہ کے بھی سفر فرمائے۔ اور تشنگان فیوض و برکات کو سیراب و سرفراز فرمایا۔

ان تمام سفروں سے واپسی کے بعد غلامان

حضور مفتی اعظم نے آپ کی سلامتی کی دعا فرمائی تھی

قادری، رضوی، نوری، سلامی و برہانی لے۔ سرکار آل الرحمٰن حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت والد ماجد برہان ملت علیہم الرحمۃ والرضوان کا جشن صحت بڑی دھوم دھام و تزک و احتشام کے ساتھ ۱۲، ۱۳، ۱۴ صفر ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴ جنوری ۱۹۷۹ء کو منڈی سدار بکری رضا چوک کے وسیع میدان میں دو روزہ عظیم الشان اجلاس منعقد کیا جس کے دھوم دھامی اعلان کے باعث نہ صرف جبلپور ضلع کے بلکہ مدھیہ پردیش کے علاقہ مہاکوشل کے دیگر اضلاع، سیونی، کوتما، شہڈول، نیکم گڈھ، چھترپور، ستنا، میہر، پنا، دموہ ساگر، نرسنگھ پور وغیرہ کے ہزاروں وابستگان غلامی و عقیدت مندوں نے شرکت کی اور جشن صحت کا یہ دو روزہ اجلاس جبلپور کا تاریخی اجلاس قرار پایا۔

جلسے میں مخصوص نشست ہر دو مفتیان عظام کی پشت پر کچھ بلندی سے خوبصورت نمایاں جلی الفاظ میں یہ شعر تحریر کر کے آویزاں کیا گیا تھا اور جو جلسہ گاہ کی خاص زینت تھا۔

آل الرحمٰن برہان الحق

شرق پہ برق گراتے رہیں

اس شعر پر نظر پڑتے ہی ہر دو ناہلسنت و جماعت کے اکابرین کے مقام و یگانگت و محبت و مماثلت اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دونوں پر یکساں خصوصی انعامات و اکرامات اور توجہات کے تمام تصورات ایک ایک کر کے نگاہوں میں ابھرے اور دل میں سماتے رہے۔ پھر حاضرین جلسہ مقررین و واعظین کے بیانات کی روشنی میں اس شعر کی حقیقت کا پورا لطف اٹھاتے رہے۔

دوسرے دن کے جلسے کے لئے جو خصوصی انتظامات تمام اہلسنت جبلپور نے کیا تھا۔ وہ لوگوں کی عقیدت و محبت کے والہانہ جذبات کا حامل تھا۔ دوسرے دن حسب قرارداد سر شام محلہ دارالسلام کے باب السلام کے سامنے لوگوں کی چہل پہل شروع ہو چکی تھی اور بعد نماز عشا آستانۂ سلامی کے سامنے قریب ڈھائی سو موٹر سائیکلوں اور اسکوٹروں کا ایک قافلہ سبز پرچموں کے ساتھ حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی قیام گاہ سے جلسہ گاہ تک اپنے جلوس میں لے جانے کے لئے اظہار محبت و عقیدت کے ساتھ جمع ہو چکا تھا۔ کہ لیجئے قریب ساڑھے دس بجے شب میں حضور مفتی اعظم ہند بالا خانہ کے دروازے پر تشریف لائے۔ ان کے پر جمال نورانی چہرۂ مبارک پر نظر پڑتے ہی آستانۂ سلامی کے سامنے جمع وابستگان غلامی و عقیدت مندوں نے نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ غوثیت کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم ہند زندہ باد، مفتی اعظم مدھیہ پردیش کے والہانہ فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت والد ماجد کو آستانۂ سلامی سے جلسہ گاہ تک لے جانے کے لئے اس وقت ہزاروں عقیدتمندوں کا مجمع ہو چکا تھا۔ ہر دو اکابرین کو ایک کھلی جیپ پر جو زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کی گئی تھی اس میں بلندی پر نصب ایک صوفہ میں انہیں

مفتی اعظم ہر سال عرس عبدالسلامی میں شرکت کرتے

بٹھایا گیا دونوں بزرگوں کے جیپ پر تشریف فرما ہوتے ہی جلوس کی روانگی کا اشارہ کیا گیا اشارہ پاتے ہی جلوس آگے ڈھائی سو موٹر سائیکلوں اسکوٹروں کے ہراول دستے نے اپنی گاڑیاں اسٹارٹ کیں گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی اہلسنت اپنے شعار کے مطابق فلک شگاف نعروں کے ساتھ رواں دواں ہوئے اگر جیپ کے آگے موٹر سائیکلوں اور سکوٹروں کا ہراول دستہ تھا تو جیپ کے پیچھے سائیکل سواروں کی قطار در قطار فوج بھی چل رہی تھی تو ان سائیکل سواروں کے پیچھے عقیدت مند بوڑھے مرد اور نوجوانوں کے ساتھ بچوں کی بھی بہت بڑی تعداد جلوس میں اپنے والہانہ جذبات و محبت کے ساتھ مفتی اعظم ہند زندہ باد مفتی اعظم مدھیہ پردیش زندہ باد کے نعروں کے ساتھ دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھی یہ جلوس پونے گیارہ بجے شب میں دارالسلام سے روانہ ہوا اور کوتوالی بازار، ترپالی، ملونی گنج، سے مچھلی مارکیٹ تک پہونچ چکا تھا یہاں سے سماں ہی کچھ اور نظر آیا مچھلی مارکیٹ سے رضا چوک منڈی، مدار ٹیکری تک کا قریب دو میل کا فاصلہ پورا دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ بجلی کے قمقموں اور خوبصورت قندیلوں اور جا بجا بڑے بڑے اونچے دروازوں کے ساتھ روشنی کا یہ عالم تھا کہ رات میں دن کا گمان ہوتا رہا۔ سڑک کے دونوں کناروں پر مرد عورت جوان بچے دو رویہ صف بندی کئے اپنے بزرگوں کی زیارت و استقبال کے لئے ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ یہ جلوس نعلبند محلہ نیا پل، گوہل پول، پتھر پھوڑ مسجد کے سامنے بھورا باغ چوراہا اور شاہ مرزا پور میں پہونچکر منڈی مدار ٹیکری کے رضا چوک میں جلسہ گاہ تک قریب ایک گھنٹہ میں پہونچا، راستے سے جیسے جیسے جلوس آگے بڑھتا گیا سڑک کے کناروں پر دو رویہ کھڑے بوڑھے، مرد جوان بچے جلوس کے ساتھ دوڑتے نظر آنے لگے جب جلوس رضا چوک کے میدان میں پہونچا تو وہاں جلسہ گاہ میں تل رکھنے کو جگہ باقی نظر نہ آتی تھی ایک پر ایک گرے پڑ رہا تھا۔ وابستگانِ غلامی نے اپنے دونوں تاجداروں کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر اپنے کاندھوں اور سروں سے اوپر گذار کر نشست گاہ خصوصی تک ان کو پہونچا دیا۔

والہانہ جوش و محبت و عقیدت کے جذبات سے کچھ دیر کیلئے جلسہ میں گہما گہمی پیدا ہو گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد بار بار اعلانات کے ذریعہ سکون و اطمینان کا ماحول قائم ہوا۔ جلسہ جو شروع ہو چکا تھا اور نعت خوانی کا سلسلہ چلتا رہا کہ اب سکون و اطمینان حاصل ہونے کے بعد مرتضیٰ احسن قادری رضوی جو بمبئی سے اس جلسے میں شرکت کی غرض سے مولانا منصور علیخاں صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے اور اس جلسے کے لئے جو انھوں نے قصیدۂ مدحیہ تحریر کیا تھا اسے پڑھنے کیلئے جلسے میں انہیں بلا گیا قصیدۂ مدحیہ کے مطلع کا شعر تھا ؎

یا الٰہی تیرے فضل کے سائے میں مفتی اعظم دین و ملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا ہر طریقت سلامت رہے

دونوں بزرگوں کے تعلقات سگے بھائی جیسے تھے

جلسے کی غرض و غایت کی بنا و مناسبت سے مطلع لاجواب رہا جس کا استقبال حاضرین جلسہ نے نعرۂ تحسین کے ساتھ شعار اہلسنت کے مطابق نعروں سے کیا جلسے میں جب نعروں کی بلند آوازوں کے بعد کچھ سکون پیدا ہوا تو رضوی صاحب نے مطلع کی تکرار کرتے ہوئے اسے دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی انہوں نے پہلا مصرعہ پڑھا ہی تھا اور دوسرا مصرعہ پڑھنا چاہا اس وقت حضرت مفتی اعظم ہند جو تکیہ سے سہارا لئے آرام سے تشریف فرما تھے سیدھے ہوکر بیٹھتے ہوئے اور قدرے اٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ٹھہریئے، اس مصرعہ کو اس طرح پڑھئے ع

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے

اس مصرعہ میں صرف ایک لفظ کی ترمیم و اصلاح "برہان ملت" سے دی گئی اس لفظ برہان ملت کو "میرا برہان ملت" اس قدر فرط محبت کے ساتھ حضرت والد ماجد کی طرف اشارہ، فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ جن لوگوں نے اس حقیقت کو دیکھا ان کی آنکھوں میں فرط مسرت کے ساتھ آنسو بھی جھلملاتے نظر آئے۔ مجمع سے پھر بڑھ بلند و بالا نعروں کے ساتھ نعرۂ تحسین بلند ہوتے دیکھے گئے۔ مگر جلسے کی خصوصی نشست میں کچھ ایسے بھی اہل محبت تھے جنہوں نے اسی وقت اندازہ کر لیا تھا کہ اللہ کے ایک ولی اور غوث وقت حضور سیدی مفتی اعظم ہند نے حضرت برہان ملت کے لئے درازی عمر کی دعا فرمائی ہے۔ اور یہ بشارت دی ہے کہ میرے بعد دنیائے سنیت حضرت برہان ملت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ ان کے آنسو اسی بات کی غمازی کر رہے تھے مگر دیدۂ حیرت کھلے اور زبانیں ان کی گنگ ہو چکی تھیں۔

ادھر والد ماجد حضرت برہان ملت حق آگاہ معرفت و طریقت کا کچھ اور حال تھا۔ جو حضرت مفتی اعظم ہند کے اس برجستہ عارفانہ اور جوش محبت کے ساتھ ترمیم و اصلاح کے ارشاد پر کبیدہ خاطر اور غمگین و ملول نظر آئے نظریں نیچی کئے سسکتے سے رہے۔ مگر جو ہونا تھا اور جو ارشاد فرمانا تھا۔ ارشاد فرمایا جا چکا تھا۔ پھر وقت گذرنے کے ساتھ ہی دنیائے سنیت نے دیکھا، جانا اور سنا کہ وہ وقت بالآخر آ ہی گیا جب حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا فرمان عالی پورا ہو کر رہا کہ ع

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے

ہم نے ابھی دیکھا کہ ابھی جشن صحت کو پورے تین سال بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان واصل الی اللہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ مرتضیٰ حسن قادری رضوی کے قصیدہ مدحیہ کو جس میں ۱۰ شعر ہیں پورا درج کر دیا جائے۔

یا النبی تیرے فضل کے سائے میں مفتی اعظم دین و ملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے
نوری سرکار کی نوری تنویر میں شاہ احمد رضا خاں کی تصویر ہے
سینوں کی یہ بیدار تقدیر ہیں تا ابد ہم کو ان کی ضرورت رہے

"میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے"

رفعتِ شانِ احمد رضا آپ ہیں   عظمتِ آنِ احمد رضا آپ ہیں
راحتِ جانِ احمد رضا آپ ہیں   پھر کیوں نہ ہم کو محبت رہے
اے خدا مفتی اعظم دین سے   تقویت دینِ خیر الوریٰ کو ملے
گلشنِ سنیت خوب پھولے پھلے   ہر طرف جلوۂ اعلیٰحضرت رہے
سیدی عبد الاسلام عبد السلام   جلوۂ اعلیٰحضرت سے تھے شاد کام
بزمِ محمود و حامد میں ہر صبح و شام   جلوۂ شاہ برہانِ ملت رہے
حشر میں رضوی قادری کو   خدا بخش دینا برائے شہ دوسرا
پھر اسی خلد میں اس کا ہو داخلہ   جس میں شہزادۂ اعلیٰحضرت رہے

علاوہ بریلی شریف میں سنہ ۱۴۰۱ھ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں حضور مفتی اعظم ہند تشریف فرما ہونے کے باوجود اعلیٰحضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے قل شریف میں شرکت نہ فرما سکے اور سال آئندہ کا عرس مبارک آنے کے قبل ہی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

بعینہٖ یہی واقعہ حضرت والد ماجد برہانِ ملت علیہ الرحمہ کے لئے بھی پیش آیا۔ کہ وہ بھی اپنی عمر کے آخری سال میں حضرت جد امجد عبد السلام علیہ رحمۃ السلام کے قل شریف میں شرکت نہ فرما سکے اور اگلا عرس مبارک آنے کے قبل ہی دارِ فنا سے دارِ بقا کی راہ اختیار فرمائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہاں ایک خاص قابل ذکر اور لائق توجہ بات تحریر کرتا ہوں کہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد چہلم شریف کا عرس اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے ایک دن قبل ہوا۔ بالکل اسی طرح حضرت والد ماجد برہانِ ملت علیہ الرحمہ کا عرسِ چہلم بھی جد امجد حضرت عبد الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس مبارک کے ایک دن پہلے قرار پایا اس طرح بریلی شریف اور جبلپور دونوں اعراس ایک ساتھ اپنے فیوض وبرکات کے ساتھ جاری ہیں۔

حرف آخر کے طور پر یہ ہے کہ ان دونوں اکابرین اہلسنت وجماعت کے مماثل واقعات ولادت سے وفات اور اعراس مبارکہ تک کے جو ذہن میں آتے گئے چند کا تذکرہ میں نے کیا۔ اور ابتدائے سخن میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کا جو شعر تبرکاً تحریر کیا تھا اسی پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

آل الرحمن برہان الحق
شرق پہ برق گرتے یہ ہیں

زندگی بھر شرق پہ برق گراتے ہی رہے

الجامعۃ القادریہ (مجوزہ) عربی یونیورسٹی

○ اسلامی علوم وفنون کا گہوارہ ○ جدید عربی ادب کی عظیم درسگاہ ○ مذہب اہلسنت وجماعت کا سچا علم بردار ○ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعلیمات کا داعی ○ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی خواہش کی تکمیل ○ چون ۵۴ بیگہ آراضی میں علم وفن کا شہر ○ عصری تقاضوں کے مطابق جدید نصاب تعلیم کی عظیم دینی درسگاہ جس میں انگریزی زبان کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے ○ قلعہ نما طویل وعریض دو عمارتیں تکمیل کے مراحل میں

آئندہ کی عمارات اور منصوبے

دارالاقامہ — کانفرنس ہال — طبیہ کالج
دارالافتاء — اسٹاف کالونی

دارالاشاعت — دارالتبلیغ — دارالمطالعہ — دارالتصنیف

مذہب حق کی ترویج واشاعت کا پاکیزہ جذبہ لیکر الجامعۃ القادریہ مجوزہ عربی یونیورسٹی کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے گراں قدر تعاون اور مشوروں سے نوازیں

رابطہ کا پتہ

(مولانا) صغیر احمد رضوی، نوری، جوکھنپوری

ناظم اعلیٰ الجامعۃ القادریہ مجوزہ عربی یونیورسٹی، رچھا اسٹیشن ضلع بریلی شریف یوپی

سرکار برہان الملت مولانا شاہ برہان الحق صاحب علیہ الرحمہ

جنھیں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے سلامتی کی دعا دی

جناب محمد رمضان عبد العزیز صاحب قادری (سانگلی)

حضور سیدی سرکار برہان الملت حضرت مولانا الحاج شاہ عبد الباقی برہان الحق کی ولادت باسعادت بروز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۱، ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳، اکتوبر ۱۸۹۲ء صبح بعد نماز فجر ہوئی۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک پہنچتا ہے اس طرح آپ صدیقی النسب ہیں۔

ہندوستان میں آمد آپ کے اجداد کی نویں پشت میں حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوہاب صدیقی طائفی علیہ الرحمۃ میر قمر الدین خان آصف جاہ اول بانیٔ سلطنتِ آصفیہ کے زمانے میں آصف الدولہ صلابت جنگ کے ساتھ طائف شریف سے حیدر آباد دکن تشریف لائے اور مکہ مسجد نیز محکمہ امور مذہبی شرعی کے مناصب پر مامور ہوئے اور یہ منصب آپ کے خاندان کے اجداد میں برابر پانچ پشتوں تک حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کی حیات تک باقی رہا۔ پانچویں پشت کے جد کریم مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے زمانے میں آصف جاہ رابع میر فرخندہ علی خاں کا دور حکومت تھا کہ غرۂ محرم الحرام ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۶ء کو پسر افتخار جنگ نے علانیہ تبرا کیا۔ علماء اہل سنت نے اس کے خلاف مکہ مسجد میں علم جہاد نصب کرکے سخت احتجاج کیا یہاں تک کہ بلوائے عام ہو گیا آصف جاہ خامس میر تہنیت علی خاں جو اُس وقت ولی عہد تھے مصالح ملکی کی بناء پر علماء اہل سنت سے کبیدہ خاطر ہو کر بہت برافروختہ ہوئے اور اتنے زیادہ ناراض ہوئے کہ تمام علماء اہل سنت کو ان کے مناصب سے برطرف کرنے کے درپے ہو گئے مگر مدار المہام بہادر کی حکمت عملی کام آئی۔ اور تبرا اعلانیہ کا سدباب ہو گیا۔ اہل سنت کے مطالبات تسلیم کئے گئے اور وہ ہر طرح مظفر و منصور رہے۔

فوری طور پر اگرچہ علماء اہلسنت کے خلاف کوئی تعرض نہ ہوا۔ پھر بھی عتاب حاکم برابر جاری رہا اور دھیرے دھیرے علماء اہل سنت کا استیصال ہوتا رہا اور وہ اپنے مناصب سے ہٹائے جاتے رہے۔ پھر ان کی جگہ خوشامدی حاکم وقت کے اشارۂ ابرو پر چلنے والے علماء سوء نے رواج پایا۔

حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمۃ نے حکومت اور حاکم وقت کے طرز عمل کا بخوبی اندازہ فرما لیا تھا اسی بناء پر اپنے بیٹے حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحمٰن علیہ الرحمۃ اور اپنے پوتے حضرت مولانا شاہ محمد عبد الکریم علیہ الرحمۃ کو وصیت و نصیحت فرمائی کہ:

میرے فرزندو! اگرچہ خدا اور رسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و انعام سے ہمارے خاندان کو جو مذہبی اقتدار اور اعزاز و وقار حاصل ہے اس بناء پر حکومت و حاکم وقت آج تک مجھ سے کوئی تعرض نہ کر سکے۔ لیکن اب اپنے خاندان کے کسی بھی فرد کو مملکت آصفیہ حیدر آباد میں کوئی بھی دینی مذہبی اور دنیاوی منصب نہیں قبول کرنا ہے اور بہتر تو یہ ہو گا کہ اس حکومت کی حدود سے ترک سکونت بھی اختیار کی جائے۔ اس لئے کہ دین و ایمان و اتباع سنت کی حفاظت دنیاوی عزت و فکر معاش سے زیادہ بہتر ہے۔

حسب وصیت و نصیحت ہر دو حضرات نے حضرت مولانا شاہ

محمد عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حیدر مملکت آصفیہ سے ترک سکونت اختیار فرمائی اور علاقہ تاڑ بن حیدرآباد میں سکونت اختیار فرمائی تاڑ بن سکندرآباد کے پاس ایک علاقہ ہے جہاں برطانوی فوجی حکومت کا ہیڈ کوارٹر تھا اور برطانوی ریذیڈنٹ کے قبضہ واختیار واقتدار میں تھا۔

یہاں سکونت اختیار کرنے کے بعد ذریعہ معاش کیلئے حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے برطانوی مدراسی فوج میں میر منشی اور کوتوال کے عہدہ پر ملازمت اختیار کرلی۔ مدراسی فوج کے ساتھ جبلپور تشریف آوری۔ مدراسی فوج میں ملازمت اختیار فرمانے کے بعد جب یہ فوج حیدرآباد سے کامٹی آئی آپ بھی اس کے ہمراہ کامٹی آئے اور اواخر ۱۲۷۶ھ میں حضرت مولانا شاہ عبدالکریم اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن علیہم الرحمۃ کو اپنے ہمراہ لئے جبل پور تشریف فرمائے جبل پور آنے کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم کے علم وفضل و بزرگی وکمالات فیوض ظاہری و باطنی کا چرچا بڑھنے لگا دور دراز اور اطراف اکناف کے لوگ مسائل شرعیہ حل کرنے نقوش و تعویذ لینے۔ اور علاج کی غرض سے تجویز دوا کے لئے بھی کثرت سے آنے لگے اور حضرت مولانا کی ذات اقدس فوجی ملازمت میں ہوتے ہوئے بھی مرجع خلائق تھی۔

حضرت مولانا عبدالکریم سلسلۂ قادریہ میں حضرت دبلے شاہ محی الدین علیہ الرحمۃ رائے ویلوری سے بیعت تھے۔ اور حضرت مولانا شاہ سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمۃ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت واجازت حاصل تھی حضرت مولانا شاہ سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمۃ سفر حج وزیارت کو جاتے ہوئے ۱۲۸۲ھ میں براہ جبل پور گذرے اور مولانا عبدالکریم کے جبل پور میں موجود ہونے کی اطلاع کی بنا پر فوجی ہیڈ کوارٹر صدر بازار میں تشریف فرما ہوئے اور چند دن جبلپور میں قیام فرمایا۔ اب یہاں کے فوجی ہیڈ کوارٹر میں شریعت وطریقت اور علم وعمل کے آفتاب و ماہتاب جمع تھے۔ یعنی قرآن السعدین کے باعث خلق کا بے حد ہجوم ہونے لگا۔ جسے دیکھکر مولانا صاحب کے پیرومرشد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور اپنی روانگی سے قبل پند ونصائح وارشاد وہدایت کے ساتھ حضرت سید ابی القاسم یوسف حسن بخاری نے ارشاد فرمایا کہ

- عبدالکریما بصد افسوس من می بینم کہ الماس در آب وگل مخلوط است۔ کے بود کہ ایں جوہر قیمتی از آب وگل بروں آید۔ یعنے اے عبدالکریم میں بہت افسوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ ہیرا کیچڑ میں لپٹا ہوا ہے کب ایسا ہوگا کہ اتنا قیمتی جوہر کیچڑ سے باہر آئے۔

حضرت مولانا صاحب کے پیرومرشد نے یہ الفاظ کچھ اس انداز سے ارشاد فرمایا کہ ان کے قلب پر پیرومرشد کے ان الفاظ کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ادھر پیرومرشد نے جب ناگپور سفر کے لئے روانگی اختیار فرمائی حضرت مولانا نے اپنے پیرومرشد کو بادیدہ تر رخصت فرمایا اور مکان پہنچتے پہنچتے حضرت مولانا صاحب نے ترک ملازمت کا محکم اور مصمم ارادہ فرمالیا۔ اور ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ کے استعفیٰ پر افسران فوج نے ہر چند اس کی واپسی کا مشورہ دیا مگر جو ارادہ پیرومرشد کا اشارہ پاکر کیا گیا تھا۔ اس کی تکمیل کا پورا سامان فوری طور پر کرکے مراجعت وطن کا بھی ارادہ فرمالیا۔

شہر جبل پور کے بھی مسلمان فوجی ٹھیکیداروں اور صدر بازار وشہر کے تمام خاص وعام عقیدت مندوں اور مریدوں نے مراجعت حیدرآباد کے ارادہ کو ترک فرمانے کی درخواست کی جس نے شرف قبول پایا۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے خدمت دین ومذہب وخدمت خلق کے لئے جبل پور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ برآں میاں کی رسم بسم اللہ خوانی کے ساتھ آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اور مدرسہ برہانیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ ۱۳۱۵ھ کا واقعہ ہے۔

اساتذۂ کرام | جد امجد حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم۔ والد ماجد حضرت مولانا عبدالاسلام شاہ محمد عبدالسلام۔ عم محترم حضرت مولانا قاری بشیرالدین۔ مولوی عبدالرحمٰن افغانی مولوی جلال میر پشاوری (جبل پور میں) بریلی شریف میں مولانا رحم الٰہی اور مولانا ظہور احمد (مدرس منظر اسلام) رحمہم اللہ

شروع کیا۔

۱۹۱۷ء و ۱۳۳۵ھ سے حضرت برہان ملت نے دارالافتاء عیدالاسلام کی پورے طور پر ذمہ داری سنبھال لی۔

۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ جبلپور عید گاہ کلاں کے جلسۂ عام میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کو پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور عیدگاہ کلاں کے جلسۂ عام میں یہ ارشاد فرمایا۔

مولانا عیدالاسلام۔ برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباع سنت و شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے۔ میں اپنے اس روحانی فرزند سعادت مند برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں:

اس ارشاد عالی کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے حضرت برہان ملت کے سر پر دستار فضیلت مبارک دعاؤں کے ساتھ باندھنے کے بعد ارشاد فرمایا رب العزت تبارک و تعالیٰ میری روحانی ولد اعز کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدین والملۃ اور برہان السنۃ بنائے اور حضرت عیدالاسلام کے ظل رحمت و عاطفت کے تحت دین متین و شرع مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے۔ یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا۔ مگر حسن اتفاق کہ جبلپور میں آپ حضرات کے درمیان موقعہ مل گیا۔ جبلپور میں ہی اسی موقعہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے دستار فضیلت و سند اجازت کے ساتھ تحریری سند خلافت سے بھی نوازا یہ عربی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ دوسرے خلفاء عرب و عجم کو بھی عنایت فرمائی ہے۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت نے الاجازۃ المتینہ میں اپنے دست مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

یا ولدی و بود کبدی و قرۃ عینی و عزۃ زینی

ابن الفاضل الکامل جامع الفضائل قامع الرذائل مولٰنا۔ المولوی عبد السلام وقد لقبتہ عبد الاسلام جعلک اللہ کاسمک برہان الحق المبین و ناصر الدین المبین و کاسر رؤس المفسدین۔ آمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔ فی جبل پور بخطہ

خطبات استقبالیہ و صدارت | آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء برہان پور رجب ۱۳۷۷ھ، آل برار سنی کانفرنس کارنجہ اکولہ برار شعبان ۱۳۷۷ھ، جماعت رضائے مصطفےٰ بھروچ شوال ۹ ۷ ۳ھ ۱۹۵۹ء، چھتیس گڑھ مسلم کنونشن (مسلم متحدہ محاذ) جمادی الاول ۱۳۸۰ھ، یوم ولادت امام احمد رضا ناگ پور شوال ۱۳۸۱ھ بہار صوبائی سنی کانفرنس سیوان چھپرہ صفر ۱۳۷۸ھ ۱۹۹۸

تصنیفات | البرہان الدجلی فیما یجوز بہ تقبیل اماکن الصلحاء، درۃ العنکر فی المسائل الصیام والفطر، قیامت کبریٰ گولا باری بر گنبد خضرا، اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین۔ سوافل وہابیت کی تصویر، چھپے تھانوی کے پرخچے؛ روح الوردہ لنفخ فی سوالات بردہ، اسلام اور ولایتی کپڑا، چار فقہی فتوے، المسلک الاظہر فی تحقیق آزر، فقہ الاہلال شہادات رویۃ الہلال، المعجزۃ العظمیٰ المحمدیہ، تعلیم الاسلام فی تمیز الاحکام، اکرام امام احمد رضا، صیانۃ الصلوٰت عن حیل البدعات، حیات اعلیٰ حضرت کا ایک ورق، سوانح امام دین مجدد مائۃ حاضرہ، اکرامات مجدد اعظم، نیز جلال مجدد اعظم، حالات ارتقاء عیدالاسلام،

زبدۃ الاصفیاء صدر الشریعہ مولانا امجد علی (رضی الرحمٰن تعالیٰ عنہ) ان تمام رسائل کے نام تاریخی ہیں: پچھلے سات رسائل غیر مطبوعہ ہیں بقیہ سب مطبوعہ ہیں نیز ان کے علاوہ صدہا چھوٹے بڑے رسائل وقتی حالات کے مطابق دینی و مذہبی و سیاسی شائع ہو چکے ہیں۔

ان رسائل کے علاوہ۔ المواہب الربانیہ بالفتاوی السلامیہ والبرہانیہ ۱۹ جلدوں پر مشتمل جس کے قریب ساڑھے

مذہبی ضرورت کے پیش نظر فرمائے ان کی ایک طویل فہرست ہے ان کی تفصیل واحاطہ جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ سیر وسوانح حضرت برہان الملت علیہ الرحمۃ کی ترتیب وتدوین میں ان کا اجمالی ذکر کیا جاسکے گا۔

آخر ایام ووصال

حضرت سرکار برہان الملت علیہ الرحمۃ والرضوان پر پہلی بار ۱۹۷۰ء میں دل کا دورہ پڑا تھا بفضلہ تبارک وتعالیٰ حضور چند دنوں کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ مگر عمر شریف کے تقاضے نیز چند در چند عوارض لاحقہ کے باعث اکثر صحت خراب رہتی۔ پھر بھی دارالافتاء کی ذمہ داریاں پوری فرماتے ہوئے خدمت دین ومذہب و ترویج واستحکام مسلک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے لئے وہ ہمیشہ ہمہ تن مصروف رہے۔ اور باوجود پیرانہ سالی اور انتہائی ضعف ونقاہت کے ہوتے ہوئے دور دراز علاقوں کے طویل سفر بھی آپ نے فرمائے۔

حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کوٹہ (راجستھان) کے حادثہ فاجعہ کے بعد مسلسل چند سال عرس رضوی عید الاسلامی کے موقعہ پر جبلپور تشریف نہ لا سکے پھر غلامان رضوی سلامی کی خوش نصیبی کہ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند جبلپور تشریف فرما ہوئے اور قریب ڈیڑھ ماہ قیام فرمایا۔ اسی دوران قیام میں حضور مفتی اعظم ہند پر شفا وصحت کے امید افزا آثار نمایاں ہوئے اور سرکار مفتی اعظم ہند نے جبلپور سے ناگپور، بھنڈ، تسر، گوندیا، بالاگھاٹ، کٹنگی جھلپور، دموہ، ساگر، ٹیکم گڑھ، بھبولی، کھتولا بازار، سیہورہ، کٹنی وغیرہ کے بھی سفر فرمائے۔

ان اسفار سے واپسی کے بعد غلامان رضوی، نوری سلامی، برہانی نے سرکار آل الرحمٰن حضرت مفتیٔ اعظم ہند سرکار برہان الملت مفتی اعظم مدھیہ پردیش کا جشن صحت بڑے تزک واحتشام کے ساتھ ۱۳، ۱۴، صفر المظفر ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۷۹ء کو منڈی مدار ٹیکری رضا چوک کے وسیع میدان میں دو روزہ عظیم الشان اجلاس منعقد کیا جس میں جلسہ گاہ میں مخصوص نشست ہر دو مفتی اعظم کے پیچھے جلی حرفوں میں یہ شعر تحریر کر کے آویزاں کیا گیا تھا۔

آل الرحمٰن۔ برہان الحق ٭ شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

نمایاں طور پر تحریر اس شعر کے پڑھنے کے بعد ان ہر دو اکابرین اہلسنت وجماعت کے مقام یگانگت ومحبت اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی ان پر توجہات خصوصی کے ساتھ انعامات واکرامات کے تمام تصورات ایک ایک کر کے عقیدت مندوں کی نگاہوں میں ابھر کر سامنے آتے رہے

جشن صحت کے دوسرے دن کے جلسے کے موقع پر نعتی حسن رضوی بمبئی والوں نے ایک قصیدہ پڑھا تھا جس کا مطلع تھا

؎ یا الٰہی ترے فضل کے سائے میں مفتیٔ اعظم دین وملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا پیر طریقت سلامت رہے

ابھی رضوی صاحب نے یہ مطلع پڑھا ہی تھا اور اس کی تکرار کرتے ہوئے دوسرے مصرع کو جب انھوں نے پھر پڑھا تو حضرت مفتی اعظم ہند جو تکیے سے سہارا لئے ہوئے تشریف فرما تھے یکایک فرط مسرت اور جوش محبت میں، سیدھے بیٹھتے ہوئے اور قدرے اٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس طرح سے پڑھئے۔

؎ میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا۔ برہان ملت سلامت رہے۔

لفظ۔ برہان ملت۔ حضرت مفتیٔ اعظم ہند نے اس قدر فرط محبت کے ساتھ اور حضرت برہان ملت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے تھے کہ کچھ لوگوں کی آنکھوں میں فرط مسرت سے آنسوؤں کے موتی جھلملاتے نظر آنے لگے مگر کچھ لوگ کی ایسے بھی تھے جنھوں نے اسی وقت اندازہ کر لیا کہ اللہ کے ایک ولی، وقت کے غوث حضور سیدنا مفتی اعظم ہند نے حضرت برہان الملت کیلئے درازیٔ عمر کی دعا فرمائی ہے اور یہ بشارت بھی دیدی ہے کہ میرے بعد دنیائے سنیت حضرت برہان الملت کے فیوض وبرکات سے مستفیض وفائز المرام ہوتی رہے گی۔

حضرت برہان الملت حق آگاہ و معرفت حضرت مفتی اعظم

کے بر جستہ عارفانہ ارشاد عالی پر کبیدہ خاطر اور غمگیں نظر

سنے ۔ مگر جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور جو ارشاد فرمانا تھا

ناد فرمایا جا چکا تھا ۔ پھر دنیا نے دیکھا سنا اور جانا کہ دنیائے

ھنیت کے لئے وہ وقت آ ہی گیا جبکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ

الرحمۃ والرضوان کا ارشاد پورا ہو کر رہا ہے ع

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر، میرا برہان ملت

سلامت رہے ۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے جشن صحت کو ابھی

سال بھی پورے ہونے کو نہ آئے تھے کہ ۱۴ محرم الحرام

۱۴۰۳ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی مصرع کے دوسرے

جس طرح سرکار مفتی اعظم ہند نے دعائیہ انداز میں

فرمایا تھا کہ میرا برہان ملت سلامت رہے ۔ کے عین

لق سرکار برہان الملت صحت و سلامتی کے ساتھ اسی

خدمت دین و مذہب و مسلک فرماتے رہے جس طرح

ور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی حیات طیبہ کا اصل

ل تھا ۔ حضور سرکار مفتی اعظم ہند و سرکار مفتی اعظم

یہ پردیش کی حیات ظاہری و باطنی میں کچھ ایسی مماثلتیں

جاتی ہیں کہ ان واقعات پر حیرت ہوتی ہے ۔ ولادت

، استاذ و مرشد کا کرم ، والد ماجد اور پدر روحانی کی

م و عنایات کے ساتھ ہر دو اکابرین عظام کی حیات میں

یگانگت رہی ہے جس کا تذکرہ اکثر و بیشتر حضرت سرکار

الملت کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے وقت ہوتا ۔

یگانگت و مماثلت کا تذکرہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت

اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے ایک صحیفۂ گرامی میں

ا ہے ۔

سنیچر ۸ ، دسمبر ۱۹۸۴ء کو بعد نماز مغرب سرکار برہان

ت علیہ الرحمۃ پر چودہ سال کے بعد دل کا سخت دورہ

. بارہویں دن صبح ہی سے حالت زیادہ غیر ہونے لگی

دگان عالی وقار مولانا محمد محمود احمد و مولانا محمد حامد

دادر نبیرگان حضرت مولوی محمد شاہد رضا و فیضان الحق

رضا مسجد بریلی شریف

و رضوان الحق صاحبان اور گھر کے تمام اعزہ و اقارب

انتہائی پریشانی و سراسیمگی کی حالت میں نظر آنے لگے ۔

ڈاکٹروں کی ٹیم صبح ہی سے معالجہ کے لئے ہمہ تن مصروف

رہی مگر سہ پہر ظہر کے بعد سے ناامیدیاں اور مایوسیاں

بڑھتی ہی رہیں ۔

شہزادۂ معظم حضرت مولانا محمد محمود احمد صاحب نے

حکم فرمایا کہ حضرت کے حضور حاضر ہو کر یٰسین شریف

کی تلاوت کرو ۔ حسب حکم یٰسین شریف کی تلاوت کی

گئی پھر نماز عصر کے بعد بھی یٰسین شریف کی تلاوت

کی گئی ۔

مولانا حامد میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد فرمودہ دعا و ورد

جس کی حضرت برہان الملت کو اعلیٰ حضرت نے اجازت

مرحمت فرمائی تھی پڑھنے اور اذان پڑھنے کا حکم فرمایا

اعلیٰ حضرت کی وہ ارشاد فرمودہ دعا جسے حضرت برہان

قطعات

پیکرِ شریعت ہیں مظہرِ طریقت ہیں
میرے پیر و مرشد کی شان ہی نرالی ہے
نجدیت کے طوفاں میں گھر گئی تھی جو کشتی
علم کے سمندر میں ڈوب کے نکالی ہے

•

ولی ابنِ ولی مفتیٔ اعظم آپ کو آقا
نگاہیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں ہر سو اشکبار اپنی
شبیہِ غوث جبکو دیکھتے ہی یاد آتی تھی
وہی صورت دکھا دیجئے ہمیں پھر ایکبار اپنی

شاعرِ اسلام قمر مصطفوی

ت بعد نماز فجر و بعد نماز مغرب تین بار۔ اول آخر درود شریف کے ساتھ التزاماً ورد فرماتے ہیں۔

ءَ اَذکُرُ حَاجَتِیْ اَم قَد کَفَانِیْ
حَیَاءُکَ اَنَّ شِیمَتَکَ الْحَیَاءُ
کَرِیْمٌ لَا تُغَیِّرُہٗ ذُنُوبٌ
عَنِ الْخُلُقِ الْکَرِیْمِ وَلَا اخْفَاءُ
رَسُوْلُ اللّٰہِ فَضْلُکَ لَیْسَ یُحْصٰی
وَلَیْسَ لِجُوْدِکَ اِلَّا فِیْ انْتِہَاءُ
فَاِنْ اَکُ مِنْ ذُنُوْبٍ خَزِیْ
فَلَیْسَ الْبَحْرُ تَنْقُصُہٗ اَبَدًا لَا ءُ
اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ
اَغِثْنِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَغِثْنِیْ
اَغِثْنِیْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، اَغِثْنِیْ
اَغِثْنِیْ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَغِثْنِیْ

یہ دعا جب حضرت قبلہ کے سامنے پڑھی گئی تو دیکھا گیا

حضرت علیہ الرحمۃ بھی اس کا برابر ورد فرماتے اور اسی طرح اذان کے الفاظ بھی برابر دہراتے نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا نماز مغرب کے بعد پھر اذان پڑھی گئی اور ورد مذکور کیا گیا حضرت نے اس وقت بھی ورد فرمایا اور اذان کے الفاظ بھی دہرائے پھر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کی گئی۔

ابھی سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ سرکار برہان الملت نے جان عزیز ذکر کے ساتھ جان آفریں کے سپرد فرماتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔)

ادھر آستانۂ عالیہ کے باہر موجود تمام عقیدت مندوں کو حضرت کے وصال کی خبر دی گئی کہ آج ۲۶، ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰، دسمبر ۱۹۸۴ء شب یوم جمعہ شام سوا چھ بجے حضور سرکار برہان الملت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

۲۲، دسمبر ۱۹۸۴ء کو صبح ساڑھے نو بجے حضرت کے جسد اطہر کو آستانہ عالیہ سے ان کی ابدی آرام گاہ کی طرف لیجانے کے لئے قریب ڈیڑھ لاکھ ہر مذہب و قوم و سماج کے لوگوں کے مجمع نے ڈھائی گھنٹے میں وہ مختصر راہ طے کی جو صرف آدھا گھنٹہ کی ہے سوا بارہ بجے عیدگاہ کلاں رانی تال میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ وصیت کے مطابق نماز جنازہ حضرت محمود الملت مولانا مفتی محمد محمود احمد صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ اور پھر تدفین عمل میں آئی۔

کلامِ امام

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

رحمۃ اللعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ اللہ یہ علوِ خاصِ عبدیت رضاؔ
بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا آخر گیا

آل الرحمٰن برہان حق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں
امام احمد رضا
الٰہی نگہدار برہان حق
بود دائما از وے اعلان حق
بزرگوں کی یاد تازہ کرنا ان کے نام اور تعلیمات کو جاری رکھنا نصب العین ہے
برہان ملت نمبر
عقیدت ومحبت کا پرخلوص نذرانہ
برہان الملت والدین حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد برہان الحق رضوی سلامی قدس سرہ
کرم کی بھیک ملتی ہے کریموں کے گھرانے سے
نبی کے جانشینوں کے مقدس آستانے سے
خادمان ادارہ سنی دنیا بریلی شریف
محمد شہاب الدین رضوی اختری
محمد اختر رضا
محمد شعیب خاں بریلوی

برہانِ ملت ایک مثالی شخصیت

حضرت مولانا حبیب رضا خاں نوری

پیکرِ علم وعمل، نیک سیرت، پاکیزہ صورت، خلیفۂ اعلیحضرت حضرت برہان الملت علیہ الرحمہ والرضوان کو بارہا قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ عرس اعلیحضرت علیہ الرحمہ والرضوان میں حضرت تشریف لاتے تھے۔ فقیر نے جو باتیں ان کی سیرت میں نوٹ کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

علمیت، عزت، دولت، وجاہت کا وافر حصہ قدرت نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ اسکے باوجود کبر ونخوت سے ان کو دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اپنے چھوٹوں سے بھی نہایت تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے۔ نہایت رقیق القلب تھے۔ دوران تقریر اپنے پیر طریقت حضور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علیہ الرحمہ والرضوان کا تذکرہ کرتے تو اکثر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ آواز پر گریہ کا اثر ہو جاتا تھا۔ اس سے اگر قلب کی رقت کا پتہ چلتا ہے تو دوسری جانب اپنے شیخ سے قلبی تعلق بھی ظاہر ہوتا ہے۔ تمام خاندان اعلیٰ حضرت سے خصوصاً حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان سے نہایت محبت کا تعلق رہا۔ حضرت بھی ان سے نہایت محبت فرماتے تھے۔ یہ دوستی اور محبت ان دونوں بزرگوں میں زمانہ طالب علمی سے ہی تھی۔ اسی لئے حضور اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے الاستمداد میں دونوں صاحبوں کا ذکر ایک ہی شعر میں کیا ہے۔

آل الرحمٰن برہان الحق ـــــ شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

اگلا شمارہ

ماہنامہ سنی دنیا آپ کا اپنا محبوب ترین جریدہ ہے۔ کچھ اہم امور اور علمی کاموں کی وجہ سے اگلا شمارہ شائع نہیں ہو گا۔ ہم کو معلوم ہیکہ آپ اپنے محبوب جریدہ کا ضرور انتظار کریں گے۔ مگر یہ قدم ان امور کی تکمیل کے لئے اٹھانا پڑا۔ انشاء اللہ اس سے اگلا شمارہ اپنی تمام تر جلوہ بار کرنوں سے مزین ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔ (ادارہ)

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کا

(بنام برہان ملت مفتی برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ)

۴؍ جمادی الآخرہ ۱۳۷۱ھ یکم مارچ ۱۹۵۲ء حضرت گرامی منزلت دامت فضائلہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ

خبر ارتحال حضرت عبدالسلام موجب اندوہ وملال نے سخت صدمہ پہونچایا۔ فان للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کا انتقال پُرملال دنیائے سنیت کے لئے ایک سخت ترین صدمہ کا موجب ہے۔ اور یہ خلا جو ان کے انتقال سے ہوگیا ہے۔ بہ ظاہر اس کی تلافی ہوتی نظر نہیں آتی۔ ویسے اللہ قادر قدیر مقتدر عز جلالہ کے کرم سے ضرور امید ہے کہ وہ آپ کو ان کا ایسا جانشین فرما دے کہ آپ ان کے جمیع فیوض و برکات بلکہ ان سے زائد کے حامل ہوں اور اہل سنت کو آپ سے یہ نسبت حضرت مذکور و مغفور بہت زائد فیض پہونچے۔ میری دلی آرزو یہی ہے میں اسی کی دعا کرتا ہوں۔

بے شک مولیٰ عزوجل ہی کا ہے جو اس نے لیا ہے اور جو عطا فرمایا اور ہم سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

آج وہ کل ہماری باری ہے۔ صبر موجب اجر ہے۔ اور صابروں کو عظیم بشارت ہے۔ معیت حق ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مع الصّابرین ہ

ہر شئی کی ایک اجل اس کے یہاں مقرر ہے جس سے ایک پل کا آگا پیچھا ناممکن ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ کا یہ سایۂ رحمت وفیض وبرکت سنیوں کے سر سے اٹھ جانا عظیم ترین مصیبت ہے۔ آپ کو تلقین صبر کیا کیجئے اور اہل سنت کو میری جانب سے بھی تلقین صبر فرمایئے۔ یہ خبر وحشت اثر گونڈل میں حاجی آدم حاجی جمال صاحب کے یہاں سے معلوم ہوئی تھی۔ ان کے نام آپ کا تار پہونچا تھا وہ لے کر آئے تھے اسی دن میں نے تعزیت کا تار گونڈل سے دلوایا تھا۔ جس کا آپ کے اس گرامی نامہ بنام سیٹھ عبد الکریم صاحب میں کوئی ذکر نہیں۔ ایک خط جناب شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی صاحب زیدت فضائلہ، نے ایک تعزیت نامہ لکھ دیا تھا جس میں میری حاضری عرس چہلم شریف کے متعلق تحریر کر دیا تھا۔ میرا خود ارادہ تھا کہ آپ کے پہلے خط کا جواب حاضر کروں، وہ لکھنے نہ پایا تھا کہ سخت اندوہ ناک خبر معلوم ہوئی جس نے قلب ودماغ پر بہت سخت گہرا اثر ڈالا۔ اپنے ہاتھ سے بھی محض تعزیت نامہ لکھنے کا ارادہ تھا، مگر میں بعض عوارض میں شدید مبتلا ہوا، اور میری جو حالت رہی سیٹھ عبد الکریم صاحب سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آج تک مکان کو بھی خط نہ لکھ سکا۔ میرا خیال تھا کہ اس سفر سے واپس ہو کر براہ راست جبلپور برائے تعزیت حاضر ہوں گا۔ جبل پور کو تابع نہ کروں گا۔ مگر یہاں سے اب تک واپسی نہ ہو سکی۔ ادھر بمبئی کے تار خط اور زبانی پیغام برابر موصول ہو رہے ہیں۔ پھر جے پور کا عرس (جو میں نے ہی مقرر کیا) اعلیحضرت قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ کا جو ۱۲ جمادی الآخر کو ہوگا اسے ختم کر کے بمبئی پہونچو، بمبئی پہونچنا اس لئے اشد ضروری ہے، یوں نہایت اہم ہے، میں حیران وپریشان ہوں کیا کروں۔ ایسا ہوا تو میں بمبئی پہونچ کر اپنی تاریخ روانگی جبل پور از بمبئی مطلع کروں گا۔

چہلم شریف سے تاریخ مقررہ سے آگے ہٹانے کی ضرورت انشاء اللہ تعالٰے نہ ہوگی۔ مجھے تو جناب مرحوم ومغفور زاہد میاں رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے انتقال پر ملال ہی پر حاضر ہونا چاہیے تھا۔ مگر حالات ایسے تھے کہ میں اس خیال کو پورا نہ کر سکا۔ میری کوتاہیاں اگرچہ لائق معافی نہ ہوں، مگر آپ کی عنایت، آپ کے کرم سے امید ہے کہ آپ معاف فرمادیں گے

والسّلام

مصطفٰے رضا قادری غفرلہٗ

از دھوراجی۔

(بشکریہ دامن مصطفٰے بریلی)

دنیائے سنیت مفتی وقار الدین رضوی سے محروم ہو گئی

(شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی)

آہ یہ کیا ہوا ــــــ ابھی اہل سنت کی مقتدر شخصیتوں کے انتقال سے دنیا خاموش بھی نہ ہونے پائی تھی، ماتم کناں تھی کہ اچانک ۲۶ ستمبر ۱۹۹۲ء کو وقار سنیت، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین رضوی (شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی) اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون ۰ ــــــ پاکستان میں اہل سنت کی صحیح ترجمانی کرنے والا، یادگار سلف و خلف ــــــ جزئیات فقہ پر جو ان کو عبور حاصل تھا اس زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی ــــــ علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ میں آپ کو جو عدیم النظیر مہارت حاصل تھی، اس میں کسی کو کلام نہیں ــــــ وہ جامع فضائل و کمالات تھے۔ حق پسند تھے اور حق گو بھی ــــــ امین تھے اور مخلص بھی ــــــ عابد تھے اور زاہد بھی ــــــ باوقار تھے اور باغیرت بھی ــــــ وہ نفس کے اشاروں پر نہیں چلتے، وہی کہتے جو ان کا ضمیر پکارتا ــــــ درود و سلام کی ڈالیاں نچھاور ہیں ان کے مرقد اقدس پر۔

حضرت مفتی وقار الدین قادری، رضوی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کے خلیفہ و تلمیذ تھے۔ پیلی بھیت میں پیدا ہوئے، جید علماء و اکابرین ملت سے استفادہ کیا ــــــ دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں برسوں علوم و معارف کے گہر آبدار لٹاتے رہے ــــــ شمع منور سے پروانے فیضیاب ہوتے رہے ــــــ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے گئے اور اپنا مستقل مستقر کراچی بنا لیا ــــــ دار العلوم امجدیہ کراچی کی بلند و بالا درس گاہ میں نائب شیخ الحدیث اور شیخ الحدیث کے اعلیٰ عہدہ پر فائز المرام رہے ــــــ تشنۂ علوم قرآنیہ کو سیراب کرتے رہے ــــــ روحانی فرزندوں کی ایک لمبی قطار ہے، جانشین مفتیٔ اعظم فقیہ اسلام علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا۔ حضرت کے دولتکدے پر ایصال ثواب کی محفل بھی منعقد کی گئی۔ اللہ تعالےٰ صاحبزادگان، تلامذہ اور متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ــــــ (آمین)

غمزدہ:ــــ محمد شہاب الدین رضوی اختری، ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

کیا عظیم رشتہ ہے؟

مولانا محمد شمشاد حسین رضوی ۔ بدایوں

حضور مفتی اعظم اور برہان ملت بحیثیت رفیق خاص

اس وقت کی بات ہے جب میں جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں زیر تعلیم تھا۔ بنارس کے سب سے بڑا میدان "بنیا باغ" میں تنظیم اہل سنت کی جانب سے سہ روزہ آل انڈیا امام احمد رضا کانفرنس ہوئی تھی۔ اور اس میں ملک کے گوشے گوشے سے علماء، ادباء، خطباء اور شعراء حضرات شریک ہوئے تھے۔ مگر ان میں سب سے زیادہ اہم اولین نمایاں نام حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کا تھا۔ موقع کی نزاکت کو دھیان میں رکھتے ہوئے اہل جامعہ نے ختم بخاری شریف کا جلسہ بھی رکھا۔ فارغین علماء جن میں یہ ناچیز بھی تھا۔ ختم بخاری شریف لے کر جامعہ کے وسیع ہال میں جمع ہو گئے۔ حضرت برہان ملت تشریف لائے۔ اور ختم بخاری شریف کرایا۔ یہ منظر کس قدر دیدہ زیب اور جاذب نظر تھا۔ کہ اس کو الفاظ کا روپ نہیں دے سکتے ہاں بلکہ اس کو محسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

اللہ اکبر! آپ کی کیا شان تھی۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وقت کے عظیم مفکر اور مدبر، فقیہ اجل، متکلم اجل حضرت قاضی شمس الدین صاحب جعفری جونپوری، مصنف قانون شریعت آپ کے سامنے دو زانوں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت برہان ملت نور کا چہرہ اور پھول کا بدن رکھتے تھے۔ دست مبارک اس قدر نرم اور ملائم تھا کہ دست بوسی کے وقت آنکھوں میں نور اور دل میں سرور محسوس ہوتا تھا۔ اسی دن رات میں آل انڈیا امام احمد رضا کانفرنس کے اسٹیج پر سے آپ نے قوم سے خطاب فرمایا۔ یہ خطاب کوئی لمبی چوڑی تقریر نہ تھی اور نہ ہی زور خطابت آپ آزما رہے تھے بلکہ آپ امام احمد رضا اور ان کی صحبت کے بارے میں فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیا بتاؤں؟ امام احمد رضا کیا تھے؟ اور ان کی علمی شان و شوکت کیا تھی؟ میں وہ بیان کر رہا ہوں۔ ان کی جو مہربانیاں مجھ پر تھیں۔ یعنی مدتوں اعلحضرت

کی بارگاہ میں رہا اور ان سے علم وفن، شعور و ادراک۔ اور فقاہت و بصیرت حاصل کی میں نے ایک نعت جو فارسی زبان میں تھی اور میری ہی کاوش تھی۔ حضرت کی بارگاہ میں پڑھی۔ تو آپ اتنا خوش ہوئے کہ اپنا جبہ اور عمامہ جو آپ زیب تن فرمائے ہوئے تھے فوراً عنایت فرمادیا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے برہان۔ اتم میرے روحانی فرزند ہو۔ اور مصطفیٰ رضا ہمارا حقیقی فرزند ہے۔ پھر حضرت برہان ملت نے مزید فرمایا کہ میں اعلیٰ حضرت ہی کے عطا کردہ جبہ و دستار میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ بس مت پوچھئے کہ سارے سامعین کی نگاہ آپ کی طرف مرکوز ہوگئی۔ اور مجمع پر عجیب سا سناٹا چھا گیا۔ ایک کیف و سرور کا عالم تھا جو عوام پر طاری تھا۔ بعد صلوٰۃ وسلام حضرت کی دست بوسی کے لئے لوگ قطار در قطار کھڑے ہوگئے۔ کسی نے حضرت برہان ملت کی دست بوسی کی۔ اور کسی نے حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے جبہ و دستار سے اکتساب فیض کیا۔ حضرت برہان ملت چونکہ صاحب قدر تھے۔ وہ اس عطا کردہ جبہ و دستار کی اہمیت کو جانتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبہ و دستا میرے نزدیک اس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ میں اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ یہ میری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔ اس سے مجھے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور میں نے یہ وصیت کی ہے کہ اس جبہ و دستار کو میرے ساتھ میری قبر میں رکھ دیا جائے

انعام بہر حال انعام ہے۔ انعام میں لعل وگوہر دیئے جائیں۔ یا جواہرات، جبہ و دستار دیئے جائیں یا کوئی اور چیز اس کی قدر صاحب علم وفن ہی جانتے ہیں۔ یہ انعام کس نے عطا کیا تھا۔ کسی ایسے ویسے نے نہیں بلکہ امام علم وفن نے، امام عشق وادب نے۔ یہ انعام اس ذات گرامی نے عطا کیا تھا جو ہر فن مولیٰ تھا، بے نظیر و بے مثال تھا۔ جن کی نگاہِ کیمیا اثر میں ایسی کشش تھی کہ لوگ ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے تھے اور نیاز مندانہ انداز میں ان کے سامنے حاضر ہوتے کیا اس بات کی گنجائش نکل سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے یہ انعام ایسے شخص کو دیا ہوگا جو اس کا مستحق نہیں۔ نہیں ہرگز نہیں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت برہان ملت کی زندگی اور ان کے کارناموں کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اس انعام کے مستحق تھے۔ علم و فن شعور و ادراک اور فہم وفراست میں ملکہ رکھتے تھے۔ دقت نظر، فکر و تدبر، باریک بینی اور دور رس ذہانت کے مالک تھے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے آپ کو دار القضا میں اہم عہدہ پر فائز فرمادیا۔ حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں۔
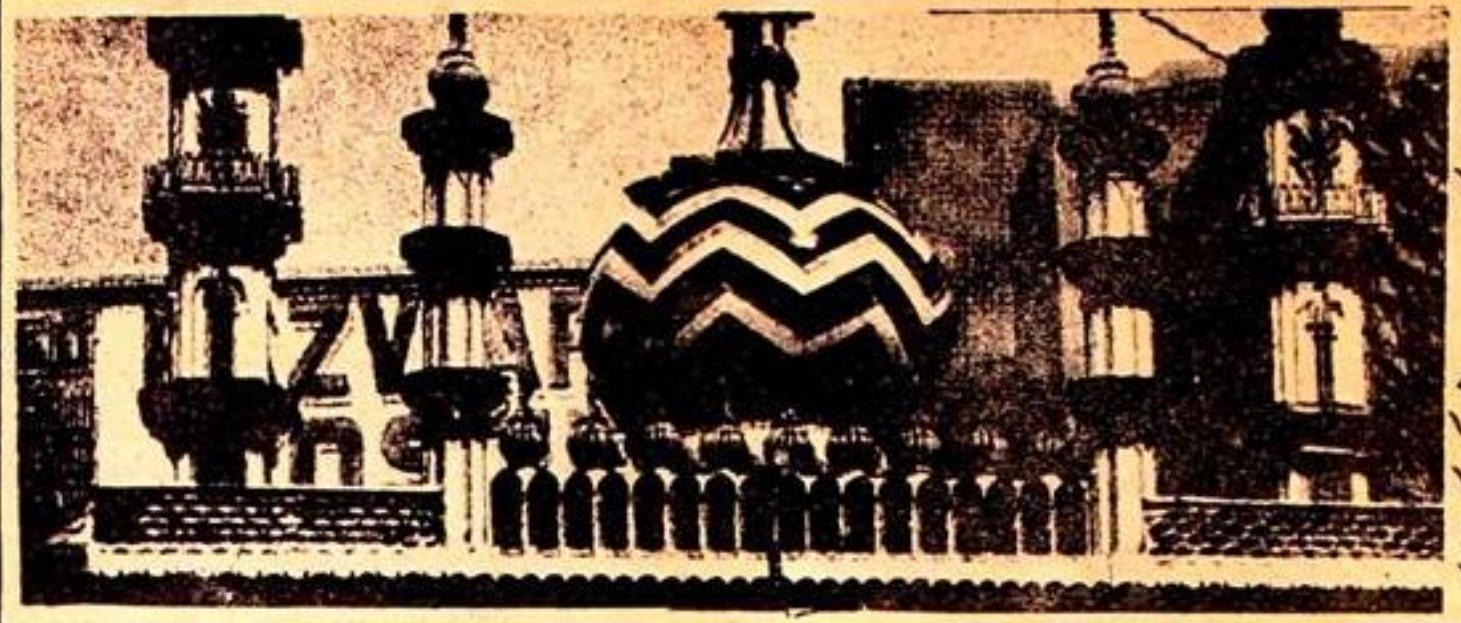
خانقاہ رضویہ کا صدر دروازہ کی ایک جھلک

"پھر ایک وقت وہ آیا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کی ضرورت محسوس فرمائی کہ پورے ملک کے لئے ایک دار القضا قائم کیا جائے تو چونکہ قاضی کے لئے کافی تربیت تفقہ اور تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس اعتبار سے حاضرین دربار رضوی میں سب سے زیادہ فائق حضرت صدر الشریعہ تھے اس لئے انہیں قاضی بنایا اور حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت برہان ملت جبلپوری کو مفتی دار القضاء کے منصب پر فائز فرمایا۔"

(ماہنامہ حجاز جون ۹۲ء ص ۲۳)

یہ دار القضاء صرف بریلی کا نہ تھا اور نہ ہی کسی ایک خطہ یا علاقہ کا تھا۔ بلکہ پورے متحدہ ہندوستان کا تھا۔ اس میں ایسا مفتی ہونا چاہئے جو نہایت ہی تجربہ کار، صاحب بصیرت اور گہری فقاہت والا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ان میں تنقیدی شعور کی پختگی، اور اہل زمانہ کا مزاج شناس ہونا چاہئے۔

حضرت برہان ملت اور حضور مفتی اعظم ہند دونوں میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ اس سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا نے برہان ملت اور حضور مفتی اعظم کے درمیان جس رشتہ کی تبیین فرمائی ہے وہ رشتہ اس قدر عظیم اور مضبوط ہے کہ تا قیامت برقرار رہے گا۔ اور اس رشتہ کو صرف برادرانہ تعلق پر محمول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس سے اور بھی پہلو نکل سکتے ہیں۔ علم و فن، عشق و محبت اور علمی قابلیت و بصیرت کے درمیان مساوات، مرتبہ و منصب کے مابین تماثل۔ اس طرح ایک کو دوسرے کے قریب کر دینا اور ایک کو دوسرے کے دل کی دھڑکن کو محسوس کرا دینا یہ کسی کی نگاہ کا اعجاز ہی ہو سکتا ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جب اپنے شاگردوں کا تذکرہ کیا تو اس میں بھی امام احمد رضا نے حضرت برہان ملت اور حضور مفتی اعظم کو ایک ہی زمرے میں بیان کیا ہے۔ اور ایک ہی وصف سے دونوں کو متصف فرمایا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

آل الرحمٰن و برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

آل الرحمٰن حضور مفتیٔ اعظم اور برہان الحق سے مراد برہان ملت ہیں۔ یہ دونوں شرق پہ برق گراتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ امام احمد رضا نے اپنے دیگر شاگردوں کا تذکرہ الگ الگ شعروں میں کیا ہے اور ہر شاگرد ایک دوسرے سے الگ دکھائی دیتے ہیں۔ مگر جب برہان ملت کی باری آئی تو امام احمد رضا نے ان کا تذکرہ ایک شعر میں نہیں بلکہ ایک مصرعہ میں حضور مفتیٔ اعظم کے ساتھ کیا ہے۔ یہ قربت انتہائی قربت ہے۔ اس کا لحاظ حضرت برہان ملت نے بھی کیا اور مفتیٔ اعظم نے بھی۔ حضرت مفتیٔ اعظم کیا تھے۔؟ اللہ کے ولی کامل، عارف باللہ اور گوناگوں صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علم وفن شعور و ادراک میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ زہد و ورع، تقویٰ وپرہیز گاری آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ مقام عزیمت آپ کا بہت زیادہ بلند تھا۔ ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ مجدد ابن مجدد، عالم ابن عالم، فاضل ابن فاضل تھے۔ زمانے نے آپ کے در سے اکتساب فیض کیا۔ وہ کون ہے۔؟ جو آپ سے فیضیاب نہ ہوا۔ مفتیٔ اعظم کیا چلے گئے کہ نسیم سحر سوگوار ہے، زمانہ ماتم کناں ہے۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے حضرت برہان ملت کے دل پر کیا گزرا، کن غموں سے وہ دوچار ہوئے اس کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"حضور مفتیٔ اعظم ہند شاہزادہ اعلیحضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وارضاہ عنا کے وصال پر ملال اور دائمی داغ مفارقت نے دل بے قرار اور دماغ وطبیعت کے انتشار کو فقیر کے سارے حالات پر ایسا مسلط کر دیا ہے کہ جس وقت حضرت اقدس کا خیال آتا ہے۔ آہ کیسا تھ۔ آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔"

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

دل کا بے قرار ہونا، اضطرابی حالات سے دوچار ہونا، دماغ وطبیعت کا انتشار واضمحلال اور آنکھوں کا اشکبار ہونا بلا وجہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ اتفاقیہ ہے۔ بلکہ اس کے پس منظر درد و الم، کرب وتڑپ اور غم و الم کی ایسی کربناک کہانی ہے جو کسی کے رخصت ہونے پر کسی انسانی طبیعت کو فطرتاً لاحق ہوتی ہے۔ مفتیٔ اعظم کے وصال سے آپ کی طبیعت کچھ اسی ماحول سے دوچار تھی۔ اور کیوں نہ ہو۔؟ کہ وہ آپ کو چاہتے تھے۔ اور آپ انھیں چاہتے تھے۔ غرض کہ چاہنے کی آگ دونوں طرف لگی ہوئی تھی۔ عشق کی تڑپ ادھر بھی تھی اور ادھر بھی۔ خود برہان ملت فرماتے ہیں۔

"حضرت اقدس علیہ الرحمہ کے خادم آستاں، برہان پر جو کرامات اور احسانات کا فیض جاری رہا ہے اور اعلیٰ حضرت امام
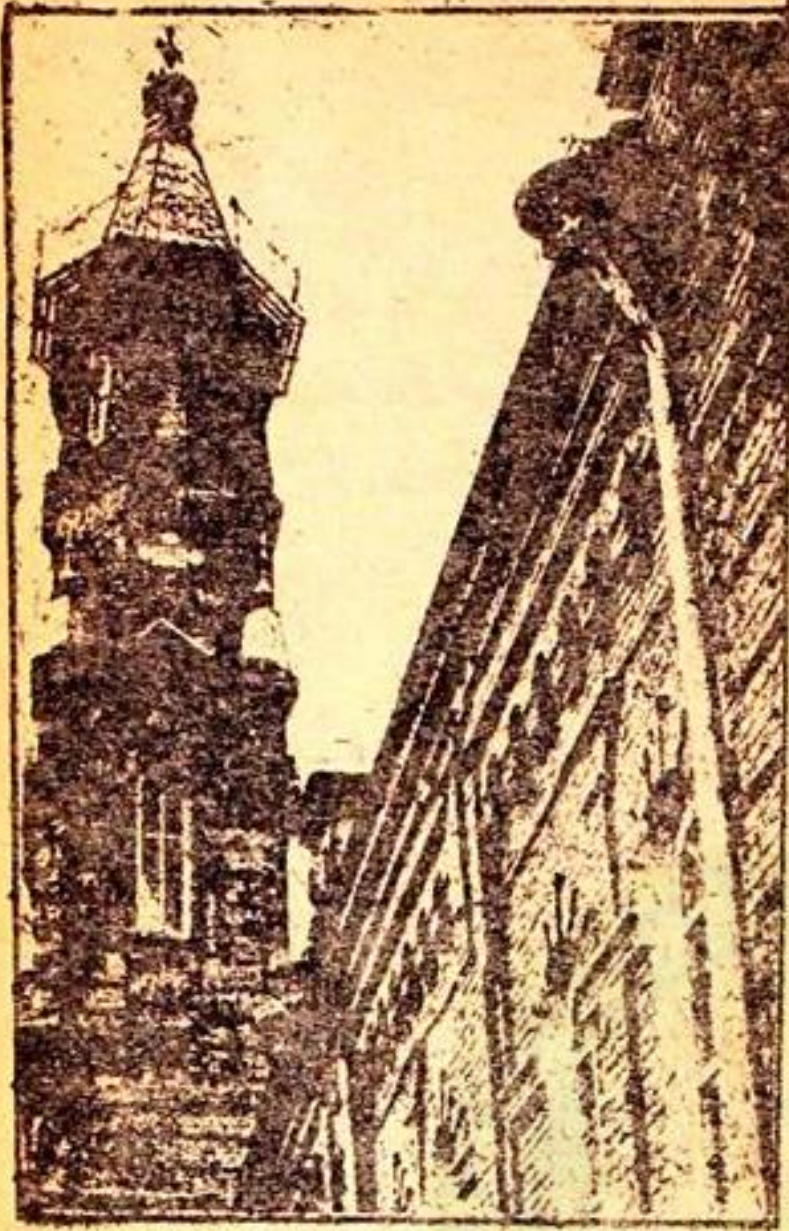
اہل سنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام آستاں کو حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے برابر ہمیشہ فیوض وبرکات سے نوازا ہے۔"

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ، مئی ۱۹۸۳ء)

"حضرت مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ نے مجھ فقیر کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا۔ اس بناء پر کہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خادم کو روحانی بیٹا فرمایا۔ میں نے جو زمانہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور تعلیم علوم دین اور اکتساب فیوض وبرکات ظاہری و باطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لئے گزارا۔ اس زمانے میں حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے میرا تعلق سگے بھائیوں جیسا رہا۔ اور وہی نعمت وصال تک قائم رہی۔"

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

"میں بریلی شریف میں پانچ یا ساڑھے پانچ ماہ رہتا پھر جبل پور آجاتا اس طرح میں نے چار سال حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں گزارے اور علوم دینی ظاہری و باطنی اور فیوض روحانی کے ساتھ برکات وسعادات مبارکہ سے مزین ہوا اور آج وہی فیوض وبرکات، سعادات فقیر کے لئے عزت افزا اور خدمت دین سے شرفیابی کا سبب ہیں۔"

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

"میرا بریلی شریف میں یہ چار سال کا زمانہ حضور مفتیٔ اعظم کے ساتھ اس طرح گزرا کہ اجنبی لوگ جو باہر سے آتے ہم دونوں کو حقیقی بھائی سمجھتے۔ ہم دونوں ہر وقت ساتھ کھانا کھاتے ساتھ رہتے، ساتھ اٹھتے بیٹھتے، لکھتے پڑھتے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہم کسی نماز میں ساتھ شامل ہوتے تو ہمیشہ مفتیٔ اعظم اس خادم کو امامت کے لئے آگے بڑھاتے، حالانکہ فقیر ہمیشہ عذر کرتا۔"

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

حضور مفتیٔ اعظم کو جبلپور سے محبت تھی وہاں انھیں تسکین قلب ہوتی تھی۔ اور برابر وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ کئی ایک

بار حضور مفتیٔ اعظم ہند کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ بغرض علاج جبل پور تشریف لے گئے۔ جس وقت میں نے حضور مفتیٔ اعظم کی دوسری بار زیارت کی تو آپ جبل پور سے ہی بنارس تشریف لائے تھے۔

اور جناب محمود ایاز کے گھر میں آپ کا قیام تھا۔ استاد گرامی حضرت قاضی شمس العلماء جونپوری مصنف قانون شریعت کے ہمراہ میں حضور مفتیٔ اعظم کی بارگاہ حاضر ہوا۔ اور دست بوسی وقدم بوسی سے شرفیاب ہوا حضور مفتیٔ اعظم کو جبل پور سے کیا لگاؤ اور گہرا تعلق تھا۔ اس کے بارے میں حضرت برہان ملت لکھتے ہیں۔

" اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ جبل پور کو اپنا دوسرا وطن فرماتے۔ اور دوسرے لوگوں سے فرماتے۔

(مفتیٔ اعظم نمبر، استقامت ڈائجسٹ مئی ۱۹۸۳ء)

ان تمام تحریری شواہد سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت برہان ملت اور حضرت مفتیٔ اعظم کے مابین ایسی دوستی برادرانہ تعلق الفت اور گہری عقیدت تھی کہ اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے اس گہرے ربط وضبط کے پس منظر خلوص وپیار اور جذبۂ بے لوث کے علاوہ کوئی اور چیز کارفرما نہ تھی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے دونوں شاگردوں کے درمیان جس رشتہ کی نوعیت کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ اسی کی کرشمہ سازیاں تھیں۔ جو حضور مفتیٔ اعظم اور حضرت برہان ملت کے وصال تک ظاہر ہوتی رہیں۔ یہ دونوں بزرگ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں بلکہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ ان کے علمی کارنامے، نقوش قدم اور خطوط حیات اتنے واضح اور پرنور ہیں کہ ہم آج ان پر چل کر اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اللہ اللہ! ان دونوں کے مابین کا رشتہ کس قدر عظیم اور جاذب نظر ہے۔ جو ایک مدت دراز تک اپنا جلوۂ زیبا دکھاتا رہا اور آئندہ بھی دکھاتا رہے گا۔ ورنہ آج کا ماحول یہ ہے اا روز رشتے ٹوٹتے اور بنتے ہیں۔ تعلقات ہوتے اور بگڑتے ہیں۔ مگر یہ رشتہ جو اس شعر سے واضح ہوتا ہے۔ کہ

آل الرحمٰن برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

یہ رشتہ ان تمام رشتوں سے الگ تھلگ اور جدا نوعیت کا ہے، خدا اس کی انفرادیت کو باقی رکھے۔ اور ہمیں فیوض وبرکات سے مالا مال کردے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

ضروری بات اختصار آج کے دور کی مانگ ہے۔ آپ اپنے مضامین ومراسلات مختصر مگر پُراثر، چھوٹی مگر جامع بنا کر پیش کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ طوالت کی بنا پر شائع ہونے سے رہ جائے۔ (ادارہ)

الحاج عبدالقدوس رضوی کا چہلم

محسن ملت جناب الحاج عبدالقدوس رضوی بنارسی ۳۰ جولائی ۹۲ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، مرحوم کی جدائی اہلسنت کیلئے ایک حادثہ جانکاہ ہے کیونکہ آپ دین وملت کی فلاح وبہبود اور مسلک اعلیٰحضرت کی نشر واشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہے اور ہر موقع پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ کتنے ہی رفاہی اداروں اور دینی درسگاہوں کے روح رواں نگراں اور سرپرست تھے۔ حاجی عبدالقدوس صاحب رضوی تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ سے بیعت تھے۔ آپ اپنے پیر ومرشد کے سچے جاں نثار تھے۔ ۱۲ ستمبر کو آپ کا چہلم تھا۔ انتقال میں حضور جانشین مفتی اعظم دامت برکاتہم العالیہ نہیں پہونچ سکے۔ اس وجہ سے کہ آپ کی طبیعت علیل تھی۔ مکرمی جناب محمود ایاز صاحب رضوی کی دعوت پر حضرت تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت فرمائی۔ اور حاجی صاحب کی قبر پر جاکر دعاء مغفرت بھی کی۔ شام کو محفل چہلم میں شرکت فرمائی۔ حاجی عبدالقدوس رضوی کے ۸ صاحبزادے ہیں۔ اور سب حضرات حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ اور جانشین مفتی اعظم مدظلہ سے بیعت ہیں۔ اللہ تعالےٰ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آگاہ موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

(ادارہ)

کلام برہان ملت

کیسی عظمت ہے محمد کی خدا کے سامنے
ہیچ ہیں سب عظمتیں خیر الوریٰ کے سامنے

اک خدا کا نور تھا اور کُن کے فرمانے کے بعد
ہر تو نور خدا تھا بس خدا کے سامنے

کیا قلم تعریف لکھ سکتا ہے اس کی لوح پر
عرش پر کرسی ملی جس کو خدا کے سامنے

نور اگلوں کے جو چمکے وہ چمک کر رہ گئے
مطلع انوار حق شمس الضحیٰ کے سامنے

طور پر موسیٰ گرے لائے تجلی کی نہ تاب
اور محبوب خدا ہیں خود خدا کے سامنے

سر پہ ہے بار گنہ حاضر ہیں پیش ذوالجلال
ہے ندامت کے سوا کیا غمزدہ کے سامنے

زندگی اپنی تو سب نذر معاصی ہو گئی
اب رکھا کیا ہے جو لے جائے خدا کے سامنے

عاقبت برہان کی فیض رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

:- مرسلہ :-

محمد فیروز خان برہانی متعلم دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا، ضلع بستی

برہانِ ملت مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری

مرتبہ: محمد شہاب الدین رضوی، اختری

ولادت

برہان الملت والدین حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری ابن مولانا الشاہ عبدالاسلام عبدالسلام رضوی بن مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدر آبادی کی ولادت پنج شنبہ ۲۱، ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء کو نماز فجر کے وقت ہوئی، نماز فجر کے بعد جدامجد مولینا عبدالکریم قدس سرہٗ قرآن پاک کی تلاوت فرمارہے تھے اور یہ تلاوت انکے معمولات میں تھی۔ جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت یہ آیۃ کریمہ۔

قد جاءکم برھان من ربکم۔

تلاوت فرمارہے تھے، ہنستے ہی فرمایا۔

الحمد للہ! برہان آگیا۔

جدکریم محمد عبدالکریم علیہ الرحمہ نے مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کی ولادت پر مادۂ تاریخی بھی ارشاد فرمایا، جو والد ماجد مفتی محمد عبدالسلام رضوی نے اپنی یادداشت میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

تاریخ ولادت برخوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق

مدعمرہٗ

از:۔ ریختۂ کلک گوہر سلک جدامجدش مدظلہٗ

حبذا مولودِ خوش از فضل حق جلوہ گر شد در فضاء آب و گل

بست و یک از اولِ ماہِ ربیع صبح روزِ پنج شنبہ منگل

فکرِ تاریخ ولادت گفت اے آمدہ برہانِ حق درخانہ دل

حضرت مفتی عبدالسلام جبل پوری نے مادہ تاریخ ولادت ۱۳۱۰ھ قرآن پاک کی اس آیۃ کریمہ سے اخذ کی ہے۔

وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ (۱۳۱۰ھ) [1]

تسمیہ خوانی مولینا مفتی محمد برہان الحق رضوی قدس سرہ جب پانچ سال کے ہوئے تو ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ کو جدامجد مولانا عبدالکریم حیدرآبادی نے بسم اللہ شریف کی افتتاح فرمائی، اور مبارک دعاؤں نیک تمناؤں کے ساتھ پڑھایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللھم رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر یا فتاح یا علیم افتح باسمك، ا، ب ت، ث، ج، الحمد للہ ما انعم علی واحسن الیّ [2]

تعلیم و تربیت مفتی محمد برہان الحق قدس سرہ کے جدامجد بے انتہا ضعیف اور بصارت سے بالکل معذور ہو چکے تھے۔ اس لئے والد ماجد مفتی عبدالسلام قدس سرہ نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں، مفتی محمد برہان الحق کی تعلیم صبح ۱۲ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے تک ہوتی، مدرسہ برہانیہ جبل پور میں تحصیل علم کی تکمیل کی عربی مفتی عبدالسلام رضوی سے، فارسی چچا بشیرالدین سے جاری رہی، درس کے درمیان اکثر دوران گفتگو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر ہوتا تو مفتی محمد برہان الحق کا دل زیارت اور قدمبوسی کی تمنا میں بے تاب ہو جاتا۔

خواب اور تعویذ ۱۳۱۸ھ میں جبل پور میں پلیگ کی وبا نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا، مفتی محمد برہان الحق نے خواب دیکھا کہ۔

---

[1] محمد برہان الحق رضوی، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۲، ۵ (ترتیب و تحشیہ پروفیسر محمد مسعود احمد) مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، [2] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۲/۵۳

"میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہو گیا۔"

اس خواب کو مفتی برہان الحق علیہ الرحمۃ نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا، اور آپ بھی خواب کو بھول گئے، دو تین ہفتے گزر گئے، ۷، ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء کو شام ران میں گلٹی کے ساتھ بخار آیا۔ ۸، ذی الحجہ کو بخار تیز ہو گیا اور گلٹی میں درد بڑھ گیا۔ حکیم عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، مفتی عبدالسلام رضوی قدس سرہٗ سے والدہ اور چچا نے مفتی برہان الحق علیہ الرحمہ کے خواب کا ذکر کیا۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو تار دیا گیا مفتی برہان الحق کا مرض بڑھتا گیا، بقر عید کا دن غفلت بے ہوشی میں اور گھر میں تمام حضرات کا روتے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نماز قربانی وغیرہ سب بہتے آنسوؤں کے ساتھ ادا کئے گئے، ۱۱، ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء کو دوپہر کے وقت مفتی برہان الحق کو ایسا محسوس ہوا کہ "میری گردن پر کوئی ہاتھ لگا" کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا گلے پر کچھ باندھ رہے ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بھائی بہن چاروں طرف کھڑے رو رہے ہیں، مفتی برہان الحق نے پوچھا، کیا ہے؟ جواب دیا۔ "وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا تعویذ آیا ہے وہ باندھ رہا ہوں"، تعویذ کی برکت سے بفضلہ تعالےٰ مفتی برہان الحق اچھے ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی۔ [1]

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات

شوال المکرم ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو بریلی شریف سے مفتی عبدالسلام جبل پوری کے پاس امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا تار آیا جس میں حرمین طیبین کے قصد اور دعا کے لئے فرمایا، بمبئی سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی۔ مفتی عبدالسلام رضوی قدس سرہٗ نے مشایعت کے لئے بمبئی جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبلپوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۵۳، ۵۴

کے بعد پہنچتے، اس لئے ارادہ ملتوی فرما دیا۔

ربیع الاول شریف ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے سفر مبارک سے مراجعت کی اطلاع ملی، مفتی عبد السلام نے استقبال کے لئے بمبئی کا قصد کیا، مفتی برہان الحق نے خواہش ظاہر کی تو والد ماجد مفتی برہان الحق کو بھی ساتھ لے گئے، بمبئی، پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ سلام کی آواز بر جواب کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی نظر مفتی عبد السلام پر پڑتے ہی کھڑے ہو گئے، اور دو تین قدم بڑھکر معانقہ فرماتے ہوئے دعا پڑھی، مفتی عبد السلام نے اپنے فرزند برہان الحق کو خدمت میں پیش کیا، امام احمد رضا نے مفتی برہان الحق کو سینہ سے لگالیا، پیشانی پر لب مبارک رکھکر دعاؤں سے سرفراز فرمایا، مدتوں سے جو تمنا اور آرزو دل میں تڑپ رہی تھی، جو مفتی برہان الحق کی تمناؤں کا مرکز بنا ہوا آج اسے سر کی آنکھوں سے خوب دیکھ رہے تھے، مفتی برہان الحق کی امام احمد رضا سے یہ پہلی ملاقات تھی، آپ بمبئی تقریباً دس دن قیام پزیر رہے۔ [1]

بریلی شریف حاضری

جب مفتی محمد برہان الحق رضوی جبلپوری کی پہلی بار بریلی شریف حاضری ہوئی تو اس وقت عمر بیس سال تھی، بریلی حاضری کی یہ صورت ہوئی کہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں مسئلہ اذان ثانی کے سلسلے میں مخالفین نے اعلیٰ حضرت پر مقدمہ دائر کر دیا۔ مفتی عبد السلام کے نام اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تار آیا تو مفتی عبد السلام بریلی روانہ ہوئے، اور مفتی برہان الحق بھی ساتھ ہی روانہ ہو گئے، دوران سفر مفتی برہان الحق نے فارسی میں چند اشعار کا سلام بھی لکھا، بریلی حاضر ہوئے

---

[1] محمد برہان الحق رضوی جبلپوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۷۵۔

اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا، یہ شہر بریلی میں پہلی حاضری تھی۔

امام احمد رضا سے اکتساب فیض

دوران قیام بریلی والد ماجد نے مفتی برہان الحق کو امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں اکتساب فیض وتہذیب وتربیت اور تکمیل علوم باطنی، روحانی کے لئے بھیجنے کی اجازت چاہی، مفتی برہان الحق دو ہفتے بریلی رہ کر جبل پور چلے آئے۔ پھر شوال ۱۳۳۲ھ کے دوسرے ہفتے میں بریلی تشریف لائے، مفتی برہان الحق زیادہ تر دارالافتاء دیکھتے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی خدمت میں بیٹھ کر امام احمد رضا کے ارشادات لکھتے، وقت ملتا تو دارالعلوم منظر اسلام میں صدر مدرس شمس العلماء مولانا ظہور الحسین مجددی رام پوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتے، حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی، صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی اور مفتی برہان الحق قدس سرہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے اور ان شخصیتوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا تھا۔

رضیہ طلعت، زکیہ طلعت، صبیحہ نورانی اور محمد لمعان کا انتقال

شوال المکرم ۱۳۳۲ھ کو مفتی برہان الحق جبل پوری بریلی شریف پہنچے اور امام احمد رضا بریلوی کے پاس کم وبیش تین سال رہے۔ آپ کے دوران قیام بریلی۔ مفتی عبدالسلام رضوی بھی تشریف لائے ہوئے تھے، جبل پور سے مفتی محمد برہان الحق کی ایک بچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو معلوم ہوا، چہرۂ مبارک پر رنج کے آثار نمایاں ہوئے، مفتی برہان الحق کو دیکھا، آنکھوں میں آنسو دیکھکر فرمایا۔ "برہان میاں درود شریف پڑھو" پھر یہ جملہ پڑھایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الی ربنا راغبون۔[۱]

۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء کو مفتی برہان الحق جبل پوری بریلی تشریف لے گئے صرف

---

[۱] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۰

دو ہفتہ بریلی رہکر جبل پور آگئے، رمضان المبارک کے بعد امام احمد رضا بریلوی کا مزاج سخت ناساز ہوا، اور گرمی کی شدت کے سبب بھوالی تشریف لے گئے جبل پور میں مفتی برہان الحق کی بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور سب سے پہلا لڑکا لمعان الحق دونوں ایک ہی دن انتقال کر گئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو خبر کی گئی تو آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا، اس مکتوب سے امام احمد رضا کے لطف و کرم، غم خواری، و دلداری کا پتا چلتا ہے جو غم زدوں کے لئے تریاق واکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ؕ

جانِ پدر نور بصر جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ برہان الحق المبین وعزیزہ عفیفہ ام زکیہ سلمہا اللہ تعالیٰ ـــــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون، انا للہ وانا الیہ راجعون ـــ ان اللہ ما اخذ وما اعطی وکل شیئ عند باجل وانما المحروم من حرم الثواب وانما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب۔

میرے عزیز بچو! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبر جمیل واجر جزیل ونعم البدل عطا فرمائے ـــ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ " اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے، اسے محبوب خوشخبری دو ان صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھر جانا ہے، جو ایسا کہیں ان پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں۔"

اللہ کی بشارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت، اللہ کی درودیں، اللہ

کی رحمت، اللہ کی ہدایت — یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ آدمی لاکھ جانیں دے کر لے تو سستی ہیں، بے صبری سے جو چیز گئی آ نہیں سکتی مگر یہ عظیم دولتیں ہاتھ سے جاتی ہیں، صحیح حدیث میں ہے "جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کرکے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟ عرض کرتے ہیں ہاں — فرماتا ہے" گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ اس کا نام بیت احمد رکھو۔" آپ دونوں صاحب اللہ کے سچے وعدوں پر پورے اطمینان کے ساتھ ہیں الحمد اللہ، انا الیہ راجعون، عسی ربنا ان سیبدلنا خیرا منھا انا الی ربنا راغبون، اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف خیرا منھا صحیح حدیث میں ہے۔" اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا۔"

والسلام (ملخصاً)

فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ

۹ صفر ۱۳۴۰ھ

تحصیل علم توقیت

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں جب امام احمد رضا بریلوی جبل پور تشریف لے گئے تو مفتی برہان الحق کے دورانِ قیامِ بریلی، علم توقیت سے آپ کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جبل پور میں آپ کے لئے فن توقیت میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ مفتی برہان الحق کو فن توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے، امام احمد رضا کی بریلی مراجعت کے بعد مفتی برہان الحق نے "جدول تعدیل النہار" بنا کر امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر کیا تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

جدول کی تصحیح حاضر، ماشاء المولیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک اللہ لہ

ے محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۷

دستار فضیلت اور سند اجازت و خلافت

۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ جبل پور تشریف لے گئے تو ۲۶ ر جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ / ۲۹ ر مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ کو بعد نماز عشاء عید گاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا۔ تین چار ہزار کا مجمع تھا، سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی (بن علامہ وصی احمد محدث سورتی) پھر حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی نے تقریر فرمائی۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تقریر دل پزیر ہوئی، دوران تقریر مفتی عبد السلام رضوی کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات و وضاحات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرمائے۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہی تھا اسی وقت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا بریلوی سرپوش ڈھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے حضور پیش کیا، امام احمد رضا نے سرپوش ہٹا کر عمامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر مفتی برہان الحق کے متعلق نہایت محبت و اکرام کے ساتھ مفتی عبد السلام کو مبارک خطاب "عبد الاسلام" سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مولانا عبد الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند۔ دورانِ قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی جائزہ بخوبی لیا ہے۔ اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباع سنت و شریعت وغیرہا میں ہر پہلو سے آزمالیا ہے۔ میں اپنے اس روحانی فرزند سعادتمند محمد برہان الحق کو دستارِ فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔"

اتنا فرما کر اپنے دست مبارک سے عمامہ مفتی برہان الحق پر تین پھیرے لپیٹ کر مفتی عبد السلام کو دے کر فرمایا۔ "آپ تکمیل کر دیں۔"

مفتی عبد السلام نے تین پھیرے کے بعد حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کو دیا۔ آپ نے تکمیل فرمائی، اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔

"رب العزت تبارک و تعالیٰ میرے روحانی ولد اعز کو ان کے برہان الحق کے

ساتھ، برہان الدین، برہان الملۃ، برہان السنۃ، بنائے ۔ اور حضرت حجۃ الاسلام کے ظل رحمت و عاطفت کے تحت دین متین و شرع مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے، میں یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسن اتفاق کہ جبل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا ۔ بارک اللہ۔[۱]

سیاسی بصیرت

مفتی محمد برہان الحق رضوی قدس سرہٗ کی سیاسی بصیرت فراست مومنانہ کا بہترین نمونہ تھی ۔ آپ بڑے نباض اور سیاست داں بھی تھے، میدان سیاست میں عملی حصہ لیا تو ملک کے طول و عرض میں اپنی خطابت اور سیاسی بصیرت کا سکہ بٹھا دیا ۔ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے پر آشوب دور میں جب کہ اکثر بڑے بڑے مشہور علماء بھی حالات کے دھارے میں بہہ رہے تھے اور شعائر اسلام و مسلمین کو زبردست خطرات کا سامنا تھا ۔ اس وقت بھی مفتی برہان الحق نے اعتدال و سنجیدگی اور شریعت اسلامیہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنے کی تلقین و ہدایت دی ۔ اور جوش و اشتعال کے مضر اثرات اور عجلت پسندی کے نقصان دہ مضمرات کی نشاندہی کی ۔

تحریک خلافت اور قومی حکومت

۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ اٹھی، اسی کے ساتھ مسئلہ خلافت کو بھی ملا دیا گیا، امام احمد رضا کو ان کے خلفاء و تلامذہ میں خصوصیت سے مفتی برہان الحق جبل پوری کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا گیا ۔ خلافت کمیٹی قائم ہوئی، اور کانگریس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہو گیا ۔ تحریک زور پکڑ گئی

---

[۱] محمد برہان الحق رضوی جبل پور، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۶۸ - ۶۹

یہاں تک کہ جن حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

رجب المرجب ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں مفتی محمد برہان الحق اجمیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی شریف حاضر ہوئے۔ آستانۂ رضویہ پر چند مقتدر علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، علامہ سید سلیمان اشرف رضوی بہاری صدر مجلس تھے مفتی محمد برہان الحق کو معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے مسٹر ابوالکلام آزاد کی زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے، جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے ۔ ادھر صدر الشریعہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان "اتمام حجت تامہ" (۱۳۳۱ھ) شائع ہو کر اراکین خلافت کمیٹی تک پہنچ چکا ہے، مسٹر ابوالکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس امام احمد رضا بریلوی کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی اس سے قبل ہی علماء جماعت رضائے مصطفٰے کی طرف سے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جا کر گفتگو کرنے کا اعلان ہو چکا تھا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مطابق مولانا امجد علی رضوی اعظمی کے مرتب کردہ سوالات طویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکے تھے۔ علماء کا یہ وفد ۹ بجے شام کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا، اس میں جید علماء کے ساتھ مفتی برہان الحق بھی شامل تھے۔ اسٹیج کے درمیان صدر جلسہ مولانا آزاد مولانا نثار احمد کانپوری، مولوی کفایت اللہ دیوبندی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوانی کرتے ہوئے اور نعرہائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے مجمع میں پہنچ گئے ۔ اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے، مفتی برہان الحق، مولانا آزاد کی پشت پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ مسٹر ابوالکلام آزاد نے علامہ سید سلیمان اشرف

رضوی بہاری کو تقریر کرنے کی دعوت دی، علامہ سید سلیمان اشرف قدس سرہ، تقریر کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تقریر کے دران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش گئے۔ "اتمام حجت تامہ" کے سوالات کا جواب طلب کیا، مولانا آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا، اصل جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے انہوں نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔

"کچھ مولویوں کا وفد آیا ہے، جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد ہے مجھ پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں، سب غلط اور بے بنیاد ہیں، جنکا کوئی ثبوت نہیں۔"

مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ" اب یہ حضرات جا سکتے ہیں۔" اسی دوران مفتی برہان الحق رضوی قدس سرہ بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں، اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعہ ملک بھر میں پھیل چکی ہیں۔ کسطرح ان کار کررہے ہیں، مفتی برہان الحق کھڑے ہوئے مولانا آزاد سے گرجدار آواز سے کہا۔

"آں جناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، میری گذارش یہ ہے کہ اخبار زمین دار لاہور کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں نہایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ "ناگپور میں خلافت کانفرنس کے پنڈال میں امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبہ جمعہ میں مہاتما گاندھی کی صداقت وحقانیت کی شہادت دی" ایک مشرک کی صداقت وحقانیت کی شہادت خطبۂ جمعہ میں! ـــ یہ کیسا اسلام ہے؟"

یہ سنتے ہی مولانا آزاد کا چہرہ فق ہو گیا۔ ایک دو منٹ تک مفتی برہان الحق کو دیکھتے رہے، پھر بولے۔ "لعنۃ اللہ علی قائلہ"

مفتی برہان الحق نے کہا۔

"آزاد صاحب! یہ کلماتِ لعنت اسی اخبار میں بالاعلان شائع کرادیجئے تو امید

کہ توبہ کے قائم مقام ہوجائیں۔"

اس کے بعد حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا بریلوی نے مولوی آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ جب تک ان تمام حرکات سے رجوع نہ شائع کریں گے ہم سے علحدہ ہیں۔"

مولانا ابوالکلام آزاد نے وعدہ کیا کہ "اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے رجوع کا اعلان شائع کر دیا جائے گا۔" جماعت رضائے مصطفیٰ کا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر واپس روانہ ہوا، راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدرالافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآبادی نے مفتی برہان الحق کا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"برہان میاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کر دیا۔"

وفد مکان پہنچا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ انتظار فرما رہے ہیں۔ صدالافاضل مولانا نعیم الدین رضوی مرادآبادی نے یہ امام احمد رضا سے عرض کیا کہ "حضور! برہان میاں نے بہت جرأت و ہمت سے کام لیا، یہ صرف حضور ہی کا فیض ہے۔"

امام احمد رضا بریلوی نے دعائیں دیں۔[۱]

---

[۱] حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری (خلیفہ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی) نے "ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست" کے عنوان سے مفصل و مبسوط مقدمے کے ساتھ یہ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کر دی ہے۔ ۱۲، رضوی غفرلہٗ

نوٹ: مزید معلومات کے لئے دیکھئے "امام احمد رضا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار" از ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم و پروفیسر غلام یحییٰ انجم ہمدرد یونیورسٹی دہلی
(مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد کراچی ۱۹۹۱ء)

تحریک پاکستان

سنہ ۱۹۴۰ء کے عظیم الشان اجلاس میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی، جس کی مسلمانان ہند کی اکثریت نے تائید کی، ۲۷ تا ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اہل سنت و جماعت کے ۲ ہزار علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ سب نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر پاکستان کی حمایت کی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں مفتی محمد برہان الحق نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۳ جون سنہ ۱۹۴۷ء کو اعلانِ آزادی کیا گیا، اور ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور ۱۵ اگست میں ہندوستان کو آزادی مل گئی۔[۱] اس کانفرنس کی مفتی اعظم مولینا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی نے صدارت فرمائی اور آپ کو مرکزی دارالافتاء بریلی کا صدر مفتی منتخب کیا گیا۔

پاکستان کو بنے ہوئے ۴۴ سال گزر گئے مگر جس بنیاد پر ہمارے علماء نے تحریک کو تقویت پہنچائی وہ ابھی تک مفقود ہے، یعنی اسلامی مملکت، جو کہ ملک میں قرآن و حدیث کا حکم نافذ ہو، پاکستان پر حکومت کرنے والے سبھی حکمرانوں نے مسلمانوں کو بیوقوف بنایا، اسلامی ریاست کا نعرہ تو لگایا مگر اس کو حقیقت کے روپ میں نہیں ڈھال سکے، ہمارے علماء کو اب بھی جدوجہد کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

دارالقضاء شرعی کا قیام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی نگاہِ دوربین دیکھ رہی تھی کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے، چنانچہ اوائل شعبان سنہ ۱۳۳۹ھ سنہ ۱۹۲۱ء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ہندوستان کو برطانوی حکومت سے نجات ملی تو قاضی شرع اور مفتئ شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟

---

[۱] محمد مسعود احمد، پروفیسر: رہبر و رہنما ص ۱۷، ۱۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی عمر اسٹریٹ بمبئی ۳

امام احمد رضا نے فرمایا۔ "غور کروں گا"۔ پھر ایک روز خلاف معمول بیٹھک میں تخت پر تین مخصوص نشستوں کا اہتمام کیا، اور خود سامنے تشریف فرما ہوئے، ارشاد فرمایا۔

"ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہوگا، جمہوری بنیادوں پر اسی ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا"

پھر اچانک فرمایا۔ "آج پورے ملک ہندوستان کے لئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور مفتی اعظم قدس سرہٗ کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں"۔ اور ساتھ ہی ان کو مخصوص نشست پر بٹھایا، پھر برہان الملۃ والدین مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کو قاضی شرع کی مدد کے لئے مفتی شرع نامزد کیا، اور ان کو اپنی مخصوص نشست پر بٹھایا[1] اور امام احمد رضا نے دست مبارک اٹھا کر بہت دیر تک دعا فرمائی ۔۔ صدر الشریعہ مولینا امجد علی اعظمی حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے دوسرے ہی دن قاضی شرع کی حیثیت سے پہلی نشست کی اور وراثت کے معاملہ کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے بعد مفتی برہان الحق نے امام احمد رضا سے اجازت لیکر رمضان ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء کو جبل پور چلے گئے، جبل پور پہنچنے پر کچھ ایسے حالات ومواقع پیدا ہوئے کہ پھر بریلی شریف حاضر نہ ہو سکے[2]۔

موجودہ زمانہ میں "دار القضاء شرعی" کی اہم ضرورت ہے، علماء اہل سنت و اکابرین ملت اور مفتیان کرام کو چاہیئے کہ وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے "مرکزی دار القضاء شرعی" کی نشاط ثانیہ کریں، تاکہ ملت کے درپیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں مدد مل سکے۔ اور اعلیحضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل بھی ہو جائے۔

مسئلہ اذان ثانی جے پور میں مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری کی قیام گاہ کے بالکل سامنے مسجد تھی، جمعہ کے دن

---

[1] محمد مسعود احمد، پروفیسر، رہبر و رہنما ص ۱۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی [2](۱) ماہنامہ حجاز جدید دہلی ص ۱۶، ۱۷، بابت ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۰ء ۱۴۱۱ھ شمارہ ۹ ۔ ۱۰ ج ۳ (ب) محمد شہاب الدین رضوی راقم السطور: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص ج ۱، مقدمہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری

مفتی اعظم مولینا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی گئی، حضرت مفتی اعظم بریلوی قدس سرہٗ نے یہ خدمت مفتی برہان الحق کو تفویض فرمائی، جب جمعہ کا وقت آیا۔ اذان ہوئی آپ نے مسجد جانے کی تیاری کی مگر حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ مفتی برہان الحق نے حضرت مفتی اعظم سے مسجد چلنے کے لئے گذارش کی، تو فرمایا۔

"یہاں کی مسجد کے لوگ بہت ضدی ہیں اذان ثانی مسجد کے اندر ہی دیتے ہیں، مسئلہ بتلانے اور سمجھانے کے بعد بھی باز نہیں آتے، اور میں خلاف سنت فعل اپنے سامنے ہوتے نہیں دیکھ سکتا، جب خطبہ شروع ہو جائے گا۔ میں آجاؤنگا۔"

مفتی برہان الحق نے عرض کی "حضور تشریف تو لے چلیں آج اذان مسجد کے اندر نہ ہوگی۔" پھر فرمایا۔

"میں بہت سمجھا چکا اور دیکھ چکا یہ لوگ ماننے والے نہیں، میری دعا ہے کہ خدا کرے کہ یہ آج آپ کے سمجھانے اور مسئلہ کی وضاحت سے مان جائیں، خدا انہیں اس کی توفیق و ہدایت عطا فرمائے۔"

مفتی محمد برہان الحق تنہا مسجد تشریف لے گئے، ادائے سنت کے بعد آپ سے خطبہ کے لئے کہا گیا، آپ منبر پر رونق افروز ہوئے موذن نے بالکل منبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینے کا ارادہ کیا، مفتی برہان الحق نے موذن کو رونق افروز ہوئے موذن نے بالکل منبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینے کا ارادہ کیا، مفتی برہان الحق نے موذن کو روک کر حاضرین مسجد کو مطلع کر کے اذان سے متعلق شرعی حکم سنایا کہ:

"اذان مسجد کے اندر دینا مکروہ تحریمی ہے، اذان کا مقصد اعلان عام ہے، خطیب کے سامنے منبر کے قریب مسجد کے اندر اذان دینے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے، اسی مقصد کے لئے اذان خطبہ بھی خارج مسجد دینے کا حکم فرمایا گیا ہے میں خلاف سنت کوئی کام نہ کروں گا کہ میں منبر پر رہوں اور اذان

ثانی خطبہ میرے سامنے منبر کے قریب مسجد کے اندر دی جائے۔ میں خطبہ اور نماز جمعہ

اسی وقت پڑھاؤں گا جب اذان خارج مسجد خطیب کے سامنے ہو، اور نماز کے

بعد آپ تمام حضرات مسجد ہی میں موجود رہیں، میں اس مسئلہ کو پوری وضاحت

کے ساتھ آپ کو سمجھا دوں گا۔"

چنانچہ مؤذن نے مسجد کے باہر منبر کے سامنے اذان خطبہ دی، جب مسجد کے باہر اذان خطبہ دی، تو قیام گاہ میں حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کو معلوم ہوا کہ آج تو اذان مسجد کے باہر ہو رہی ہے۔ اس پر حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے بڑے جذبۂ مسرت کے اظہار کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

"الحمد للہ آج تو اذان خارج مسجد ہو رہی ہے۔ برہان میاں نے صحیح کہا تھا

کہ اذان مسجد کے اندر نہ ہو گی۔"

حضرت مفتیٔ اعظم فوراً مسجد میں تشریف لے آئے، نمازِ جمعہ کے بعد مفتی برہان الحق نے مسئلہ اذان ثانی کو بہت واضح طور پر سمجھا دیا، ختم تقریر پر متولی صاحب نے اقرار کر لیا اور اعلان کیا کہ "اب اذان خطبہ بھی ہمیشہ اس مسجد میں خارج مسجد ہی ہوا کرے گی، اور اس امر کا ندامت کے ساتھ اعتراف کیا کہ حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کی بات ہم لوگوں نے نہیں مانی جس کا ہمیں افسوس ہے، اور اس کے لئے توبہ کی اور معافی چاہی، نماز جمعہ سے واپس پر قیام گاہ میں مفتی محمد برہان الحق کو اس کامیابی پر حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے بہت بہت دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔[1]

مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے فتوے پر (جو امام موصوف نے مسئلہ اذان ثانی پر لکھا کہ اذان ثانی خارج مسجد ہونا چاہیئے) ان الفاظ میں مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

---

[1] ماہنامہ استقامت کانپور (مفتی اعظم نمبر) ص ۲۸، بابت رجب مئی ۳، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

"ان ھذا الھو الحق المبین۔ کتبہ الفقیر الحقیر برھان الحق المدعو محمد عبد الباقی الرضوی الجبلفوری زینہ اللہ تعالیٰ بالکمال المعنوی والصوری"[1]

مسئلہ اذان ثانی میں مخالفین کو آپ نے منہ توڑ جواب دیا۔ اور اعلیٰ حضرت کی تحریک احیاء سنت کی اشاعت اور تعاون میں بھرپور کوشش کی، جبل پور کے علاقہ میں مختلف مساجد میں اپنی انتھک سعی بلیغ سے اذان خارج مسجد دلوائی۔

تصانیف حضرت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کے تمام قلمی جواہر پارے آپ کی علمیت وصلاحیت اور فقہی بصیرت وژرف نگاہی کے منہ بولتے شاہکار ہیں۔ مفتی برہان الحق کے رسائل پر امام احمد رضا کی تقریظیں بھی ہیں، سیتا پور سے ایک استفتاء سادات مارہرہ کے ایک بزرگ ارتضیٰ حسین نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں مفتی برہان الحق نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل عنوان سے تحریر فرمایا۔

اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۷ھ)

یہ رسالہ امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ! فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف وترصیف نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ عزوجل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دلبند سعادتمند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق وبرھان الحق۔

---

[1] ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور

کو دارین میں مدارج عالیہ ومعارج جلیلہ کرامت فرمایئے۔ بحمداللہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء حامی السنن ماحی الفتن حسنۃ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام ونکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللئام وادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات ہیں ع

وحسن بنات الارض من کرم[۱]

(ملخصاً)

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کا دوسرا رسالہ صیانۃ الصلوت عن حیل البدعات (۱۳۹۰ھ) الہ آباد میں طبع ہوا۔ اس پر امام احمد رضا کے فرزند اصغر حضرت مفتی اعظم مولینا شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ کی تقریظ ہے[۲] آپ کا تیسرا رسالہ دربارِ تقبیل قبر ہے، جس پر امام احمد رضا نے ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے۔ "ماشاءاللہ بہت اچھا لکھا ہے۔"[۳] اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقالات اور فتاوے ہیں، جو مختلف اوقات میں تحریر فرمائے۔ آپ کا خطبۂ صدارت اپنی بلند معیاری کی وجہ سے اہل علم و دانش میں کافی مقبول ومحبوب ہوا۔

مسلم پرسنل لاء میں اعلیٰ کارکردگی

اندرا گاندھی کے دورِ حکومت میں مسلم پرسنل لاء میں ترمیم وتحریف اور تبدیلی کا بل پاس ہوا۔ مفتی محمد برہان الحق نے اس کے خلاف فوری طور پر احتجاجاً ایک مراسلہ حکومت ہند کو بھیجا جس میں مسلم پرسنل لاء میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی ترمیم یا تحریف کو مسلمانوں کی جانب سے ناقابل قبول قرار دیا، اور اس کے لئے قانونی شرعی پہلوؤں کو اس مراسلے میں تحریر کیا گیا، اس کے بعد ہندوستان کے اربابِ فکر ودانش نے علماء کرام

---

[۱] محمد برہان الحق رضوی جبل پوری، مفتی: اکرام امام احمد رضا ص ۷۰، [۲] محمد مسعود احمد، پروفیسر: اکرام امام احمد رضا ص ۱۷ (حاشیہ) [۳] مکتوب امام احمد رضا بریلوی بنام مفتی محمد عبدالسلام رضوی جبلپوری (۴ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ)

کی زیر قیادت بمبئی میں ایک احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا۔ جس میں ملک کے ہر عقیدہ اور مکتبۂ فکر کے علماء کو دعوت شرکت دی گئی۔ مفتی برہان الحق جبل پوری کے نام بھی دعوت نامہ آیا۔ مگر آپ نے اس مخلوط جلسے میں شرکت سے معذرت نامہ بھیج دیا۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ انہیں دنوں بالا گھاٹ تشریف لے گئے تھے۔ اور مفتی برہان الحق کے صاحبزادے مولانا محمد محمود احمد رضوی نے حضرت مفتی اعظم سے شرف زیارت حاصل کی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے پرسنل لاء اور اس کے اجتماع میں مفتی برہان الحق کی شرکت کے بارے میں دریافت کیا، تو صاحبزادے گرامی نے مفتی برہان الحق کی شرکت سے معذرت اور اس کے اسباب مفتی اعظم قدس سرہٗ کے سامنے عرض کئے، حضرت مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا۔

"برہان میاں سے جاکر کہو کہ ہرگز ہرگز اس جلسے میں شرکت سے انکار نہ کریں، اور چونکہ اس سلسلے میں سب سے پہلے انہیں کا اجتماع اور اقدام ہے، اور اجتماع بھی ایک باقوت اجتماع ہے اس لئے انہیں اپنا کام جاری رکھنا اور اسے آگے بڑھانا ہے، مخلوط اجتماع اور غیروں کے زیر اہتمام وصدارت یہ جلسے ہونے کے باعث انہوں نے جو معذرت کی اور شرکت سے احتراز فرمایا ہے اسے ترک فرمادیں، اور ضرور ضرور شرکت فرمائیں۔"

ادھر بمبئی سے مدعوین جلسہ برابر مراسلت وفون پر مفتی برہان الحق سے رابطہ قائم کئے ہوئے تھے، کہ "آپ ضرور ضرور ہر حالت میں جلسے میں شرکت کریں"۔ جب مولانا محمود احمد نے بالا گھاٹ سے آکر مفتی اعظم قدس سرہٗ کا پیغام وحکم سنایا تو مفتی برہان الحق نے حضرت کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے انکے اشارات وہدایات پر شرکت کا ارادہ کرلیا۔ جلسے میں شرکت کے لئے بمبئی پہنچے مگر منتظمین جلسہ کے مہمان نہ ہوئے اور اپنے ایک برادر طریقت خلیل احمد رضوی کے یہاں قیام کیا۔

جلسے میں بہت زبردست اجتماع تھا تقریباً دولاکھ افراد کا مجمع تھا۔ مفتی

برہان الحق کے پہنچنے سے پہلے جن مولویوں نے تقریریں کیں ان کے فوٹو لئے گئے اور دوران تقریر تالیوں کی گونج اٹھتی رہی، جب مفتی برہان الحق کا تقریر کیلئے اعلان ہوا۔ آپ مائک کے سامنے پہنچے فوٹو گرافر سامنے آیا۔ آپ نے ہنایت بلند آواز سے زوردار آواز میں سختی کے ساتھ منع کیا کہ:

"یہ جلسہ ایک اسلامی جلسہ ہے مسلمانوں کا ہے فوٹو کھینچنا حرام ہے ہرگز ہرگز کوئی فوٹو نہ لیا جائے۔"

جب مفتی برہان الحق نے یہ تقریر شروع کی اور اسلام کے قانون کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا تو حسب معمول مجمع نے تالیاں بجائیں آپ نے سختی کے ساتھ مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کو کہا، اسی تقریر میں مفتی برہان الحق نے یہ واضح کیا۔

"مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا قرآنی شرعی اسلامی قانون ہے، جس میں ایک حرف کی نہ ترمیم ہوسکتی ہے نہ ہی کتنی قسم کی تحریف و تبدیلی ہی کی جاسکتی ہے، قرآن عظیم کے حکم کے مطابق اس میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف یا تبدیلی کرنا تو درکنار اس قسم کا کوئی ارادہ کرنا اور اس کا اظہار کرنا ہی کفر ہے، قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون" — اور بھی قرآن کریم کا ارشاد ہے ان الحکم الا اللہ اسلام کے لئے حکم دینا صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، اللہ ہی اسلام میں احکام کا مالک ہے۔"

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے اس سلسلے میں جن نکات کو جلسے میں پیش کیا ان سے سبھی حاضرین جلسہ بہت متاثر ہوئے۔ اور پھر ساتھ ہی ساتھ آپ نے حکومت کو بھی متنبہ کیا کہ:

"مسلمان سر پر کفن باندھ کر حکومت کے ہر اس اقدام کا مقابلہ کرنے کو تیار رہیں۔ اور ہر اس حکم کی دھجیاں اڑانے کو مستعد ہیں، اور یہ طے کر چکے ہیں کہ وہ حکومت کے اس ارادہ کو کبھی بھی کامیاب نہ ہونے دیں گے کہ وہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی ترمیم و تحریف، تبدیلی کی کوشش کرے اور حکومت چونکہ سیکولر

ہے اسے اپنی سیکولرزم کے پیش نظر مسلمانوں کے مذہبی، معاشرتی، اور اخلاقی احکام
میں دخل دینے سے احتراز کرنا چاہئے، اور ملکی قانون کے تحت شخصی و مذہبی آزادی
میں حکومت کو کسی قسم کی دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

حکومت کے پاس جو کچھ فضلہ خوار نام کے مسلمان ہیں اور اپنی مطلب براری کے
لئے پال رکھے گئے ہیں، وہ صرف نام کے مسلمان ہیں، وہ احکام الٰہی میں کسی قسم کی
ترمیم یا تنسیخ یا تحریف کا ارادہ کریں اور حکومت سے درخواست کریں تو وہ جب
سرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ خارج از اسلام ہیں تو ان کی بات مسلمانوں کی بات
نہ ہوگی، اور انہیں مسلم پرسنل لا کے متعلق کچھ کہنے کا قانونی حق بھی نہیں ہے ——
—— اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے مقاطعہ کریں، ان سے سلام
وکلام ترک کریں —— بیمار پڑیں عیادت نہ کریں، مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ
پڑھائیں۔

میں حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اعلان
کیا ہے کہ اگر مسلمان چاہیں گے تو مسلم پرسنل لا میں ان کی منشاء کے مطابق
تبدیلی کرنے کا قانون بنایا جا سکتا ہے، حکومت اور وزیر اعظم کو معلوم ہونا چاہئے
کہ مسلمان کبھی بھی مسلم پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کو برداشت نہ کریں
گے، اور جو مسلمان نہیں انہیں مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کا کوئی قانونی حق نہیں۔
حکومت ان کی باتوں میں ہرگز ہرگز توجہ نہ دے۔"

مفتی برہان الحق کی اس بے باکانہ تقریر نے حکومت کے کان چوکنے کر دئے
اور تقریر کے دوران نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت جلسے میں بلند ہوتے رہے، جب
مفتی برہان الحق اپنی تقریر ختم کر کے جلسہ گاہ سے قیام گاہ کی طرف جانے لگے تو
قاری طیب بانی دارالعلوم دیوبند اور مولوی عتیق عثمانی نے آپ سے جلسے میں
بیٹھنے کو کہا —اس پر مفتی برہان الحق نے یہ فرمایا کہ "مجھے آپ نے جس لئے بلایا تھا
میں نے اپنا اظہار خیال کر دیا اور اپنا کام کر دیا، اب آپ اپنا جلسہ کرتے رہیں۔"

قاری طیب نے بڑے پرخلوص جذبات میں کہا کہ:

"جلسے میں آپ نے جن نکات کا ذکر کیا، ان نکات کی طرف ہمیں شان وگمان بھی نہ تھا، ہمارے فہم اس کے حصول سے قاصر رہے، ہم اس طرف توجہ بھی نہ کر سکے آپ کی تشریف آوری اور شرکت سے ہمارا جلسہ نہایت کامیاب رہا۔"

پھر مولانا فاخر الہ آبادی، مولوی عتیق عثمانی اور قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے جلسے میں بیٹھنے کے لئے اصرار کیا — آپ نے فرمایا "میں قیام گاہ پر جا رہا ہوں" داؤدی فرقے کے پیشوا ملا نجم الدین، مولوی عتیق کچھ دور تک مفتی برہان الحق کے ساتھ آئے اور اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے۔

اگر آپ جلسے میں تشریف نہ لاتے، اور شرکت نہ فرماتے تو جس طرح آپ کی شرکت سے اور تقریر سے ہمارا جلسہ کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے ہرگز ہرگز نہ ہوتا۔

اس جلسے میں علمائے اہل سنت نے بھی شرکت فرمائی تھی — صبح جب جلسے کی کارروائی مفتی برہان الحق کی تقریر کے ساتھ اخبارات میں جلی حرفوں میں شائع ہوئی، تو علمائے اہل سنت نے آپ کے لئے دعائیں کیں، اور کامیابی پر مبارکباد دی۔ دوسرے دن کے اجلاس میں بھی آپ نے شرکت کی، حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کو جب جلسے کی مکمل رپورٹ ملی تو انہوں نے مفتی برہان الحق کی کامیابی پر دعائیہ کلمات کے ساتھ مبارکباد تحریر فرما کر والا نامہ سے آپ کو نوازا — جب مفتی برہان الحق بریلی شریف حاضر ہوئے تو حضور مفتی اعظم نے مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اگر تم شریک جلسہ نہ ہوتے اور اظہار حق — و اعلان حق نہ کیا ہوتا تو بڑی کمی رہ جاتی، تم نے اس سلسلے میں جو احتجاجی کارروائی میں پہل کی تھی اس کی تائید میں یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا، اور یہ جلسہ تمہاری شرکت سے تمہارا جلسہ ہو گیا۔[1]

---

[1] ماہنامہ استقامت کانپور (مفتی اعظم نمبر) ۲۹، تا ۳۲، بابت رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مئی ۱۹۸۳ء

شدھی سنگھٹن تحریک

اسلام دشمن، مسلم اتحاد کو پاش پاش کرنے اور اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لئے

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۰۵ء میں تحریک ریشمی رومال کا آغاز ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت شروع ہوئی، بظاہر جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ کی حفاظت وحمایت اور اعانت تھا لیکن اندرون خانہ کانگریس کو اس سے بے پناہ قوت ملی، اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی۔ ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے تحریک موالات شروع کی جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کر کے ان پر دباؤ ڈالنا اور ہندوستان کی آزادی کے لئے راستہ ہموار کرنا بتایا گیا، اسی زمانے میں تحریک ہجرت، اور تحریک گاؤکشی چلی، ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنا تھا۔ انہی تحریکوں کے نظریات کو لیکر مسلم اتحاد کے فتنہ انداز پنڈت شردھانند نے ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن نے تحریک چلائی جو مسلمانوں کو مرتد بنانے کی تحریک تھی، اس تحریک نے ایسی آگ لگی کہ ضعیف الایمان والوں نے اپنا ایمان کھودینے کا ارادہ کیا، جن کا ایمان مضبوط تھا ان کو روپئے کی لالچ دی گئی، اور جو لوگ کمزور تھے مگر ان کے ایمان مضبوط تھے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، مسلم راجپوتانہ کی ساری قوم کو بربادی اور بے ایمانی کے دہانے پر لگا دیا گیا، فرزندان توحید واسلام کے پاک دلوں کو نور ایمان اور امانت توحید کے بجائے ظلمت کفر اور گندگی شرک سے ملوث کیا جانے کا عزم کیا گیا، ایک غیر فانی معبود و مسجود سے رشتۂ عبودیت توڑ کر ان کی گردنیں مصنوعی وخود ساختہ معبودوں اور تیس کروڑ دیوتاؤں اور گھانس کھانے والے حیوانوں کے آگے خم کرائی جانے لگی، اور اس انقلاب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جبر وتشدد، مکر وفریب خوف وطمع کے بے شمار ہتھیار استعمال کیئے گئے۔ اب اس کی حقیقت ایک عینی شاہد ڈاکٹر شیخ اللہ دتا مدکن انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کی زبانی سنئے۔

"میں ضلع متھرا کے ایک گاؤں موضع نوگانواں میں تبلیغی شفاخانہ انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کا انچارج ہوں، موضع ایک ہنود ٹھاکر سکنہ متھرا کی واحد ملکیت ہے — باشندگان دیہہ ملکانے راجپوت کاشتکاری آراضی غیر سبوہ دار ہیں، جب شدھی کا چرچا ہوا تو یہاں ایک بڑا بھاری جلسہ مسلم راجپوتوں کا زیر صدارت جناب کنور عبدالوہاب خاں صاحب منعقد ہوا، اطراف وجوانب اور اضلاع پنجاب سے بھی سر برآوردہ راجپوت اس جلسے میں شریک ہوئے، اور کئی ہزار مسلم راجپوت جمع ہوگئے، غریب ملکانے اپنے مسلمان بھائیوں کے جلسہ میں عہد واثق کر چکے تھے کہ وہ دین حق پر قائم رہیں گے، مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہی گانوں کے ہندو مالک کی طرف سے جابرانہ کاروائی شروع ہو جاتی ہے، اور آریہ اپدیشک طمع دکھلاتے ہیں اور قرض دینے اور تنخواہیں مقرر کرنے سے پانچ سو اشخاص ضعیف الایمان مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور شدھی سے انکار کرنے والے لوگوں پر جبرًا ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے، کہیں مقدمے بنا کر خاص خاص آدمیوں کو تنگ کیا جاتا ہے، اور شدھی ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے چنانچہ پانچ مسلمانوں کی محض شدھی سے انکار کرنے پر مالک دیہہ کے کارندے نے ایذا رسانی کا عہد کر لیا ہے، ان کے خلاف درخت کاٹنے کا استغاثہ دائر کر دیا ہے، اور مرتد شدہ ملکانوں کی معرفت بار بار دکھلایا جاتا ہے کہ اگر تم بھی برادری میں مل جاؤ اور شدھی قبول کر لو تو مقدمات واپس لے لئے جائیں گے۔ ورنہ ایک مقدمہ کیا دیکھنا کس قدر سنگین مقدمات تمہارے خلاف دائر کئے جائیں گے، یہ غریب مسلمان شدھی سے انکار کرنے والے ان کے ظلم وستم کے شکار بنے ہوئے ہیں، اس خوف وہراس کی حالت میں غریب جاہل ملکانے اکثر آکر کہا کرتے ہیں کہ یا تو زمین اور وطنِ عزیز کو ترک کرنا پڑے گا یا دین حق چھوڑ کر مرتد ہونا پڑے گا۔ ہم زمیندار کے ہر روز کے مقدمات اور جھوٹے الزامات کی پیروی کے لئے کس طرح حاضر عدالت رہ سکتے ہیں — یہ ہیں شدھی کے کارنامے"[۱]

---

[۱] ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور ص ۹ ک ۱،۲، بابت ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء شمارہ ۱۲ جلد ۶۰

۱۹۲۳ء کے وقت میں بہی خواہان ملت اسلامیہ سخت اضطراب کے عالم میں تھے کہ ہے کوئی ہماری رہنمائی کرنے والا؟ یک بیک امام احمد رضا کے صاجزادے حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے لبیک کہا اور ان کی رہنمائی کی عنان اپنے ہاتھوں میں لی۔ حضرت مفتی اعظم نے بے تابانہ تعاقب کر کے اس کا قلع قمع کر دیا۔ شدھی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور سرکوبی کی — اس فتنہ کے ارتداد میں پیش پیش رہے، شدھی تحریک کے فتنہ ارتداد کے زمانہ میں حضرت مفتی اعظم نے پانچ لاکھ ہندوؤں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا[1] مفتی برہان الحق نے مفتی اعظم کا ہاتھ بٹایا اور ان کے معین و مددگار رہے۔

شدھی تحریک کے انسداد کے لئے مفتی برہان الحق نے ۱۹۲۳ء میں جماعت ظاہرین علی الحق (جبل پور) قائم فرمائی، اس کے ذریعہ مفتی برہان الحق شدھی پر برق صاعقہ بن کر خرمن باطل پر گر پڑے، اور خرمن کو خاکستر کر ڈالا — اسی زمانے میں بہت سے لوگوں کو مشرف باسلام کیا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے[2]

ہماری جماعت کے مفکرین کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ شدھی تحریک دفن ہو گئی بلکہ اب دوبارہ وجود میں آچکی ہے، اگر اس کی بیخ کنی نہیں کی گئی تو آگے چل کر بڑی جہد مسلسل ہی کرنا پڑے گا۔ راقم السطور ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف اگست ۹۲ء کے شمارہ میں تفصیل سے لکھکر علماء کی عدالت میں پیش کر چکا ہے۔ عرس رضوی منعقدہ ۲۳ تا ۲۵ صفر ۱۴۱۳ھ کو استاذ محترم حضرت مفتی سید شاہد علی رضوی نے بڑے دکھ و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب منظم منصوبہ بند طریقے سے تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے"۔

نوازشات امام احمد رضا

حضرت مفتی اعظم نے مفتی برہان الحق کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا، اس بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے

---

[1] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم السطور، مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ ص ۳۰، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء

[2] راقم "مفتی اعظم اور تحریک شدھی" کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ لکھ رہا ہے انشاء اللہ عنقریب ہی منظر عام پر آجائے گا۔ ۱۲ رضوی غفرلہ

آپ کو اپنا روحانی بیٹا فرمایا۔ مفتی برہان الحق نے جو زمانہ بریلی شریف میں امام احمد رضا کے حضور تعلیم علوم دین، اور اکتساب فیوض و برکات ظاہری و باطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لئے گزارا اس زمانے میں امام احمد رضا سے مفتی برہان الحق کا تعلق بالکل سگے بیٹے جیسا رہا۔ جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جبل پور کے متعلق اور مولینا شاہ عبد السلام کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے اسی مکتوب میں امام احمد رضا نے آپ کے متعلق یوں قلم فیض رقم سے تحریر کیا۔ اور دعا فرماتے ہیں۔

الٰہی نگہدار برہان حق　　بود دائما از وے اعلان حق[1]

امام احمد رضا بریلوی کے مکتوبات مفتی برہان الحق کے نام اکرام امام احمد رضا میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ امام احمد رضا نے ایک مکتوب میں آپ کو مخاطب فرمایا۔

"نور حدقۂ افضال، نور حدیقۂ کمال، عزیز بجان، سعادت نشان، مولوی محمد عبد الباقی برہان الحق نورہ اللہ بتجلیات النور المطلف"[2]

دوسرے مکتوب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

ولدی الاعز راحۃ روحی و بھجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالےٰ حق سبحنہ برھان الحق نورہ اللہ بتجلیات النور المطلق[3]۔

تیسرے مکتوب میں یوں یاد کیا۔

"نور عینی ودرۃ زینی جعل کا سمہ برھان الحق"[4]

---

[1] اکرام امام احمد رضا پہلی بار ۱۴۰۱ھ سنہ ۱۹۸۱ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی، ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء میں الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سے شائع ہوئی ۱۲ رضوی غفرلہٗ [2] مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی برہان الحق رضوی محررہ ۱۰، ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

[3] مکتوب امام احمد رضا بنام مفتی برہان الحق رضوی محررہ شعبان المعظم بروز جمعہ ۱۳۳۶ھ

[4] 〃 〃 〃 〃 ۲۵، شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اپنے طویل قصیدہ (الاستمداد) میں جہاں اپنے شاگردوں اور خلفاء کا ذکر فرمایا ہے۔ وہیں مفتی برہان الحق کا ذکر حضور مفتی اعظم کے ساتھ فرمایا ــــ حضور مفتی اعظم کا اسم گرامی مشہور مصطفےٰ رضا اور کنیت آل رحمٰن ہے، اعلیٰ حضرت نے اس قصیدہ کے ایک شعر میں دونوں کا ذکر فرمایا، اور پھر شعر میں ہی نہیں۔ بلکہ ایک مصرع میں دونوں کے ناموں کو جمع فرمایا ــــ جب کہ شاگرد اور ہر خلیفہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ شعر میں فرمایا ہے، ان دونوں شخصیتوں کے متعلق جو شعر ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ؎

آل الرحمٰن ، برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں[1]

برہان ملت کی شاعری

رسالت انسانیت کے لئے ایک نعمت ہے ــــ خدائی ہدایت کے بغیر انسان فلاح کی راہ نہیں پا سکتا، خدا نے اپنی رحمت کی تکمیل کے لئے انسانوں کی ہدایت کا طریقہ رسالت کو بنایا، اس نے انسانوں ہی میں سے انسانوں کی اصلاح کے لئے کسی مخصوص بندے کو منصب رسالت بخشا ــــ رسالت کا یہ سلسلہ ابتدا ہی سے ہر قوم میں ایک طویل عرصہ تک جاری رہا، سلسلہ رسالت کی آخری کڑی حضور سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور عمل میں آیا۔ اور آپ کے ذریعہ سے انسانیت کو وہ آخری ہدایت نامہ دے دیا گیا جسے قیامت تک باقی رہنا ہے، اسی آخری ہدایت نامہ پر پوری توجہ مرکوز کر دی گئی، یہ بات پورے اسلامی تحریر، ذخیرے کے مزاج پر حاوی ہے، چنانچہ ہمارے شعراء نے بھی اسی کو اختیار کیا ــــ نعتیہ شاعری کا سب سے روشن ستارہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] تفصیل دیکھئے الاستمداد از امام احمد رضا مطبوعہ قادری بکڈپو بریلی ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء

کا عہد ہے ــــ یہ روایت عربی شعراء سے ہوتی ہوئی، فارسی شعراء تک پہنچتی ہے ــــ فارسی ادب میں جن شعراء نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا ان میں اہم شعراء سعدی شیرازی رومی، جامی، قدسی، عطار اور خسرو ہیں ــــ مولانا مفتی محمد برہان الحق نے فارسی زبان میں طبع آزمائی کی اور نعت رسول میں ایک ذخیرہ چھوڑا ہے، مفتی برہان الحق اپنے والد ماجد مولانا محمد عبد السلام سے جبل پور میں تکمیل علم کر کے فیض ظاہری و باطنی کے لئے بریلی شریف کا سفر کیا، اس سفر میں آپ نے فارسی میں نعتیہ سلام لکھا جسے آپ نے اپنے ہمراہ مداح رسول منشی عبد الغفار کو امام احمد رضا بریلوی کی بارگاہ میں سنانے کے لئے دیدیا، بریلی شریف میں حاضری کے بعد جو پہلا جمعہ ملا اس میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر امام احمد رضا کے دولت خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ منشی عبد الغفار نے امام احمد رضا سے نعت پاک پیش کرنے کی اجازت چاہی، اور اجازت ملنے پر انہوں نے مفتی برہان الحق کا فارسی سلام خوش الحانی اور والہانہ انداز میں پڑھا اس وقت حاضرین مجلس میں پچاس ساٹھ حضرات اور بھی موجود تھے ــــ اس سلام کے چند اشعار یہ ہیں ؎

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک　　　بہ بارگاہ شفیع الوریٰ سلام علیک
روم بسوئے تو، بر ہر قدم کنم سجدہ　　　نوائے قلب شود سیدا سلام علیک
بجز در تو نہ کشایم بہ ہیچ در دستم　　　توئی ست قبلۂ حاجات سلام علیک
عطاك عم على كل ذرة فامطر　　　على غيث عطا من عطا، سلام عليك

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پلک مبارک پر کچھ قطرے جھلکنے لگے، جب منشی عبد الغفار نے یہ شعر پڑھا ؎

بہ احمدے کہ رضائش ہمہ رضائے خدا ست　　　بگو زمن بصلوٰۃ، اے صبا سلام علیک

سامعین اور امام احمد رضا نے مولانا عبد السلام کی طرف دیکھا، اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، جب مقطع پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا ؎

رسی چو بر در احمد رضا بگو برہاں!　　　بصد ادب بہ شما سیدا، سلام علیک

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے مولانا عبد السلام سے فرمایا ـــــ برہان میاں نے لکھا ہے ؟ ماشاء اللہ ! بارک اللہ ! ـــــ پھر فرمایا ، میں غور کر رہا تھا کہ مولانا جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے ؟ کہاں ہیں برہان میاں ؟" مفتی برہان الحق ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوئے ، امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا ۔

"حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی ، حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر سنانے کی اجازت دی ، نعت شریف کو بہت پسند فرمایا ، ـــــ جسم اقدس پر ردائے شامی (شامی چادر) تھی ، اتار کر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اڑھا دی فقیر کیا حاضر کرے ؟"

اتنا فرما کر سر اقدس سے عمامہ اتار کر مولانا مفتی برہان الحق کے جھکے سر کو سرفراز فرمایا اور دعائے درازیٔ عمر و ترقیٔ علم و ثبات و استقامت فرمائی ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے شاعر کو جو عقیدت ہے اور حضور اکرم کے مقام صفات کا جو تصور شاعر کے ذہن میں بیٹھا ہوا ہے اس کا کیسا والہانہ اظہار ان اشعار میں کیا گیا ہے ، کتنے اچھے اور سچے سبھے قافیے میں سرکار کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کیا ہے ۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ۱۹۱۹ء ۱۳۳۷ھ میں جبل پور تشریف لے گئے ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ کو بعد نماز عشاء عیدگاہ کلاں جبل پور میں عام جلسہ ہوا ، اسی جلسہ میں مفتی برہان الحق کی دستار بندی ہوئی (تفصیل گزر چکی) امام احمد رضا کے منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت بطور تشکر و سپاس نامہ کچھ کلمات مفتی برہان الحق نے عرض کئے ـــــ اس وقت فی البدیہہ چند اشعار آپ نے کہے جو بہت پسند کئے گئے ، کل اشعار دستیاب نہ ہو سکے صرف تین شعر ملاحظہ فرمائیں ؎

---

۳۶ (الف) محمد برہان الحق رضوی ، مفتی اکرام امام احمد رضا ص ۵۶ (ب) ماہنامہ استقامت کانپور مفتی اعظم نمبر ص ۲۵ بابت مئی ۱۹۸۳ء ۱۴۰۳ھ

جب عید ہوگی ، ہوگی یہاں عید آج ہی — وابستگانِ دامنِ احمد رضا کی ہے
گرمی ہے ، تپ ہے ، درد ہے کلفت سفر کی ہے — ان سب پہ بلوے کی صعوبت بلا کی ہے
خالی گئی نہ پھر بھی تری آستاں رسی — برہانؔ یہ خوبی ترے خلوص و صفا کی ہے[1]

حضرت مفتی برہان الحق کو امام احمد رضا سے عقیدت و محبت کا اندازہ اس نظم سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ، ان کی شاعری میں جذبات کی گہرائی خلوص و دردمندی اور عالمانہ بصیرت پائی جاتی ہے ، مفتی برہان الحق نے مسافر کی صعوبتوں کو جن الفاظ اور جس انداز میں پیش کیا ہے ۔ وہ ان کی بلند شاعری کا ایک نمونہ ہے ۔ مفتی برہان الحق ہر صنف سخن پر قدرت رکھتے تھے ۔ برہانؔ آپ نے تخلص اپنایا ۔

شانِ فتویٰ نویسی

اعلیٰحضرت امام احمد رضا کو ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں مفتی نقی علی خاں بریلوی نے فتویٰ نویسی کی مطلقاً اجازت عطا فرمائی ۔ پھر مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں امام احمد رضا مستقل طور پر مسند افتار پر فائز ہوگئے ، روز افزوں ترقی سے عالم میں شہرہ ہوگیا اور علمار درسِ افتار لینے کے لئے آنے لگے ۔ ایک زمانہ وہ آیا کہ دارالافتار میں براعظم ایشیا ، یورپ ، امریکہ ، وغیرہ سے استفتار آنے لگے ، ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہوجایا کرتے تھے ۔ امام احمد رضا نے دارالافتار کی عالمی شہرت اور کثرت کار کو دیکھتے ہوئے ایک نظام قائم فرمایا ـــــ امام احمد رضا فتویٰ نویسی کا کام عموماً دومقام پر کرتے تھے ، ایک باہر دارالافتار میں ـــــ دوسرے زنانہ مکان میں ، دارالافتار میں کام کرنے والے حضرات کو دو منصب عطار کئے ایک پیش کار ـــــ دوسرے امین الفتویٰ ـــــ پیش کار ملک العلمار مولانا ظفرالدین رضوی بہاری اور صدر

---

[1] ـــ امام احمد رضا کے سفر جبل پور کی رپورٹ اور مسلمانانِ جبل پور کا شاندار استقبال ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور ص ۳ ، ۴ ک ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۴ ، بابت ۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء شمارہ ۲۲ ، جلد ۵۵ میں دیکھیں ، اس وقت مولانا عبدالسلام کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ۔ وہ خود تشریف فرمائیں میرے گھر بنائے خوش نصیبی کیا کروں میں

الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی رہے ـــــ امین الفتوی کا کام آسان فتووں کا جواب لکھنا اور جو فتوے اندر سے آئیں ان کا فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں نقل کرنا تھا، امین الفتوی کا کام بہت بڑا تھا، امام احمد رضا بعض مسائل پر اندر سے رسائل لکھ کر بھیج دیتے تھے، پھر ان کی روزانہ کی تصنیف کوئی ایک شخص نقل نہیں کر سکتا تھا۔!

امین الفتوی کے منصب پر مولانا سید غلام محمد بہاری، مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی فائز ہوئے، کچھ دنوں کے بعد مولانا عبدالرحمٰن بہاری مفتی نواب مرزا بریلوی امین الفتوی ہوئے۔ مفتی نواب مرزا رضوی بریلوی کے ہٹنے پر مولانا شفیع احمد رضوی بیسلپوری امین الفتوی ہوئے ـــــ ان کے بعد امین الفتوی کے منصب پر یکے بعد دیگرے دو نوجوان فاضل آئے، پہلے برہان ملت مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، ان کی واپسی وطن کے کچھ دن بعد محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث اشرفی کچھوچھوی نے مسند "امین الفتوی" کو رونق بخشی۔[۱]

مولانا عبدالسلام، مفتی برہان الحق کو زیور علم سے آراستہ کر کے امام احمد رضا کی بارگاہ میں لے گئے، امام موصوف نے آپ کو باقاعدہ فتوی نویسی کی خصوصی تعلیم و تربیت دی۔ اور افتار کی مشق بھی کرائی، مفتی برہان الحق امین الفتوی کی خدمت کمال حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ یہی وہ خدمت تھی جس نے آپ کو امام احمد رضا نے اپنا فرزند روحانی فرمایا۔ اور مفتی اعظم جیسی نابغۂ روزگار شخصیت نے آپ کو اپنا بھائی سمجھا ـــ یہی وہ خدمت تھی جس سے آپ دارالقضاء کے معین المفتی مقرر ہوئے، بحمد اللہ تعالیٰ بریلی شریف

---

[۱] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم السطور، مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ ص ۹،
(مقدمہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری)

کی یہ شان فتویٰ نویسی آج بھی جاری وساری ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وارث و جانشین، فقیہ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری (سجادہ نشین آستانہ رضویہ) رونق بزم افتا رہیں۔ نمونہ کے طور پر مفتی برہان الحق کے ایک فتویٰ کی تلخیص ملاحظہ فرمائیں، جس سے ان کی شان فتوی نویسی ظاہر ہوتی ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس معاملہ میں کہ یہاں چند شخصوں نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے کہ ولایتی کپڑے سے نماز ادا کرنا حرام و منع ہے، لہذا کوئی شخص اس سے منکر نہیں ہوسکتا، مگر جس شخص کے پاس کپڑے ہوں اور وہ غریب ہے اور زیادہ وسعت اس کو نہیں تو کیا کرے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: کپڑا دیسی ہو یا ولایتی اعلیٰ درجہ کا ہو یا ادنی درجہ کا — موٹا ہو یا باریک — دستی بنا ہو یا ہل اور مشین کا بشرطیکہ خارجی شرعی وجوہ حرمت وکراہت سے خالی ہو، شرعًا مباح وجائز الاستعمال علی الاطلاق ہے شریعت مطہرہ نے جو حلال فرمایا وہ ہمیشہ حلال ہے کسی کے حرام کئے حرام نہیں ہوسکتا نماز ہر پاک وصاف، طیب وطاہر کپڑے کے ساتھ جائز ہے، خواہ وہ ولایتی ہو یا دیسی، نماز جائز ہونے کے لئے دیسی کپڑے کی تخصیص کرنا، اور ولایتی کپڑے سے نماز حرام و منع بتانا شریعت مطہرہ پر چھوٹا افترا کرنا، اور دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے — اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیب من الرزق ؎	اے محبوب کہدو کون جو حرام کرے اللہ کی دی ہوئی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی اور پاک رزق سے۔

اور فرماتا ہے۔

؎ القرآن الحکیم، پ

یاایھاالذین آمنوا لاتحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم و لا تعتدوا ان اللہ لایحب المعتدین ؎

اے مسلمانوں ان پاک چیزوں کو حرام نکرو جو تمہارے لئے اللہ نے حلال فرمائیں، اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو نہیں چاہتا۔

اے عزیز مسلمانو! اللہ عزوجل نے جو چیز تم پر حرام فرمائیں جس سے بچنے احتراز کرنے کا حکم دیا۔ اسے یقیناً حرام سمجھو اس سے بچو، محترز رہو، اور جو چیز تم پر حلال فرمائی اور تمہارے لئے مباح کیا، تمہیں اختیار ہے اسے استعمال کرو یا نہ کرو، مگر اس کی حرمت کا اعتقاد نہ کرلو کہ تمہارا اس حلال یا مباح چیز کو حرام سمجھنا شریعت مطہرہ پر زیادتی ہے، ایچ تو یہ ہے کہ ولایتی کپڑے کے ساتھ نماز حرام ہے بتانے والے خود ایسے حرام فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں جس سے اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں صراحۃً منع فرمایا، اور اس کے مرتکب ہونے والوں کو ایمان سے خارج بتایا؛

مسلمانو! غور کرو کہ تمہارے رب عزوجل کے تو یہ ارشاد ہیں اور جو لوگ تمہاری نمازوں کو بلکہ تمہارے باپ و دادا کی، اور ان تمام بزرگوں کی نمازوں کو حرام بتا رہے ہیں، جنہوں نے ولایتی کپڑے ہی پر گذر کی، اور عمر بھر کی نمازیں ولایتی کپڑوں کے ساتھ گزاریں —— خوب یاد رکھو شریعت مطہرہ نے ولایتی کپڑا تم پر حرام نہیں کیا مسٹر گاندھی حرام کرا رہے ہیں۔ دیسی کپڑا پہننا تم پر شریعت مطہرہ نے فرض نہیں کیا۔ مسٹر گاندھی فرض بنا رہے ہیں۔ اب اپنے ایمان سے فیصلہ کرلو، شریعت مطہرہ کی پیروی تم پر فرض ہے یا گاندھی کی؟

الغرض، استفتاء میں مستفسر نے جسے مسئلہ سمجھا ہے نہ وہ شرعی مسئلہ ہے اور نہ اس پر عمل کرنا شریعت مطہرہ کا اتباع، وہ ایک مشرک کا بیہودہ خبط، اور مہمل اختراع ہے، اور اس پر عمل کرنا مشرک کا اتباع، جس کے حرام ہونے پر آیاتِ کریمہ اوپر نقل کر چکا، کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کے متعلق شریعت مطہرہ کی اصل عام یہ ہے کہ ثبوت حرمت کے لئے نص قطعی، اور دلیل و حجت

یعنی شرعی کا ہونا لازم وضروری ہے اور ثبوت حلت واباحت کے لئے اس کے منع پر شرع مطہرہ سے کسی خاص دلیل کا نہ ہونا بھی اس کی اباحت وجواز کے لئے کافی ہے، یہ قاعدہ کلیہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ہر چیز کی صفت اصلیہ اس کا مباح ہونا ہے۔[1]

مفسر اعظم کے انتقال پر تعزیت نامہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند مولینا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی[2] (متولدہ ۱۳۲۵ھ) کے انتقال (۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء کو یوم شنبہ) پر مفتی محمد برہان الحق رضوی نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں رضوی رحمانی بریلوی اور جمیع صاحبزادگان گرامی کو اس طرح تعزیت پیش کی۔

عزیز القدر سعادت شعار ریحانی میاں

سلام ودعا!

مزید حیات وترقیٔ درجات، مولیٰ عزوجل آپ سب بھائیوں بہنوں اور آپ کی محترمہ والدہ کو صبرِ جمیل کی توفیقِ جلیل مرحمت فرمائے، انتہائی غم واندوہ کے ساتھ اپنے محترم آقازادہ، آپ کے والد ماجد حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کی پرحزن وملال خبر تار میں پڑھکر آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہوگئے۔

"انا للہ تعالیٰ وانا الیہ راجعون"

میرے بچو! باوجود بخار کے اس وقت کلکتہ میل سے روانہ ہونے کی تیاری کی فون پر ان کو ائری سے معلوم ہوا کہ کلکتہ میل دو منٹ میں چھوٹ رہا ہے، گو کلکتہ میل سے روانہ ہونے پر بھی کسی طرح دفن کے وقت نہ پہنچ سکتا تھا۔

برخوردارم! مرحوم کے ضعف اور مرض کی حالت جو فقیر نے آخری ملاقات

---

[1] فضل حسن صابری، دبدبۂ سکندری رام پور ص ۷ تا ۹، بابت ۱۹ جون ۱۹۲۲ء ج ۵۸

[2] مفسر اعظم ہند کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی ۱۳۰ علی عمر اسٹریٹ بمبئی ۱۲ رضوی غفرلہٗ

کے وقت دیکھیں، مایوس کن تھی، بہر حال ایک سایۂ عاطفت تھا جو نہ صرف
آپ صاحبزادوں پرسے بلکہ اہل سنت پر سے اٹھ گیا، علیہ الرحمۃ وربنا الرحیم — آپ
تمام بھائیوں کو صبر وہمت لازم ہے اور اپنے محترم والد علیہ الرحمۃ کے وقار کا خیال
رکھنا، حضرت مفتی اعظم سے ضرور کچھ اختلافات تھے، اب ان کو ختم کرکے ایسا
طرزِ عمل اختیار کیجئے کہ ان کے ہاتھ مضبوط ہوں، اور آپ لوگوں پر انہیں پورا
اعتماد ہو جائے، پھر وہ آپ کے نانا ہیں اور دادا بھی ہیں۔ لہذا ان کی سرپر
ستی ہی انشاءاللہ آپ لوگوں کے لئے باعثِ عزت وافتخار ہوگی — ۱۳ صفر
(۱۳۸۵ھ) کو صبح یہاں بہت بڑے اجتماع میں ختماتِ قرآنِ کریم وفاتحہ کے بعد
تبرک تقسیم ہوا، فقیر نے حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ اور خاندان سے دیرینہ وابستگی اور
تعلقات کا ذکر کیا، پورا مجمع چشم پرآب آہ برلب تھا۔ انشاءاللہ العزیز عرس اقدس
میں اگر صحت نے اجازت دی تو حاضر ہو کر قبر شریف سے استفادہ کروں گا — فقیر
آستاں، برہان الحق قادری رضوی غفرلہ، جبل پور[1]

تعارف مشاہیر خلفاء

مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری کے خلفاء کی ایک بڑی جماعت ہے، آپ کے
خلفاء زمانے کے ہر چیلنج کا جواب دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، اور
اپنے اندر ایسی توانائی اور قوت پاتے ہیں کہ جہاں ہوں وہاں ایک جہاں
آباد کردیں — مفتی برہان الحق کے خلفاء وتلامذہ کی فہرست راقم کو باوجود
کوشش بھی حاصل نہ ہو سکی تاہم مندرجہ ذیل خلفاء کے تعارف سے لوگوں
کو روشناس کرائیں۔

(۱) جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ فقیہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی
دامت برکاتہم القدسیہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ) علامہ

---

[1] عبدالواجد قادری، مولانا، حیات مفسر اعظم ص ۱۰۲، ۱۰۳، مطبوعہ الہ آباد

مفتی محمد اختر رضا خاں ۲۵ فروری ۱۹۴۲ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے، محمد نام پر عقیقہ ہوا، پکارنے کا نام محمد اسماعیل رضا اور عرف محمد اختر رضا تجویز ہوا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی، ابتدائی کتب سے ہدایہ آخرین تک دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تعلیم حاصل کی بعدہٗ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں فقیہہ اسلام نے کلیۃ اصول الدین میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک، تفسیر، حدیث اور جدید علوم کے حصول میں لگے رہے۔ فقیہہ اسلام مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر مصر سے فارغ ہوئے۔ اور سالانہ امتحان میں پورے جامعہ ازہر ہی میں نہیں بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے، ایسی اعلیٰ کامیابی پر کرنل جمال عبد الناصر نے آپ کو بطور انعام "جامعہ ازہر ایوارڈ" پیش کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری، مفتی سید افضل حسین رضوی مونگیری، علامہ محمد سماحی جامعہ ازہر، مولانا محمود عبد الغفار شیخ الحدیث جامعہ ازہر مصر، قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں مسند تدریس کو زینت بخشی ۱۹۷۸ء میں منظر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے، ۱۹۶۷ء سے افتاء کے کام کو سنبھالا۔ آپ کے فتاوی اقصائے عالم میں سند کا درجہ رکھتے ہیں، مولانا حسنین رضا بریلوی کی صاحبزادی سے ۳ نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار عقد مسنون ہوا، ۴ ستمبر ۱۹۸۳ء کو پہلا حج ادا فرمایا، دوسرا حج ۱۹۸۵ء میں تیسرا حج ۱۹۸۶ء میں، اور متعدد بار عمرہ سے فیضیاب ہوئے تیسرے حج کے موقع پر ۲۱ اگست ۱۹۸۶ء شب تین بجے اچانک سعودی حکومت نے بلا قصور گرفتار کر لیا، آپ عرب میں امام حرم کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے بلکہ اپنی جماعت علیحدہ کرتے تھے اس کو قصور بتلایا گیا، اور کافی بحث و مباحثہ ہوا، گیارہ دن جیل میں رکھا۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے ۱۹۶۲ء ۱۳۸۱ھ ۱۵ جنوری کو خلافت اجازت

عطا فرمائی، اور اپنا جانشین منتخب فرمایا۔ ۱۵، نومبر ۱۹۸۴ء کو مولانا سید حسن میاں برکاتی مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے اجازت مرحمت فرمائی۔ مولانا مفتی برہان الحق جبل پوری نے تمام سلاسل کی خلافت سے نوازا، آپ کی تصنیفات تقریباً بیس، ہو چکی ہیں جن میں کچھ یہ ہیں، الحق المبین عربی، دفاعِ کنز الایمان، مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ عربی، شرح حدیث نیت، تصویروں کا شرعی حکم، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، حاشیہ عمیدۃ الشھدہ عربی ثانی کا مسئلہ، تین طلاقوں کا شرعی حکم [۱]

(۲) مولینا عبد المبین نعمانی رضوی صدر المدرسین دار العلوم قادریہ چریا کوٹ اعظم گڑھ، حضرت مولانا عبد المبین نعمانی بیعت و ارادت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ سے رکھتے ہیں، اور اجازت و خلافت سے مفتی برہان الحق جبل پوری نے نوازا [۲] اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو ذہن رساں، تقوی و پرہیزگاری اور سلامتی طبع جیسے اوصاف سے نوازا ہے، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں رہ کر تعلیم مکمل کی، اور حافظِ ملت مولانا عبد العزیز مرادآبادی کی سرپرستی میں دستار فضیلت سے سرفراز کیے گئے آپ خوش اخلاق، جید عالم دین، اور متواضع شخصیت ہیں، تصنع و تکبر سے انہیں کوئی واسطہ نہیں، مولینا نعمانی ادیب، مضمون نگار ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ محقق بھی ہیں، آپ نے اہمیت زکوٰۃ، انتخاب اعلیٰ حضرت مسنون دعائیں، فضائل قرآن وغیرہ کی ترتیب دی، ایک عرصہ تک ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے ایڈیٹر رہے، مولانا نعمانی مشہور اشاعتی ادارہ المجمع الاسلامی مبارکپور کے رکن رکین ہیں اور ہنوز دار العلوم قادریہ چریا کوٹ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ راقم السطور پر بڑے مہربان ہیں۔

---

[۱] تفصیلی حالات کے لئے راقم کی کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء دیکھئے۔ راقم جہان اختر کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھ رہا ہے۔ ۱۲ رضوی غفرلہ، [۲] مکتوب گرامی مولانا عبد المبین نعمانی بنام راقم محررہ ۲۸ نومبر ۱۹۸۹ء ۱۲ رضوی غفرلہ

(۳) مولانا محمد قاسم عبد الواحد شہید القادری رضوی جبل پوری آستانہ قاسمیہ جبل پور۔

مولانا محمد قاسم بن تاج محمد قادری بن عبد الکریم چشتی ۱۴؍ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ ۱۹؍ جنوری ۱۹۴۳ء کو ممبر کھا ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، آپ کی تعلیم کا آغاز جمادی الآخری ۱۳۸۱ھ ؍ ۱۹۶۰ء کو جامعہ عربیہ ناگپور سے ہوا۔ ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، اساتذہ میں حافظ ملت علیہ الرحمۃ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، حاجی مبین الدین رضوی امروہوی، علامہ تحسین رضا بریلوی ہیں، آپ نے تصنیفی میدان میں بھی طبع آزمائی کی اور الہامات قادریہ، جامع حقیقت، طلاق ثلاثہ، واقعات کربلا میں حق اور ناحق یادگار ہیں، حضور مفتی اعظم نے ۱۹۶۷ء کو مفتی برہان الحق رضوی نے ۱۹۷۹ء کو اجازت سے سرفراز فرمایا[1]

جماعت ظاہرین علی الحق کی خدمات

۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن تحریک کے انسداد کے لئے جماعت رضائے مصطفٰے بریلی نے پہلا قدم اٹھایا، اور اسی جماعت کی سرپرستی میں ۱۹۱۹ء کو جماعت انصار الاسلام کا قیام عمل میں آیا جس کے ناظم مولینا حسنین رضا خاں بریلوی تھے، جماعت رضائے مصطفٰے کی خدمات اظہر من الشمس ہیں مگر ابھی تک کوئی مستقل کتاب نہیں آئی اور نہ ہی جماعت انصار الاسلام ہی کا تعارف کرایا گیا، جماعت رضائے مصطفٰے پر اس وقت اتنا میٹر جمع ہے جس سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جا سکتی ہے۔ تاہم جماعت انصار الاسلام کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔

جماعت انصار الاسلام کا مقصد، حفاظتِ مقامات مقدسہ و حمایت سلطنتِ

---

[1] محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی، راقم: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ج ۱، ص ۵۴۵ تا ۵۴۸۔

اسلامیہ اور مظلومینِ ترک کی ہمدردی میں جائز و مفید کوشش کرنا۔ اور ناجائز و نا مفید راہوں سے مسلمانوں کو بچانا ـــــ اسلام و مسلمین کو بیرونی دشمنان دین کے حملوں سے بچانے کی حتی الوسع جائز تدابیر کرنا، اور بالخصوص دشمنان اندرونی کے حملوں سے بچانا ـــــ مسلمانوں کو ان کی اخلاقی، معاشرتی، اور اقتصادی مفاد کی طرف رہنمائی کرنا، اور ان میں حقیقی و خالص پابندی احکام شرعی کی راہ بتانا ـــــ یہ جماعت انصار الاسلام کے صاف صاف اور نیک مقاصد ہیں۔ جو آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا، حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں آگے آگے رہے حضرت مفتی اعظم جماعت رضائے مصطفےٰ جماعت انصار الاسلام کے رکن رکین تھے، یہ جماعت جس نے مسلمانان عالم اور مسلمانانِ ہند کی خیر خواہی کے لئے وہ سب کچھ کیا جو کرسکتی تھی، جماعت انصار الاسلام بریلی کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں یہ نکات مولینا حسنین رضا بریلوی نے شائع فرمائے۔

(۱) حفاظت مقاماتِ مقدسہ اور مظلومین ترک کی اعانت وامداد۔

(۲) اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں کی حفاظت۔

(۳) معاشرتی تمدنی، اور اقتصادی مفادات کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی۔

(۴) ترک و عرب اتحاد کے لئے کوشش وسعی،

(۵) خلاف شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا مطالبہ۔

(۶) مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی ترغیب دینا۔

(۷) تجارت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو شوق دلانا۔

(۸) مسلمانوں کے لئے اسلامی خزانہ کے قیام اور بیت المال کے لئے کوشش کرنا، [۱]

---

[۱] روزنامہ پیسہ اخبار لاہور، بابت ۱۳ رمئی ۱۹۱۲ء

مولانا مفتی برہان الحق رضوی علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ کفار ومشرکین نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی اسکیم چلائی، ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا، ان کی تہذیب و تمدن کو مٹانا چاہا — تو اسی مرد آہن نے میدان میں آکر جماعت رضائے مصطفےٰ اور جماعت انصار الاسلام کے نظریات وافکار کو لیکر جبل پور میں جماعت ظاہرین علی الحق کے نام سے جماعت قائم کی، یہ جماعت ابتدا سے انتہا تک حرکت ہی میں رہی، جب کفر واسلام کو یکجا کیا جارہا تھا، بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جارہا تھا، شعائر کفر کو اپنایا جارہا تھا، ایک نیا دین بنایا جارہا تھا۔ تو اسی جماعت نے مذکورہ دونوں جماعتوں کے ساتھ بے تابانہ تعاقب کیا، جماعت نے اسلام کی آبرو پر اپنی اساسی زندگی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو بچالیا، طوفانی ہواؤں میں اسلام کی شمع روشن کی، جماعت ظاہرین علی الحق سے جماعت رضائے مصطفےٰ، جماعت انصار الاسلام کو تقویت پہنچی — شدھی کے زمانے میں مفتی برہان الحق نے درجنوں کے حساب سے ہندؤں کو مشرف باسلام کیا، مولوی محمد ابراہیم ناظم جماعت ظاہرین علی الحق جبل پور کی رپورٹ کے مطابق چند نام آگے پیش کئے جارہے ہیں۔ یہ وہ نومسلمین ہیں جن کو مفتی برہان الحق نے اپنے دست حق پرست پر مشرف باسلام کیا اور داخل سلسلہ رضویہ سے بھی نوازا۔

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اس کو قبول کرنا انسان کی فطرت میں ہے چونکہ انسان فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین مذہب، صرف مذہب اسلام ہے، باقی مذاہب میں اتنی تبدیلی اور ترمیم ہوئی کہ سرے سے محرف ہوگیا۔ دوسری قومیں اسلام میں جوق در جوق داخل ہو رہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ بہت تیزی سے چل رہا ہے۔ راقم کا عینی مشاہدہ ہے کہ جانشیں مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے دولت کدے پر آئے دن ہندو اسلام کے آغوش میں آرہے ہیں۔ اور اسلام اُن کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ فہرست ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	سابق نام مع ولدیت	قومیت	اسلامی نام	سکونت
۱۔	چوبی ولد سکھ دیو	کٹوار	مسماۃ رحیما	سر کھی حال محلہ بھا شلیا
۲۔	لونگی ولد جگت	بردنی	مسماۃ رحیما بی	ریوان ریاست محلہ گوہلپور
۳۔	دمودا ولد ڈرگا	برہمن	مسماۃ کریما	ہنومان تالاب جبلپور
۴۔	بھوری ولد ہتھیوا	کیوٹ	مسماۃ رحمت بی	مدار ٹیکری جبلپور
۵۔	کندیا ولد ڈسمین	کٹوار	مسماۃ رحیما بی	ساٹھیاں کنواں کوٹی گاؤں
۶۔	سندر سنگھ ولد ندو	سکھ	محمد بخش	″ ″ مہار پنجاب
۷۔	دام جائی ولد چندوا	کرمی	مسماۃ رحیما	بھاشلیار پورہ
۸۔	گھسیا ولد چندوا	ڈھیمر	مسماۃ رحمت بی	متصل کوٹھی جبل پور[۱]
۹۔	سونی ولد نامعلوم	گولی	مسماۃ کلثوم بی	بیل باغ ناگپور
۱۰۔	منی ولد رام لال	کھٹیک	بیگا کلثوم	چیری تالاب جبل پور
۱۱۔	امرت ولد کنجی لال	″	مسمی امیر احمد	″ ″
۱۲۔	کملا ولد گنیش	لودی	مسماۃ کریما	موضع اجودن
۱۳۔	کیسریا ولد بھیرون	ڈھیمر	سلیما بی	چھوٹا تالاب جبل پور[۲]
۱۴۔	سونا ولد چھنیا	تانگھ	رحمت بی	کنجی پورہ جبل پور
۱۵۔	مسماۃ بھودی	دھیمر	کہف بی بی	موتی نالا جبل پور
۱۶۔	سرجو پرشاد ولد جگن ناتھ	برہمن	غلام مصطفےٰ	دیچھت پورہ
۱۷۔	چترا ولد موہن	یادو	زینب	بینی سنگھ کی تلیا
۱۸۔	رمیان ولد للو	کاچھی	زینب بی بی	″ ″

۱؎ ہفت روزہ دبدبہ سکندری رام پور ص ۸، بابت ۱۷ر ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء شمارہ ۵، جلد ۶۰۔

۲؎ ″ ″ ″ ″ ص ۱۰، یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء شمارہ ۷، جلد ۶۰۔

نمبر شمار	سابق نام مع ولدیت	قومیت	اسلامی نام	سکونت
۱۹۔	کانیر فرانس ولد رایٹ گلانز	عیسائی	احمد بخش	صدر بازار جبل پور
۲۰۔	شیو رتن ولد رام دیال	برہمن	محمد بخش عرف شرافتی	گاڈرواہ کانپور
۲۱۔	سادھو ولد دیبی	جیکھ	محمد صادق	جبل پور
۲۲۔	سماۃ ہیز ولد سادھو			" " ؎۱
۲۳۔			کرامت علی	(عیسائیوں کی صحبت میں رہے پھر بعد میں تائب ہوئے)
۲۴۔	سبو دیا	برہمن	کریمنًا	
۲۵۔	رام بائی	"	رحیمًا	
۲۶۔	شی بیو	عیسائی	کمال الدین	
۲۷۔	نامعلوم	برہمن	سلیمًا	
۲۸۔	بوٹی	"	فاطمہ	
۲۹۔	پریمیا ب	کرمی	کریمًا	
۳۰۔	رام لال	لینا	رحیم بخش	
۳۱۔	کشن لال	گوندا	قاسم	
۳۲۔	نامعلوم	برہمن	دولت حسین	؎۲

تاریخ وصال

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء شب یوم جمعہ شام سوا چھ بجے حضور برہان الملت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

؎۱ ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رام پور ص ۷، بابت ۲۶ مئی ۱۹۲۴ء شمارہ ۲۸ جلد ۶۰،

؎۲ " " " " " " ۷، بابت ۱۷ مارچ ۱۹۲۴ء شمارہ ۳۱، جلد ۶۰،

دہلی میں اہلسنت کی کتابوں کا عظیم مرکز

اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت	اسمائے کتب	قیمت
ہشت بہشت	۱۱۰/	دلائل الخیرات شریف	۲۹/	نماز کی تعلیم	۸/	لسان الفردوس	۲/
جامع کرامات اولیاء	۱۱۰/	تبلیغی جماعت	۲۵/	رسول کریم	۸/	شان حبیب الرحمٰن	
بہجۃ الاسرار شریف	۸/	فوائد الفواد	۲۵/	جوان کی حفاظت	۴/	محمد عربی میدان جنگ میں	
جاء الحق	۵۵/	راحت المحبین	۲۷/	شریعت	۶/	دین مصطفیٰ	۴۰/
سنی بہشتی زیور	۴۵/	فضائل درود	۲۵/	نقش خاتم	۴/	سلطنت مصطفیٰ	۸/
شمع شبستان رضا	۱۵/	جماعت اسلامی	۱۲/	جلوہ حق	۴/	ذکر رضا	۱۰/
مقالات کاظمی	۴۹/	کرامات صحابہ	۱۲/	دل کی مراد	۴/	میلاد شریف اور علامہ اقبال	۳/
شام کربلا	۲۵/	درود تاج پر اعتراضات	۱۲/	محمد رسول اللہ قرآن میں	۴/	میاں بیوی کے حقوق	۴/
عقائد اسلام	۲۵/	نقش کربلا	۱۲/	دور حاضر میں سنگار	۴	احکام شریعت	۳۵/
بیس تقریریں		غوث الوریٰ	۱۵/	آئیے حج کریں	۲	مصباح القرآن (اول)	۸/
نمازیں اور دعائیں	۲۲/	اسرار الاولیاء	۱۸/	ایک سفر دہلی سے بہار خیو لنک	۳/	〃 〃 دوم	۱۰/
اسلام میں پردہ	۳۰/	راحت القلوب	۱۵/	سرکار کا جسم بے سایہ	۳/	〃 〃 سوم	۳۰/
شریعت و طریقت	۳۰/	تعزیرات قلم	۱۲/	زیارت قبور	۲/	خطبات اعظمی اول	۱۵/
انوار احمدی	۲۵/	انیس الارواح	۷/	رہبر و رہنما	۲/	〃 دوم	۱۲/
زیر و زبر	۲۱/	دلیل العارفین	۷/	الوظیفۃ الکریمہ	۲/	خطبات ربانی اول	۱۳/
لالہ زار	۳۰/	مفتاح العاشقین	۵/	عورتوں کی نماز	۴/	〃 دوم	۱۳/
زلزلہ	۲۵/	فوائد السالکین	۵/	طریقہ فاتحہ	۲/	خطبات ہاشمی	۱۲/
انوار الحدیث (اردو)	۴۵/	مکاشفۃ القلوب	۶۰/	اذان قبر	۲/	فتوح الغیب	۱۰/
〃 (ہندی)	۳۰/	کشف المحجوب	۵۵/	مزارات پر عورتوں کی حاضری	۴/	معراج النبی	۱۱/
انوار شریعت (اردو)	۱۰/	سبع سنابل شریف	۴۵/	دعوت بیعت	۲/	سوانح کربلا	۱۰/
〃 ہندی	۱۰/	حدائق بخشش	۳۰/	خلیفہ اور اسلام	۸/	بارہ تقریریں	۱۹/
محققانہ فیصلہ (اردو)	۴/	جان جاناں	۲۹/	فضائل قرآن	۲	سچی نماز	۹/
〃 (ہندی)	۵/	انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	۲/	امتیاز حق	۲۱/	اسلامی زندگی	۹/
خطبات محترم	۵۰/	دعوت فکر	۱۵/	تدوین قرآن	۲۳/	امام احمد رضا کا مقام امتیاز	۳/
ضروری مسائل	۶	تبلیغی جماعت کا فریب	۲/	فتاوی افریقہ	۱۴/	میلاد النبی	۵/
فقہی پہیلیاں	۳۰/	نماز کا آسان طریقہ	۴/	رسالہ جنگ	۳/	حاضر و ناظر کا ثبوت	۴/
تعظیم نبی	۸/	جنتی زیور		اہمیت زکوٰۃ (ہندی)	۲/	میلاد و قیام کا ثبوت	۵/
علم اور علماء	۱۰/	سیرت اعلیٰحضرت	۱۴/	عقائد علماء دیوبند	۲/	ماہ شعبان اور شب برات	۵/
نورانی تعلیم کامل		امام احمد رضا اور تصوف	۱۴/	محبت کی نشانی	۸/	زکوٰۃ کی اہمیت	۴/

مکتبہ جام نور ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

ڈاکٹر سید عبداللہ طارق صاحب مذاہب عالم پر اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ تقابل مذاہب پر ہندوستان کے اکثر اخبارات میں آپ کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ اب ادارہ سنی دنیا نے آپ کی خدمات حاصل کرلی ہیں ہم "کچھ اپنی کچھ ان کی" کے عنوان سے تقابل مذاہب کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد وحید یہ ہے کہ قارئین سنی دنیا کو غیر مسلموں کے خلاف علمی دفاع کے لئے تیار کرنا اور ان کو دعوت دین پیش کرنے کے لئے مواد فراہم کرنا ——— ایڈیٹر

اسم ذات اور اسمائے صفات

بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم
اللہ کے نام سے شروع جو انتہائی مہربان ہے اور ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

خوش نصیب ہیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے امتی جو اپنے زندگی کے ہر چھوٹے بڑے کام کی ابتداء ان کلمات سے کرتے ہیں اور اس طرح روزانہ نہ جانے کتنی مرتبہ توحید کا سبق یاد کرتے ہیں۔ عقد بندگی کی تجدید کرتے ہیں کہ کارساز حقیقی تو وہی ہے۔ اس مختصر جملے میں باری تعالٰے جل جلالہٗ کے دو صفاتی ناموں "الرحمٰن" اور "الرحیم" کے علاوہ ایک اسم ذات اللہ ہے۔ ذرا غور کریں تو اللہ بھی اس کی ایک صفت ہی ہے۔ عربی کا یہ لفظ اَل اور الٰہ کا مرکب ہے۔ الٰہ معنی معبود اور اَلُ عربی زبان میں تخصیص کے لئے استعمال

ہوتا ہے۔ یعنی وہ خاص معبود جو اصل معبود ہے۔ بے شمار صفات میں سے اس کی صفت معبودیت ہی سے اس کا اسم ذات کیوں قرار پایا۔؟ کیونکہ اس ایک صفت کے علاوہ اس نے اپنی تمام صفات کا پرتو اپنی پہلی تخلیق کی وساطت سے تمام بنی نوعِ انسان پر ڈالا۔ مثلاً "رؤف" اور "رحیم" اللہ تبارک وتعالےٰ کے صفاتی نام ہیں۔ لیکن اللہ نے اپنے محبوب ترین بندے کو بھی قرآن کریم میں اپنے یہ صفاتی نام عطا فرمائے............

"بالمؤمنین رءوف رحیم۔ ۵"

(سورۃ التوبہ۔ ۱۲۸)

"وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہیں۔" اسی طرح قرآن کریم میں انسان کو سمیع اور بصیر کہا۔

"فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً۔ ۵"

(سورۃ الدہر۔ ۲)

حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی تخلقوا باخلاق اللہ اللہ کی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ نے اپنی تمام صفات کا ایک عکس اپنے نائب اشرف المخلوقات کو عطا فرمایا۔ بجز ایک صفتِ معبودیت کے کہ جس کے بارے میں فرمایا

لا الٰہ الا اللہ

اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے

اس کی اس صفت کا کوئی پرتو، کوئی عکس کوئی جز کسی مخلوق میں نہیں ہے۔ پچھلی امتوں نے اپنے بزرگوں اور رسولوں سے عقیدت میں غلو کیا اور انھیں بھی معبود بنالیا۔ عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدائی میں شریک کرلیا۔ شہ انبیاء خاتم النبیین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتی مبادا اس غلطی کا شکار نہ ہو جائیں اس لئے کلمہ شہادت کے الفاظ ہماری ہر دم یاد دہانی کے لئے عطا فرمائے گئے

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ

واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں" معبود ہونے کے معاملے میں وہ یکتا ہے یہی وجہ ہے کہ معنی کے اعتبار سے اللہ یا الٰہ، الٰہ اسم صفت ہونے کے باوجود باری تعالیٰ کا اسم ذات قرار پایا۔

اسم ذات کا ترجمہ نہیں ہے

لفظ "اللہ"، کی یکتائیت پر غور کیجئے۔ اس ذاتِ بزرگ وبرتر کے لئے دنیا کے کسی بھی مذہب یا زبان میں بولا جانے والا یہ ایسا لفظ ہے جو کبھی جمع کے صیغے میں استعمال نہیں ہوا۔ سنسکرت الفاظ

دیو اور دیوتا کی جمع "دیوؤں" اور "دیوتاؤں" ہے۔ بھگوان کو جمع میں "بھگوانوں" کہتے ہیں۔ انگریزی لفظ (God) گاڈ کی جمع (Gods) گاڈز لکھی جاتی ہے۔ اور فارسی کا خدا جو ہم مسلمانوں میں بکثرت رائج ہے، وہ بھی جمع میں خداؤں ہوجاتا ہے۔ لیکن۔

اللہ کی کوئی جمع نہیں ہے
کبھی دنیا میں کسی نے
اللہوں استعمال نہیں کیا ہے

معلوم ہوا کہ اللہ کے تمام صفاتی ناموں کا ترجمہ دیگر زبانوں میں ممکن ہے لیکن اللہ چونکہ اس کا اسم ذات ہے اس لئے نہ اس کی جمع ہے اور نہ اس کا ترجمہ کسی زبان میں ممکن ہے۔ چونکہ اللہ کا پیغام جس ملک اور جس قوم کی طرف آیا اسی ملک کی زبان میں نازل ہوا۔

(وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ انہیں صاف بتائے۔ سورہ ابراہیم ۴) اسی لئے یہ اصول بھی واضح ہو گیا کہ پچھلے صحائف میں اللہ کا کلام مختلف زبانوں میں نازل ہوا، اور ان تمام صحائف کی تمام زبانوں میں اللہ کے صفاتی نام تو ان زبانوں کی مخصوص لغت کے مطابق استعمال کئے گئے۔ لیکن لفظ اللہ میں کبھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ ان سبھی پچھلی کتابوں میں بھی اسی شکل میں نازل ہوا تھا۔

ثبوت نہیں مٹ سکے

دنیا کے مختلف مذاہب کی کتابوں اور مختلف زبانوں میں گو یہ لفظ آج نہیں پایا جاتا لیکن اس کے ثبوت مٹائے نہیں جاسکے۔

الہ جس سے "اللہ" لفظ بنا ہے معمولی صوتی تبدیلیوں کے ساتھ دنیا کی تمام مذہبی زبانوں میں معبود ہی کے معنوں میں آج بھی موجود ہے۔ الہ، ایلا، ایلیا، ایل، الا، لاہ، لاہوت، الوہ مختلف زبانوں میں معبود کے لئے استعمال ہوتے

ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھیں۔
اگنم ایلے (رگ وید ۱:۱:۱) میں سب
سے آگے کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔
نابھا پرتھیویا الا سپد (رگ وید ۳:۲۹:۵)
نافِ زمین پر الا کا مقام (یعنی بیت اللہ)
ایلی ایلی لما شبقتنی (متی کی انجیل ۔ ۲۷:۴۶)
اے میرے خدا، اے میرے خدا تونے مجھے
کیوں چھوڑ دیا۔؟
الوہی الوہی لما شبقتنی (مرقس کی انجیل ۱۵:۳۴)
اے میرے خدا، اے میرے خدا تونے
مجھے کیوں چھوڑ دیا۔؟

اسی طرح بودھ مذہب کے تبتی
لاماؤں کی زبان میں "لاہ" اور جنوبی
امریکہ کے ریڈ انڈین قبائل کی زبان میں
"اَتے گنی" معبود کے لئے بولا جاتا ہے

وائے محرومی :-

واقعی کتنے محروم ہیں وہ لوگ جو مالکِ
کائنات کے اصل نام کو بھی بھول چکے ہیں
عیسائیوں کو دیکھئے۔ ان کے یہاں کسی کام
کو کرنے سے پہلے خدا کے نام ___ کوئی
سا بھی نام، جو بھی ان کے یہاں رائج ہے
___ سے شروع کرنے کا کوئی تصور نہیں
ہے۔ اس معاملے میں تو اُن سے ہندو
بہتر ہیں جن کا علم عیسائیوں سے ہزار ہا
برس قدیم ہے۔ وہ اپنے کاموں کی ابتدا
میں "اوم نمہ" "ہم خدا کے آگے سر
جھکاتے ہیں۔" کہا کرتے ہیں۔ واضح رہے
کہ 'برہما'، 'وشنو'، 'شیو'، وغیرہ ہندوؤں
کی مانی جانے والی مذہبی کتاب وید میں
ایک خدا کے صفاتی نام ہیں۔ جنھیں ویدوں
سے کٹ جانے کی وجہ سے ہندوؤں نے
دیوتاؤں کا مقام دے دیا اور ان کی سے
شکلیں و مورتیاں متصور کرلیں لیکن "اوم"
کی کوئی مورتی آپ نے کبھی نہیں دیکھی ہوگی
یہ آج بھی نراکار یعنی غیر متجسم خدائے واحد
کے لئے ہی بولے جانے والے چند ناموں
میں سے ہے۔

ہندوؤں میں ایک فرقہ ہے جو ان سب
سے زیادہ محروم ہے۔ آریہ سماج۔ مسلمانوں
کے خلاف تعصب میں یہ اپنی مثال آپ
ہے۔ اس گروہ کے افراد کی کٹ حجتیوں
اور کج بحثوں کا حال یہ ہے کہ یہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اللہ کا عطیہ
اور انعام ہونے کے عقیدے کا مذاق
اڑاتے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی شری دیانند
سرسوتی کی تصنیفات میں سب سے مشہور
کتاب کا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔ اس
کا چودھواں باب اسلام اور قرآن کے
مضحکہ کی نذر ہے۔ نقلِ کفر کفر نباشد۔

اس تحریری سلسلے میں میں کسی کسی جگہ ستیارتھ پرکاش کے اس باب کی عبارات نقل کروںگا تاکہ مسلمانوں کو یہ اندازہ ہوسکے کہ سلمان رشدی کی شیطانی آیات جس پر بے مثال عالمگیر احتجاج کا مظاہرہ کیا گیا، ستیارتھ پرکاش کی زہرناکیوں کے آگے بچکانہ محسوس ہوتی ہیں۔ ان حوالوں کا مقصد مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنا ہرگز نہیں ہے۔ نبی رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثاروں میں یہ توازن موجود ہے۔ کہ وہ سلمان رشدی کے مرتد اور دیانند سرسوتی کے غیر مسلم ہونے کے فرق کو ملحوظ رکھیں گے۔ شری دیانند الٰہی عدالت میں اپنے اعمال کی جواب دہی کر رہے ہوں گے۔ لیکن ان کی یہ کتاب آج بھی لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر لاکھوں آریہ سماجیوں کے ذہنوں کو مسموم کر رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم چاہے جتنے مجروح ہوں لیکن مشتعل نہ ہوں اور دعوتِ دین کے جذبے کے تحت آریہ سماجیوں کو موزوں دلائل سے سمجھانے کی کوشش کریں۔ اس لئے جہاں جہاں میں ستیارتھ پرکاش کی عبارات نقل کروں گا، ہندوؤں کی تسلیم کردہ ـــ کتاب وید سے ہی اس کے خلاف دلیلیں بھی پیش کروں گا۔ تاکہ امتِ مسلمہ کے افراد علمی ہتھیاروں سے لیس ہوسکیں۔ فقیہ امت حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا تھا کہ۔

"قریب ہے وہ شخص اسلام کی ایک ایک کڑی علاحدہ کردے جس نے اسلام میں ہی آنکھیں کھولیں اور جاہلیت سے بالکل ناآشنا ہے۔"

بسم اللہ پر اعتراض

جاہلیت یا ضلالت ہر دور میں بھیس بدل بدل کر حملہ آور ہوتی ہے۔ شری دیانند سرسوتی کے لبادے میں اسے دیکھیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول (یعنی بسم اللہ۔) سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو "شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم ایسا کہو تو بھی درست نہیں کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئے گا۔ اور اس کا نام بھی بدنام ہوجائے گا۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانوروں کو مار کر سخت ایذا دلائی اور ذبح کرا کر گوشت کھانے کی اجازت کیوں

دی۔؟ کیا وہ ذی روح، بے گناہ اور خدا کے بنائے نہیں ہیں۔؟ پس یہ کہنا تھا کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع۔ خراب باتوں کا نہیں۔" یہ الفاظ (یعنی بسم اللہ۔۔۔۔) مبہم ہیں۔ کیا چوری، زناکاری، دروغ گوئی اور ادھرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے۔؟ اس وجہ سے دیکھ لو کہ قصاب وغیرہ، مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی بسم اللہ اس کلام کو پڑھتے ہیں۔ جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے۔ تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم حیوانات کے لئے نہیں ہے (العیاذ باللہ)

گیانا پیرٹس ہال مسجد کی ایک جھلک

یہ کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا کا کلام نہیں ہے۔ کیونکہ اگر خدا فرماتا تو الفاظ کچھ اس طرح کے ہوتے کہ "شروع کرو میرے نام سے میں نہایت مہربان اور رحیم ہوں۔" یہ تو انسان مخاطب ہے کہ "شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے۔۔۔۔"

میں نے دریافت کیا کہ "آپ نے کیا جواب دیا۔"؟

"میں کیا جواب دیتا۔؟" انھوں نے کہا۔ "یا تو جھگڑا کرتا یا خاموش رہتا۔ میں نے خاموشی بہتر سمجھی"

ایسے مواقع کے لئے ہمارے

جھگڑا، خاموشی یا ترکی بہ ترکی؟

آریہ سماجیوں کو ستیارتھ پرکاش کے اس قبیل کے بہت سے اعتراضات رٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن سے وہ اپنے واقف مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ ایک مسلمان بھائی ایک مرتبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فلاں آریہ سماجی نے ان سے

پاس ایک تیسرا ان سے بہتر راستہ ہے۔ ترکی بہ ترکی جواب۔ جو اگر حکمت کے ساتھ ہو تو معترض کو لاجواب تو کر ہی دے گا۔ اور کیا عجب کہ اگر ہم دعوت دین کی نیت اور ہدایت کی دعا بھی کریں تو ان میں سے بعض دینِ اسلام کے خلاف اپنے تعصب کو چھوڑ کر سوچنے اور سمجھنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ یاد رکھیے کہ جو کفر میں جتنا متشدد ہوتا ہے اسلام میں داخل ہونے کے بعد اسلام کا بھی اتنا ہی وفادار سپاہی ثابت ہوتا ہے۔

اعتراضات ترتیب وار

شری دیانند کے اعتراضات کو جو کہ ایک ہی بات کی بار بار تکرار سے بے ربط ہو گئے ہیں۔ پہلے ذیل میں نمبر وار ترتیب دے لیں۔

۱۔ "شروع ساتھ نام اللہ" کے ....."
یہ طرز تخاطب انسانوں کا ہے۔ اللہ کا کلام یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے کلام کے الفاظ یوں ہوتے کہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے میں نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔"

۲۔ اگر انسانوں کو اپنے کاموں کی ابتدا میں ان کلمات کو ادا کرنے کی تاکید ہوتی تو الفاظ اس طرح ہوتے کہ "خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع۔ خراب باتوں کا نہیں۔" اس طرح تو ہر برے کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے گناہ بھی خدا کے نام پر ہوں گے۔

۳۔ جانوروں کو ذبح کرنا اور گوشت کھانا بے رحمی کے کام ہیں کیونکہ جانور ذی روح اور بے گناہ ہیں اس لئے ایسے احکامات دینے والا خدا رحیم ثابت نہیں ہو سکتا۔
(نعوذ باللہ من شرور ذلک)

جوابات انہیں کے عقائد سے نکالیں

مندرجہ بالا قسم کی کج بحثوں اور جاہلانہ اعتراضات کے جواب میں اگر آپ معروف ومشہور دلائل کے ڈھیر بھی لگا دیں گے تو اپنا وقت اور قیمتی محنت ضائع کریں گے چاہے آپ کے دلائل کتنے ہی معقول اور عالمانہ کیوں نہ ہوں۔

یہاں ضرورت ہے کہ آپ اپنے جوابات خود انہیں کے عقائد میں سے نکالیں۔ میرا متعدد مرتبہ کا عملی تجربہ ہے کہ ایسے جوابات کے نتیجہ میں یا تو وہ راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور بعض مواقع پر متاثر ہو کر سنجیدہ طرز عمل بھی اختیار کرتے ہیں۔

پہلا جواب

پہلے اعتراض کو ہی لیں۔ میرے سامنے جب یہ سوال آئے گا تو میں جو جواب دوں گا اور

قارئین کو بھی اسے یاد کر لینے کا مشورہ دونگا ——— وہ یہ ہے۔

قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس میں موقع و محل کی فصاحت و بلاغت کی رعایت سے تین طرزِ تخاطب اللہ تبارک وتعالےٰ نے اختیار فرمائے ہیں۔

(الف) کہیں ذاتِ باری تعالےٰ خود انسانوں سے یا کسی مخصوص قوم سے یا نبیٔ کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہے۔

(ب) کہیں متکلم غائب محسوس ہوتا ہے یعنی ایسا لگتا ہے کہ کلام کرنے والا کوئی تیسری ذات ہے۔ جیسے ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ "وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(ج) اور کہیں بندوں کو اللہ کی حمد و ثنا یا دعا کے الفاظ سکھاتے ہوئے فصاحتِ کلام کے پیشِ نظر اس قسم کے الفاظ محذوف یعنی پوشیدہ ہوتے ہیں کہ "میرے نیک بندے یہ پکار اٹھتے ہیں ....." یا "اے میرے محبوب بندو تم یوں دعا کیا کرو ....." مثلاً رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ "اے ہمارے رب تو نے یہ (آسمان و زمین) بیکار نہیں پیدا فرمائے۔ تو پاک و بے عیب ہے۔ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ اعتراض کا معقول جواب ہے لیکن نامعقول اتنی بات سے مطمئن نہیں ہوگا اس لئے اس جواب کی پشت پناہی کے لئے جواب کا ترکی بہ ترکی حصہ بھی ضروری ہے۔

ویدجو آریہ سماجی عقیدے کے مطابق کلام الٰہی ہیں اُن میں بھی خدا کی طرف سے ان سبھی طرزِ تخاطب کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً:——

خدا کے براہ راست تخاطب کی مثال:

" میں ایشور سب سے بیشتر موجود ہوں۔ میں تمام عالم کا مالک ہوں۔ میں عالم کی قدیم علت اور تمام نعمتوں کو اپنے حیطۂ اختیار میں رکھنے والا حقیقی منعم ہوں۔ جیسے بال بچے اپنے ماں باپ کو پکارتے ہیں ایسے ہی تمام ارواح مجھے امداد کے لئے پکاریں۔ میں اس کائنات کے قوام کے لئے جو تمام اہلِ عالم کی راحت کا باعث ہے انواع واقسام کے خوراک وغیرہ وسائلِ زیست کی تقسیم کرتا ہوں۔"

(رِگ وید ۱۰ : ۴۸ : ۱)

متکلم غائب کی مثال:

" اے انسان اس دنیا میں جس قدر عالم یعنی اجرام ہیں ان سب پر محیط ہو کر انضباط میں رکھنے والا پرمیشور کہلاتا ہے اس سے ڈر اور غیر منصفانہ طور پر کسی کے مال و زر کی خواہش مت کر۔ اس بے انصافی کو ترک کر اور دھرم یعنی عادلانہ رویہ کے ذریعہ سرورِ ذات سے مستفیض ہو۔"

(یجُر وید ۴۰ : ۱)
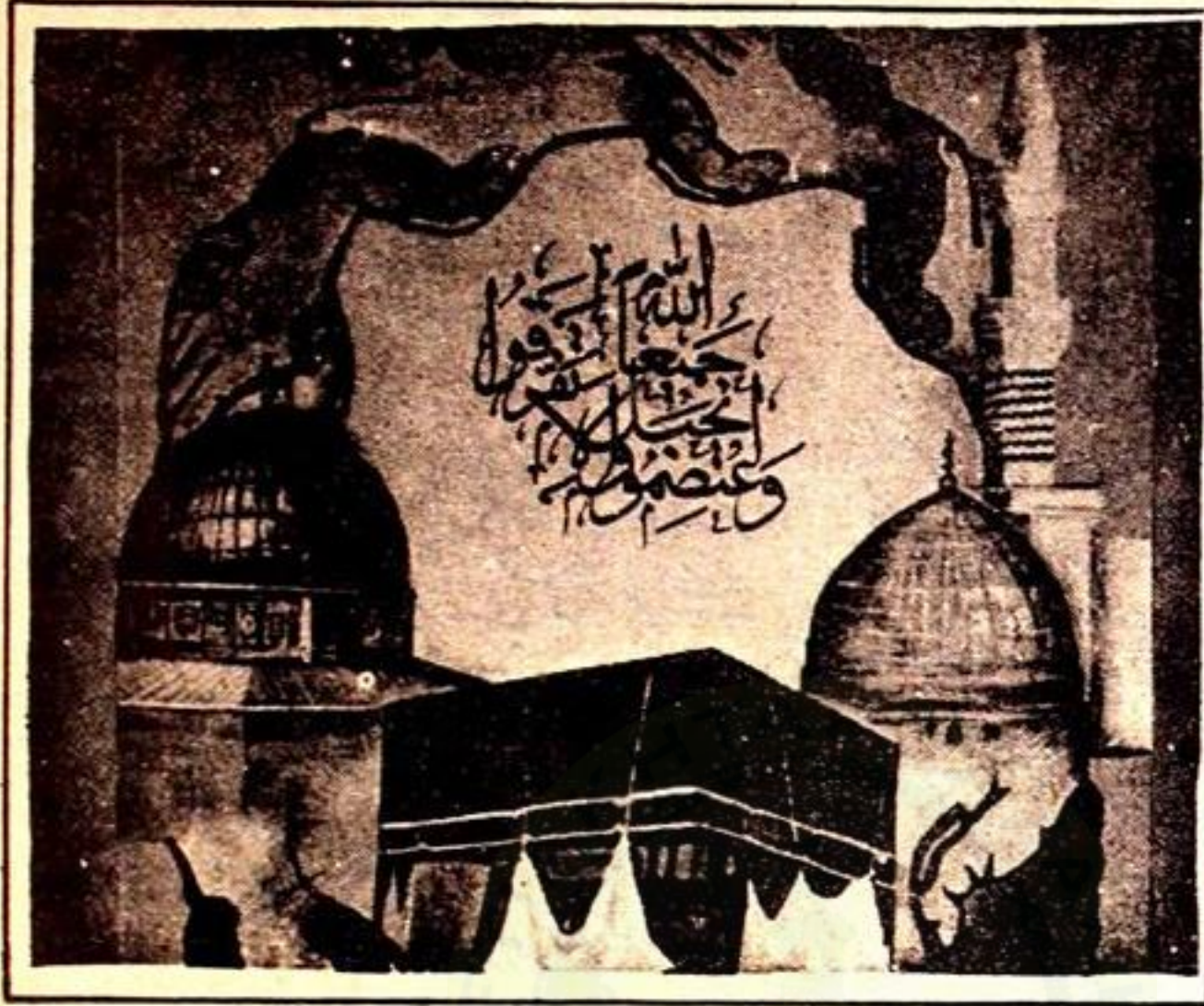
تیسرے طرز کی مثال جو اس سے پہلے اعتراض کا اصل الجواب ہے کیونکہ یہاں بظاہر خدا مخاطب نہیں ہے بلکہ بندہ خدا سے مخاطب نظر آتا ہے:

"آپ نورٌ علیٰ نور ہیں۔ مجھ میں بھی اپنے نور کی تجلی کیجئے۔ آپ کی قدرت لامحدود ہے۔ مجھے بھی اپنے فضل سے کامل ہمت اور قدرت عطا کیجئے۔ آپ کی طاقت لاانتہا ہے مجھے بھی اپنی طاقت سے مستفیض کیجئے۔ آپ کی قوت کامل اور بے کراں ہے مجھے بھی اس کامل قوت سے بہرہ اندوز کیجئے۔ برے افعال اور اشخاص پر آپ کی نگاہِ غضب ہے مجھے بھی نگاہِ غضب عنایت کیجئے۔ آپ مذمت اور تعریف سے مستغنی ہیں اور جو آپ کے خلاف جرم کرے اس کے لئے آپ میں بے حد تحمل ہے اپنے فضل سے مجھے بھی ویسا ہی کیجئے۔"

(یجروید ۱۹ : ۹)

وید منتروں سے مندرجہ بالا تراجم میں نے خود نہیں کئے ہیں۔ ہندوؤں میں سے کسی ایسے پنڈت کے ترجمے بھی یہ نہیں ہیں جن کے مسلک سے آریہ سماجیوں کو اختلاف ہے۔ یہ تراجم خود شری دیانند سرسوتی کے ہیں اور اسی ستیارتھ پرکاش کے باب ہفتم میں درج ہیں جس کے چودھویں باب میں بسم اللہ پر ان کا اعتراض چھپا ہوا ہے۔ جس دلیل سے وہ بسم اللہ کے خدا کے الفاظ ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ اس دلیل سے تو وید باطل ہوئے جارہے ہیں، جنھیں وہ کلام الٰہی مانتے ہیں۔ کوئی اعتراض کرے تو کرے کم از کم آریہ سماجیوں کو اس قسم کے اعتراض کا حق نہیں ہے۔

دوسرا جواب

اب دوسرے اعتراض کو لیں۔ کسی مسلمان کو

کسی بُرے کام یا گناہ کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اگر وہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اس لئے کسی برے کام کو خدا کے نام سے شروع کرنے کی گنجائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا در اصل شری دیانند کو اچھے اور بُرے کاموں کی فہرست ہی پر اختلاف ہے۔ مثلاً ان کے نزدیک جانوروں کا ذبیحہ گناہ ہے اور بقول ان کے اس گناہ کے کام پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے۔

میرے سامنے جب یہ سوال رکھا گیا تو میں نے معترض سے ایک جوابی سوال کر ڈالا

"کسی عورت کے ساتھ بغیر شادی کے بندھن میں بندھے زندگی گزارنا اور اس سے تعلق زن و شوہر قائم رکھنا اچھا فعل ہے یا بُرا"۔؟

"یہ بدکاری اور حرام کاری ہے"، انھوں نے بے جھجک جواب دیا۔

اب میں نے انھیں سمجھایا — "دیکھئے آپ اسے بدکاری کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ اسی عورت سے شادی کے بغیر زندگی بھر نباہ کرنے کا عہد کریں اور اپنے عہد کو پورا بھی کریں، اس کے حقوق کی حفاظت کریں، اسے اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو جائداد میں وارث قرار دیں تب بھی آپ اسے حرام کاری ہی کہیں گے اور اولاد کو ناجائز اولاد سمجھیں گے۔"

انھوں نے اثبات میں سر ہلایا تو میں آگے چلا۔

"لیکن اسی عورت کے ساتھ جب آپ اگنی کے سات پھیرے کر لیتے ہیں اور اسے گھر لاکر اس سے وہی معاملہ کرتے ہیں تو یہ بدکاری جائز ہو جاتی ہے۔ وہ آپ کی دھرم پتنی بن جاتی ہے۔ عملاً دونوں طریقوں میں کیا فرق ہوا۔؟ دونوں جگہ جسمانی تعلق قائم ہو رہا ہے دونوں جگہ زندگی بھر وفاداری کا عہد ہے اور حقوق کی ادائیگی ہے پھر ایک کو حرام کاری اور دوسرے کو مستحسن کیوں کہتے ہیں۔؟ پھیروں سے کیا فرق واقع ہو گیا۔؟ کیا چکر لگانے سے گناہ ثواب میں تبدیل ہو گیا۔؟ نہیں بلکہ اصل فرق یہ ہوا کہ پھیروں کے بعد آپ اسے ایشور کے نام پر گھر لائے اس لئے وہ آپ کی دھرم پتنی کہلائی۔ دیکھئے کیسے ایک وہ عمل جسے آپ خود گناہ کہتے ہیں۔ ایشور کے نام سے کرنے میں آپ ہی کے بقول ثواب میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن ہر عمل کے معاملے میں یہ حکم نہیں ہے بلکہ کچھ فعل ایسے ہیں جن کو اگر خدا کے نام پر نہ کیا جائے تو وہ حرام رہتے ہیں اور خدا کے نام پر وہ حلال ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا ہی کی طرف سے ان افعال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر اعمالِ بد جو مطلقاً گناہ ہیں اور جنھیں خدا کی طرف سے کسی حال میں اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان پر اگر خدا کا نام لیا جائے گا تو دوہرا گناہ ہوگا کیونکہ یہ نافرمانی اور چوری سینہ زوری ہوگی۔ یہی شکل

ذبیحہ کی ہے۔ جانوروں کا قتل اگر وہ حفاظتِ خود اختیاری کے لئے نہ ہو تو حرام ہے۔ انھیں کھانے کے لئے مارنا بھی حرام ہے لیکن غذا کے لئے اگر اللہ کے نام پر ان کے گلے پر چھری چلائی جائے تو یہ عمل مستحسن ہو جاتا ہے......"

اس جواب کا باقی حصہ میں اس موقع پر نقل نہیں کر رہا ہوں کیونکہ بسم اللہ پر اعتراض سے متعلق مندرجہ بالا حصہ ہی ہے۔ باقی حصہ میں میں نے ان پر یہ ثابت کیا تھا کہ جانوروں کی قربانی ہندو دھرم میں بھی مستحسن رہی ہے۔ اور پابندی آپ کی اپنی خود ساختہ ہے۔

تیسرا جواب

تیسرا اعتراض یہ تھا کہ جانوروں کو ذبح کرنا بے رحمی ہے کیوں کہ ان میں روح ہوتی ہے اور وہ بے گناہ ہوتے ہیں۔ اس کا منہ بند کرنیوالا جواب بھی یاد رکھیں۔

(الف) شری دیانند کے عقیدے کیمطابق جانور بے گناہ نہیں ہوتے بلکہ سب کے سب گناہوں کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ خود انھیں کے الفاظ میں دیکھیں۔

"جب گناہ زیادہ اور ثواب کم ہوتا ہے تو انسان کی روح کو حیوانات وغیرہ ادنیٰ درجہ کا قالب عطا ہوتا ہے۔

(ستیارتھ پرکاش۔ باب نہم)

(ب) شری دیانند کے آواگون کے عقیدے کے مطابق نباتات کی پیدائش بھی گناہوں کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور جو زیادہ گناہگار ہوتے ہیں ان کے مرنے کے بعد اُن کی ارواح نباتات کے قالبوں میں سزا بھگتنے کے لئے جنم لیتی ہیں۔

جو غایت درجہ کے تموگنی (گنہگار) ہوتے ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ اور کیڑے، مکوڑے، مچھلی، کچھوا، سانپ اور ہرن وغیرہ کا قالب اختیار کرتے ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش۔ باب نہم)

آپ آریہ سماجیوں سے سوال کریں کہ جانور کو ذبح کرنا اگر اس کے ذی روح ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے تو تمہارے ہی آواگون کے عقیدے کے مطابق نباتات میں بھی گنہگار انسانوں کی ارواح ہی جنم لیتی ہیں انھیں کھانا بھی اتنا ہی ناجائز ہے جتنا جانوروں کا گوشت۔ سبزی ترکاری بھی تمہارے لئے گوشت کی طرح حرام ہے تم اپنے کھانے کے لئے مٹی، پتھر اور کوئلہ پینے کا انتظام کرو۔

لاجواب کریں لیکن دعوت کی نیت بھی ہو۔

یاد رکھیے مندرجہ بالا جوابات کٹ حجتی کا راستہ بند کرنے کے لئے ہیں۔ لیکن غیر مسلم سے گفتگو کرتے وقت اس کی

ہدایت کی دعا کے ساتھ ساتھ دعوت پیش کرنے کی نیت بھی کیجئے۔ اپنا لہجہ درشت نہ ہونے دیجئے اور جب وہ لاجواب ہو جائے تو اسے دیگر مثبت جوابات اور دلائل سے مطمئن کرنے کی کوشش بھی ضرور کیجئے۔

انشاء اللہ، اللہ کی بارگاہ میں آپ کا یہ عمل باعثِ اجر و ثواب ہوگا۔ اس کی کٹ حجتی اور جہالت کے باعث آپ کو جو دکھ پہنچے ان پر صبر کرنے سے آپ کے گناہ بھی معاف ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی مخلصانہ کوشش کے نتیجہ میں اللہ ربُّ العزت اس کا سینہ ہدایت کے لئے کھول دے اور زمین و آسمان آپ کی خوش بختی پر رشک کرنے لگیں کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

یَا عَلِیُّ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔

"اے علی! اگر ایک انسان کو بھی اللہ تمہارے ذریعہ ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔"

اللہ کے نام پر میں نے اس تحریر کو شروع کیا تھا اور اب اللہ کے نام سے ختم کرتا ہوں۔ اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ کسی اگلے شمارے میں پھر اسی عنوان کے تحت مذاہب کے تقابلی مطالعہ کے موضوع پر ملاقات ہوگی۔

بہار شریعت انگریزی میں

صدر الشریعہ علامہ امجد علی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "بہار شریعت" جو کہ ہر مکتب فکر کے لوگ اپنے مطالعہ کیلئے رکھتے ہیں۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ حضرت مولانا نور الدین نظامی صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور نے کر دیا ہے۔ ضرورت مند حضرات آرڈر دیکر منگا سکتے ہیں۔

پتہ:۔ محمد نور الدین نظامی حبیبی پرنسپل گورنمنٹ اردو کالج مدرسہ عالیہ رام پور (یوپی)
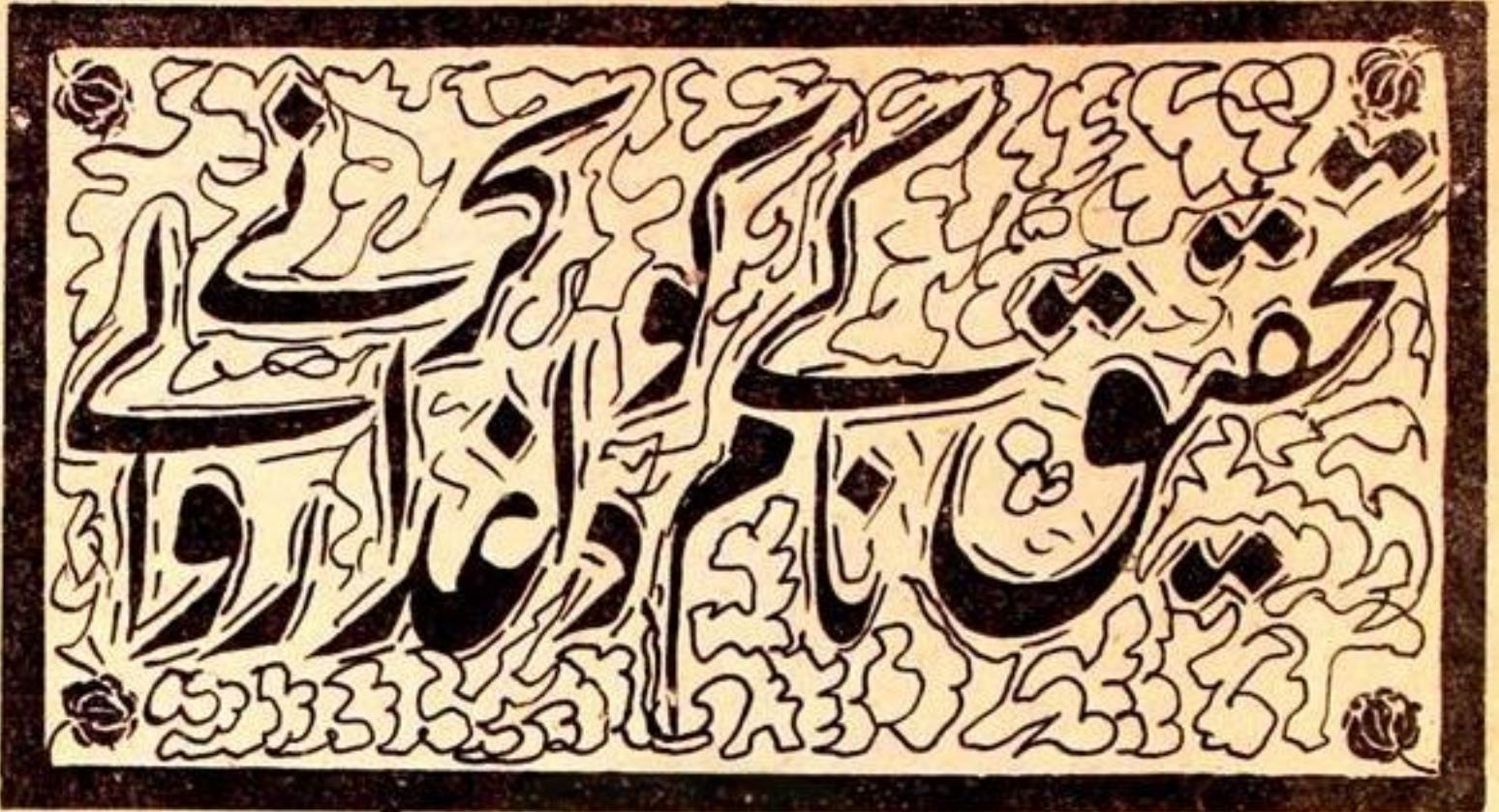
از: سید مجیب الرضا بریلوی ریسرچ
اسکالر روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی

حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور فن پر ریسرچ کرنے کی آرزو بفضل تعالیٰ پوری ہوئی، روہیلکھنڈ یونیورسٹی نے میرا رجسٹریشن قبول کرتے ہوئے حضور مفتی اعظم ہند کی شخصیت اور فن کا عنوان مجھ کو تفویض کیا اور میں نے ریسرچ کا آغاز کرنے کے لئے اردو محققین کی تصنیفات کی ورق گردانی شروع کی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، نام نہاد محققین اردو نے معیار تحقیق انتہائی پست کر دیا ہے بلکہ یہ کہوں کہ لغویات و بہتان کا نام اردو کے نام نہاد محققین نے ریسرچ تصور کر لیا ہے۔ تو بے جا نہ ہوگا جس کی مثال میں ماہنامہ "سنی دنیا" کے گذشتہ شمارہ میں پیش کر چکا ہوں۔

زیر نظر مضمون میں روہیلکھنڈ یونیورسٹی سے ملحق بریلی کالج بریلی کے شعبۂ فارسی کے صدر پروفیسر ایم ایم جلالی صاحب کی تصنیف "خرمن شعور" زیر مطالعہ آئی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے متعلق آپ نے جو ریسرچ کی ہے، قبل اس کے کہ اس پر کچھ تبصرہ کروں مگر پہلے قارئین کی خدمت میں ان کی تحقیق صلاحیت کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

بسرانا شہر بریلی میں شہر کی قدیم ترین مسجد مرزائی مسجد کے نام سے معروف ہے۔ اس کی تعمیر عہد اکبری
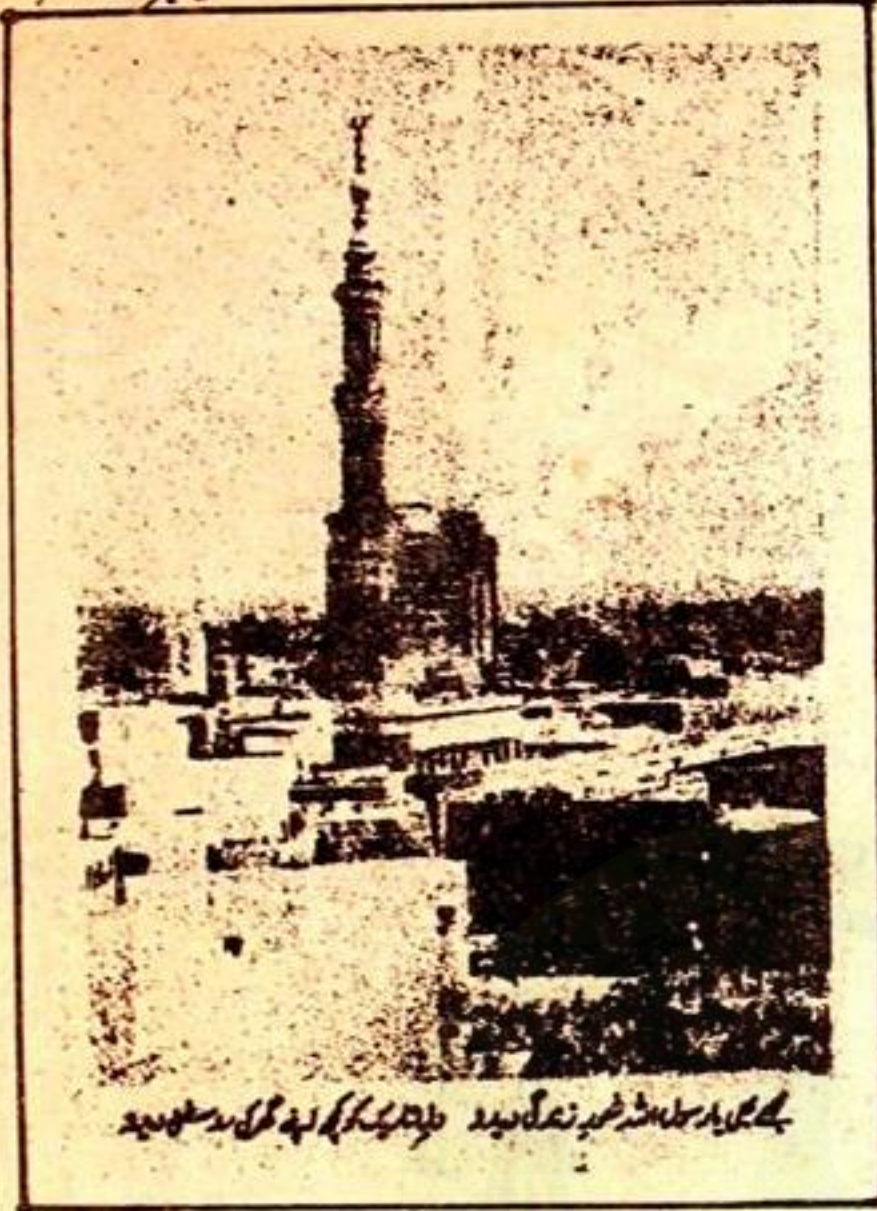
میں حکیم عین الملک دوانی کے زیر اہتمام ہوئی تھی۔ مسجد میں فارسی کا کتبہ بھی نصب ہے جس کو عبد العزیز خالد عاصی نے اپنی تصنیف "تاریخ روہیلکھنڈ" میں نقل کیا ہے کتبہ کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔ ؎

ساعی کار خیر عین الملک
ساخت مسجد بامر اکبر شاہ
مومناں راست سال تاریخش
فاسجدوا خالصًا لوجہ اللہ

۹۸۷ھ مطابق ۱۵۷۹ء (تاریخ روہیلکھنڈ ص۲۵۱)

مذکورہ کتبہ سے ثابت ہے کہ مسجد مذکورہ مغلیہ عہد کی تعمیر ہے مگر پروفیسر ایم ایم جلالی صاحب اپنی مایۂ ناز تصنیف "خرمن شعور" ص۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "روہیلہ نوابوں کی وسیع النظری ذوق تعمیر اور لطافت مزاج کا حسین وجمیل نمونہ بیلی بھیت کی جامع مسجد، بریلی کا نومحلہ اور شہر کہنہ میں تاریخی مسجد مرزائی مسجد کے نام سے مشہور ہے" پروفیسر صاحب نے نا صرف مرزائی مسجد کو بلکہ نومحلہ کو بھی روہیلہ نوابوں کی ذوق تعمیر کا نتیجہ تحریر فرمایا۔ جب کہ ہندی، اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں لکھی گئی تمام تاریخوں میں نومحلہ کی تعمیر کی مغلیہ دور کی تعمیر بتایا گیا ہے مثلاً "مرآۃ مسعودی سیر المتاخرین"، "روہیلہ دورانگریزی) تاریخ روہیلکھنڈ و آثار و یادگار بریلی وغیرہ سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ پروفیسر ایم ایم جلالی صاحب تاریخ روہیلکھنڈ سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔

اب اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پروفیسر جلالی صاحب نے حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تعلیم کہاں ہوئی؟ اس امر کا انکشاف "خرمن شعور" کے ص۶ پر کیا ہے۔ پروفیسر جلالی صاحب کہتے ہیں کہ "مدرسہ مصباح العلوم پورے ہندوستان میں مشہور تھا جس کی بابت معتبر روایات میں سے

ہے کہ اس کی بنیاد بانیٔ دیوبند سے
مولوی قاسم نانوتوی نے رکھی تھی اور
یہاں "مفسر اعظم" مولانا شبیر احمد عثمانی
جیسے عالمی شہرت کے حامل عرصۂ دراز
تک درس حدیث و قرآن دیتے رہے
دنیائے اسلام کے قائد ملت اور امام
اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خاں
جیسے بحر تخصیص وحید عالم نے اسی
مدرسہ سے فیض شعور و کمال علم حاصل
کیا ہے۔

افسوس! جلالی صاحب
نے معتبر "روایات"، کا کوئی ماخذ نہیں
لکھا۔ بیچارے لکھتے بھی کہاں سے جن
روایات کو معتبر سمجھتے ہیں وہ بے پر
کی ہیں۔ مصباح العلوم کی تمام رودادیں
مطبوعہ موجود ہیں اس میں کہیں بانیان
مصباح العلوم میں مولوی قاسم نانوتوی،
کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ تمام ہی قدیم
رودادوں میں مولوی شبیر احمد عثمانی
کا نام بحیثیت مدرس نہیں ہے حقیقت
یہ ہے کہ مذکورہ دونوں مولویوں کا کوئی
تعلق "مدرسہ مصباح العلوم" سے نہیں
تھا۔ مصباح العلوم کا ابتدائی نام "مصباح
التہذیب" تھا۔ اور اس کے بانی مولانا
نقی علی صاحب تھے، ہمارے قول کی
تائید ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب
بہاری کی مایۂ ناز تصنیف "حیات اعلیٰ
حضرت" سے بھی ہوتی ہے۔ امام احمد رضا
فاضل بریلوی نے جب تعلیم کا آغاز کیا تو
اس دور میں "مصباح العلوم" ان کے
والد نے قائم بھی نہیں کیا تھا۔ امام احمد
رضا فاضل بریلوی ۱۳ سال چند ماہ
کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ
کی سنہ ولادت ۱۸۵۶ء ہے۔ اس
میں چودہ سال اور جوڑ دیئے جائیں
تو ۱۸۷۰ء بنتی ہے گویا امام احمد رضا
فاضل بریلوی جب فارغ التحصیل
ہوئے تب "مصباح العلوم" کی داغ
بیل بھی نہیں پڑی تھی۔ اہل تواہب و تذبذب
کی طرف سے بے بنیاد پرچار وقتاً
فوقتاً کیا جاتا رہا ہے کہ امام احمد رضا
نے مدرسہ دیوبند میں تعلیم حاصل کی
"دروغ گو را حافظہ نباشد" کے
مصداق کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ دیوبند
کی شاخ میں تعلیم حاصل کی یہ دونوں
ہی باتیں لغو و بے بنیاد ہیں ان کا حقیقت
سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اہل تواہب
و تذبذب کے لغو پرچار کو پروفیسر صاحب
نے معتبر روایت ہی نہیں بلکہ معتبر روایات
تسلیم کیا۔ چونکہ پروفیسر صاحب لغو پرچار
کو اپنی تصنیف میں معتبر روایت کے طور
پر لکھ گئے اس لئے پروفیسر صاحب
کی لغویات کی تردید بھی ضروری ہے کہ
آئندہ سرپھیرے محققین اندھی رو میں جلالی

صاحب کی تصنیف کو کتابی حوالہ سمجھ کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں۔

امام احمد رضا بریلوی نے کبھی مدرسہ دیوبند یا اس کی کسی شاخ میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ امام احمد رضا نے "الاجازۃ المتینہ" کے ص ۳۰۵ تا ۳۰۷ و سند اجازت بنام مولوی عبد الواحد صاحب مجریہ ۲۰، ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ میں اپنے اساتذۂ گرامی کے نام نامی اسم گرامی رقم فرمائے ہیں۔ آپ کے کل اساتذہ کی تعداد آٹھ ہے۔ جن میں سے شیخ احمد بن زین دحلان مکی، شیخ عبد الرحمن مکی، اور شیخ حسین بن صالح اہل عرب میں سے ہیں۔ سید نا شاہ آل رسول مارہروی اور سید نا شاہ ابو الحسین نوری مارہرہ شریف یوپی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا عبد العلی صاحب رام پوری تھے، مولانا محمد نقی علی خاں صاحب اور مرزا غلام قادر بیگ بریلی سے تعلق رکھتے تھے۔ مذکورہ اساتذہ کرام میں سے سوائے مولانا نقی علی خاں صاحب کے کسی بھی استاد نے مدرسہ مصباح العلوم میں مدرسی نہیں کی، صرف امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں صاحب نے مصباح العلوم قائم کیا اور انھوں نے مدرسہ مذکورہ میں فی سبیل اللہ درس بھی دیا۔ لیکن امام احمد رضا نے مدرسہ مذکورہ میں کبھی تعلیم حاصل نہیں کی یہ امر مسلمہ اور مصدقہ ہے۔ اور ہمارے دعویٰ کی کسی بھی مستند ماخذ سے تردید نہیں کی جا سکتی ہے۔

مذکورہ منطقی دلائل سے بخوبی ثابت ہے کہ مدرسہ مصباح العلوم کے قیام سے قبل امام احمد رضا فاضل بریلوی فارغ التحصیل ہو کر سند افتاء کو زینت عطا کر رہے تھے۔

اتمام حجت کے لئے میں تاریخی شواہد بھی پیش کرتا ہوں تاکہ پروفیسر جلالی صاحب جیسے اہل تذبذب کے لئے کوئی روزن بطور راہ فرار نہ رہ جائے۔ تاریخ روہیلکھنڈ مصنفہ مولوی عبد العزیز خاں عاصی بریلوی مطبوعہ مکتبہ علم و فکر فریر مارکیٹ کراچی ایڈیشن اول کے ص ۲۵۷ پر مدرسہ مصباح التہذیب نام قدیم و جدید نام مصباح العلوم کے احوال درج ہیں۔ مصباح العلوم کا تاریخی نام "مصباح التہذیب" ہے جس کے اعداد
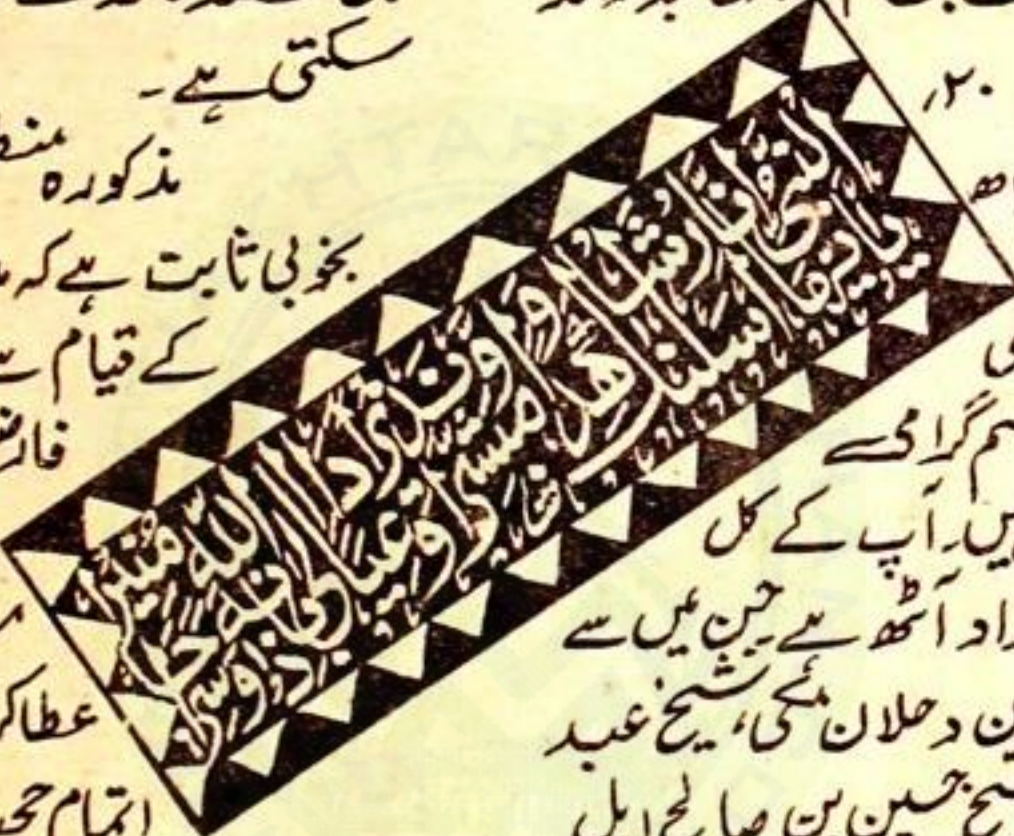
۱۲۸۹ھ ہوتے ہیں، تو قلیتی اصول کے
تحت ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء ہوتے ہیں
گویا مصباح التہذیب ۱۸۷۲ء میں قائم
ہوا جسکا جدید نام مصباح العلوم ہے۔
مصباح العلوم کے متعلق سے
تاریخ شعرائے روہیلکھنڈ مصنفہ سید
تعظیم علی نقوی شایاں بریلوی مطبوعہ
کراچی پاکستان کے صفحہ ۹۰۸ پر مدرسہ
مصباح العلوم کے قیام کے سن ۱۸۷۲ء
ہی لکھی ہے۔ مذکورہ دونوں تاریخی
شواہد سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ مدرسہ
مصباح العلوم کے قیام سے قبل ہی
امام احمد رضا فاضل بریلوی فارغ التحصیل
ہو چکے تھے۔ لہٰذا یہ امر بالکل ہی غلط
ہے کہ امام احمد رضا نے مدرسہ مصباح
العلوم میں کسی دیوبندی عالم سے درس
لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل تواہب و
تذبذب کو عقل سلیم اور قبول کی توفیق
عطا فرمائے۔

ادارہ

اسلام کی شان میں گستاخی کرنیوالا شخص

ایک سعودی شہری کو اس وقت سزائے موت دے دی گئی جب اسے خدا، مذہب اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرنے کا مرتکب قرار دیدیا گیا۔ سعودی عرب کی وزارت داخلہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ سعادت عبدالکریم قدح نامی ایک شخص کی گردن مجمع عام میں جلاد نے ایک ہی وار میں ختم کردی۔ اس ملعون و مردود شخص نے نعوذباللہ رسولِ خدا کو کافر اور جعل ساز قرار دیا تھا اور اس طرح کے بہت سے نازیبا اور گستاخانہ الفاظ اس نے استعمال کئے تھے۔ اس ملعون و مردود کی گردن قلم کئے جانے کا منظر ہزاروں افراد نے دیکھا اور عبرت حاصل کی۔

بنگلہ دیش میں جلوسِ محمدی

۱۲ ربیع الاول شریف کو پاکستانی عالمِ دین علامہ صاحبزادہ سید محمد طاہر شاہ سرنکوٹی کی قیادت میں اخباری بیانات کے مطابق کئی لاکھ افراد کے ساتھ جلوس محمدی نکالا گیا۔ "یانبی سلام علیک" اور "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی آواز میں مدینۃ الاولیا چاٹگام (بنگلہ دیش) شہر کے اہم اہم راہوں سے گزرتا ہوا خانقاہِ قادریہ بلدار ڈیکھی اور مرکزی درس گاہ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ سولہ شہر پر اختتام پذیر ہوا● ۹ ربیع الاول بروز پیر صبح دار الخلافہ ڈھاکہ میں صاحبزادہ سید محمد طاہر شاہ کی قیادت میں عظیم الشان پیمانہ پر جلوس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نکالا گیا۔ نعرۂ تکبیر و رسالت کی صداؤں میں ڈھاکہ شہر کی فضا گونج اٹھی۔ "سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی" مخصوص ترانہ تھا۔

المرسل: لطف الرحمٰن محمدی کتب خانہ چاٹگام۔

بنگلہ دیش میں عرس اعلیٰ حضرت

صفر المظفر میں اعلیٰ حضرت ریسرچ سنٹر چاٹگام (بنگلہ دیش) کے زیر اہتمام ایک سیمنار کا انعقاد عمل میں آیا۔ موضوع تھا "باطل فرقوں کی قلعہ قمع میں اعلیٰ حضرت کا کردار" مقالہ نگار اور مقررین میں مولانا ابوالقاسم، مولانا زین العابدین زبیر، مولانا عبدالمنان اور اسماعیل رضوی تھے۔● دار الخلافہ ڈھاکہ میں کملاپور ریلوے اسٹیشن جامع مسجد میں ۲۵ صفر کو خواجہ ابوطاہر

(صدر بنگلہ دیش اہل سنت و جماعت) کی صدارت میں جلسہ ہوا • چاٹگام میں عرس رضوی کی تقریبات منائی گئیں۔ صدارت مولانا الیاس قادری رضوی نے کی۔ علامہ نور الاسلام ہاشمی، مفتی وصی الرحمٰن فقیہ احمدیہ سنیہ سولہ شہر چاٹگام نے شرکت کی۔ • بانکھال دربار شاہ فتح علی جامع مسجد میں عرس اعلیٰ حضرت مولانا محمد اللہ حسین رضوی کی صدارت میں منایا گیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ بنگلہ دیش میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی شخصیت پر کافی کام ہو رہا ہے۔

(لطف الرحمٰن کتب خانہ محمدی چاٹگام)

مفتیٔ اعظم سیمنار بریلی شریف

مورخہ ۱۸ ستمبر ۹۲ء کو آستانہ عالیہ قادریہ و اصلیہ حضرت پہلوان شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے زیر اہتمام حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی شخصیت پر عظیم پیمانہ پر ایک سیمنار کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ہندوستان کے علماء و دانشوروں نے شرکت کی۔ خصوصیت کے ساتھ یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں، علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی مفتی محمد مطیع الرحمٰن پورنوی، علامہ یٰسین اختر مصباحی، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، علامہ محمد شمشاد حسین رضوی بدایوں، پروفیسر محمود حسین بریلوی، محقق مرزا عبد الوحید بیگ اور قاری عبد الرحمٰن رضوی وغیرہم :۔ بریلی شہر میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ پر یہ پہلا سیمنار تھا۔ سیمنار میں بریلی کالج کے پروفیسر جی، پی سنگھ اور روزنامہ دینک جاگرن (ہندی) کے ایڈیٹر نے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مقالات پڑھے۔ سیمنار میں آئے ہوئے مقالات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔ (عبد الرؤف نشتر بریلوی)

سنی تبلیغی جماعت کیلئے جانشین مفتی اعظم کے ارشادات

باسنی ضلع ناگور شریف راجستھان میں "سُنی تبلیغی جماعت" خدمتِ دین و ترویج و اشاعت کی ذمہ داریاں بطریقِ احسن انجام دے رہی ہے۔ مسلمانوں پر صحیح عقائد اور ضروریات دین و مسائل شرعیہ کی جو اشاعت یہ جماعت اپنے اخلاص و سعی پیہم سے کر رہی ہے وہ قابل ستائش و لائق تقلید اور مبارکباد کی بھی مستحق ہے۔ مسلمان اس جماعت کی نصرت و حمایت میں آگے آئیں اور شاخیں قائم کر کے تبلیغ دین کے حلقہ کو وسیع کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ جماعت کے اراکین و معاونین کو برکات دارین سے نوازے (آمین)

دعا گو۔ فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

استقامت کانپور کا "تحفظ عقائد نمبر"

جسے عالم اسلام کے بلند پایہ و شہرۂ آفاق علماء کرام و مفتیانِ عظام اور مایۂ نازِ اہل قلم کے خیال افروز و فکر انگیز مضامین کا نہایت حسین و جمیل گلدستہ بنا کر پیش کیا جائے گا۔

اس مثالی نمبر کی ترتیب و تزئین شب و روز جاری ہے۔ بڑے سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل "تحفظ عقائد نمبر" گوناگوں ظاہری و معنوی خوبیوں کا شاندار مرقع ہوگا۔ تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
ادارہ استقامت ڈائجسٹ ۴۸۸/۲۴ ریل بازار۔ کانپور ۲۰۸۰۰۴۔ (یو۔پی)

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ میں جشن یوم رضا

پٹنہ کی عظیم درس گاہ
الجامعۃ الرضویہ میں حسب
سابق امسال بھی عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر مورخہ ۲۵ صفر المظفر کو الجامعۃ الرضویہ کے امام احمد رضا ہال میں جشن یوم رضا کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ جس میں جامعہ کے اساتذہ طلبا اور اہل محلہ نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ پہلے قرآن خوانی کی گئی۔ پھر جامعہ کے ہونہار طلبہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا بعدہٗ مولوی محمد ضیاء المصطفےٰ رضوی، حضرت مولانا حافظ فضل الرحمٰن نے امام احمد رضا کی سیرت پر یک پُرمغز تقریر فرمائی۔ بعدہٗ صدر بزم علامہ حافظ قاری محمد قمر الزماں نوری نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شخصیت پر بھرپور مدلل ومفصل بصیرت افروز تقریر کرکے سامعین کو محظوظ کیا۔ پھر صلوٰۃ وسلام اور فاتحہ خوانی کے بعد صدر بزم علامہ موصوف کی دعا پر جشن یوم رضا کی تقریبات اختتام پذیر ہوئیں۔ المرسل

(ماسٹر مطیع الرحمٰن خاں رضوی)

ورلڈ اسلامک کاؤنسل بریلی

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ ورلڈ اسلامک کاؤنسل بریلی کے نام سے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ ورلڈ اسلامک کاؤنسل بریلی مارچ ۹۲ء میں تحلیل کی جا چکی ہے۔ اب تک ہوئے چندے کا سارا حساب میرے پاس ہے جسے کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔

(ایم یحییٰ احسن سابق چیرمین، مارہرہ شریف)

بانسی میں پرشکوہ جلوس مصطفےٰ

۱۰ ستمبر ۹۲ء بارھویں شریف کے مقدس و متبرک موقع پر بانسی تنظیم المسلمین کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان مثالی جلوس نکالا گیا جس میں تقریباً ۲۰ مدارس اسلامیہ اور ہائی اسکول، مڈل اسکول، ملت اکیڈمی سی۔بی۔آئی کے ہزاروں طلباء و اساتذہ اور علاقہ کے عقیدتمندوں کے ساتھ ساتھ معتمدین ومعززین حضرات نے شرکت کی۔ جلوس کی قیادت عالیجناب سید معین الدین احمد سابق ایم۔ایل۔اے و عالی جناب الحاج عبد السبحان وزیر بہار و علامہ رحمت حسین کلیمی مہتمم

تنظیم المسلمین نے کی۔ المعلن
(مولانا غلام حسنین اشرفی تنظیم المسلمین بالسی)

براؤں شریف میں جشن عید میلاد النبی

جشن عید میلاد النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی تقریبات حسب معمول امسال بھی شہزادۂ شعیب الاولیاء الشاہ غلام عبد القادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین آستانہ یار علویہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول کے زیر انتظام و اہتمام براؤں شریف میں منعقد ہوئیں۔ صبح صادق کے پرکیف وسہانے وقت میں درود وسلام کی ڈالی بارگاہ محسن انسانیت رسالت مآب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم میں دار العلوم کے علماء وطلباء نے پیش کی۔ بعد نماز فجر شہزادہ شعیب الاولیاء نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ تقریب حضرت کی دعاؤں پر اختتام پذیر ہوئی۔
(جمال احمد خاں رضوی مدیر ماہنامہ فیض الرسول)

دینی معلوماتی مقابلہ بریلی شریف

یکم اکتوبر ۱۹۹۲ء بروز جمعرات کو شاہ آباد دیوان خانہ بریلی میں انجمن محبان اسلام کی جانب سے ایک دینی معلوماتی انعامی مقابلہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی ابتدا حافظ سید خالد مصطفےٰ نے قرآن پاک کی تلاوت سے فرمائی۔ مولانا ڈاکٹر محمود حسین بریلوی نے "قرآن اور سائنس" کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی۔ اور علامہ شہادت حسین رضوی نے بھی "تعلیم" پر روشنی ڈالی پھر مولانا محمود حسین اور مولانا امین القادری نے مجمع سے دینی معلوماتی سوال پوچھے۔ جو صحیح جواب دیتا تو اس کو انعام پیش کیا جاتا۔ مفتی عبید الرحمن صاحب، مولانا شہاب الدین رضوی اختری مدیر ماہنامہ سُنّی دنیا، قاری عبد الرقیب، حاجی جاوید صاحب نے پروگرام میں شرکت کی۔ نظامت کے فرائض شاعر خوشنوا جناب اشفاق احمد نوری نے انجام دیئے۔ سید اسلم میاں کی دستار بندی بھی ہوئی۔
(محمد مبین برکاتی سکریٹری انجمن محبان اسلام بریلی)

تعلیمی معیار پر غور کرنے کے لئے میٹنگ

دہلی:۔ مولانا معظم صاحب نائب امام مسجد فتحپوری وچیئرمین تعلیمی کمیٹی "نصرۃ الاسلام" ایجوکیشن سوسائٹی نے دہلی کے اردو میڈیم اسکولوں کے تعلیمی معیار کے روز بروز انحطاط پذیر حالات کو دیکھتے ہوئے ایک میٹنگ بلائی۔ جس کی صدارت مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے کی۔ اس میٹنگ اردو میڈیم کے اسکولوں کے پرنسپل صاحبان، دہلی کے معزز لوگوں نے شرکت کی۔ جن میں پرنسپل فتحپوری مسلم سینئر سیکنڈری اسکول، ضیاء الدین صاحب، پرنسپل گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول جعفر آباد فیروز صاحب پرنسپل مظہر الاسلام سیکنڈری اسکول مشکور صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ عربیہ فتحپوری، جناب مولانا عبد الغفار صاحب پرنسپل گورنمنٹ بوائز سینئر سکنڈری اسکول

جناب انوکھے لال صاحب قابل ذکر ہیں۔

شرکاء اس بات پر متفق نظر آئے کہ نتائج کو اسی وقت بہتر بنایا جا سکتا ہے جب اسکول کے ذمہ داران کے ساتھ والدین کا گہرا رابطہ اور میل جول ہو۔ یعنی اساتذۂ کرام، طلباء، اور ان کے والدین کے مابین باہمی اشتراک سے ہی طلباء کے مستقبل کی کامیابی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔

(عبدالقدوس جوائینٹ سکریٹری)

جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرزمین رام گڑھ کینٹ میں مدرسہ اہلسنت مظہر حسنات، گول پار کی جانب سے یوم ولادت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موقع سے ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۲ء کو ایک عظیم الشان جلسۂ عید میلاد النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد مولانا محمد صغیر احمد فصیحی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں راقم الحروف نے بحیثیت نقیب خدمت انجام دی۔ اس جلسہ کا آغاز قاری خالد مشرف سیوانی نے کیا۔ بعدہٗ محبوب عالم محبوب بکاروی، خالد مشرف سیوانی، فرقان بسمل بھاگلپوری یکے بعد دیگرے آتے رہے اور بارگاہِ رسول میں خراج عقیدت پیش کرتے رہے مدرسہ ہذا کے طلباء کے مابین مختلف زبانوں میں تقریری انعامی مقابلہ شروع ہوا۔ جس میں اول پر محمد اقبال حسین (انگریزی) دوم پر تازیہ خورشید (ہندی) سوم پر محمد مقصود عالم (ہندی) چہارم پر محمد انیس الحق (فارسی) پنجم پر محمد کمال الدین (اردو) اور ششم پر محمد رضوان خاں (انگریزی) آئے اور عزت مآب جناب محمد بشیر احمد قریشی سابق ایم۔ ایل۔ اے نے انعامات تقسیم کیا۔ یہ انعامات نوجوان کمیٹی کی طرف سے تھے۔ بعدہٗ مولانا محمد علیم الدین صاحب دارالعلوم حنفیہ بکارو تشریف لائے اور سیرت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر روشنی ڈالتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

(ناظم نشر و اشاعت) محمد قطب الدین رضوی فیضی (خطیب جامع مسجد گول پار، رام گڑھ بہار)

بزم رضا

۲۵ر صفر المظفر ۱۴۱۳ھ جامعہ امجدیہ گھوسی کے وسیع صحن میں عالم اسلام کی عبقری شخصیت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی یاد میں ایک عظیم علمی و فکری محفل کا انعقاد ہوا۔ انعامی مقابلہ کی اس بزم میں جامعہ کے طلباء نے اپنے گرانقدر عربی و اردو مقالوں کے ساتھ شرکت کی۔ نعتیں اور منقبتیں پڑھی گئیں۔ طلباء نے اپنے تحقیقی مقالوں میں مجدد دین و ملت کی نادر روزگار شخصیت کے متنوع گوشوں کو اجاگر کیا۔

(جمال مصطفیٰ قادری)

عرس غازی مظفر پور

سلسلۂ قادریہ تیغیہ کے بزرگ الحاج الشاہ محمد غازی قادری تیغی کا چوتھا سالانہ عرس پاک زیر صدارت مولانا حامد القادری ۲۲ جمادی الاول ۱۳ اھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۹۲ء خانقاہ شریف کے احاطہ لور ونکہت میں شرعی حدود و قیود کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ حلقۂ ذکر، چادر پوشی، گل پوشی، نعتیہ مشاعرہ، جلسۂ وعظ و تقریر اور تقسیم لنگر پر مشتمل ۲۴ گھنٹوں کے اس روحانی پروگرام میں جملہ ارباب عقیدت شرکت کی پرخلوص دعوت ہے۔ (محمد شمیم رضا مصباحی)

خانقاہ قادریہ تھتیاں شریف

مسلمانان عالم کی رہنمائی کیلئے عمان سے ایک مراسلہ

عمان، عرب امارات کی حکومت نے پروفیسر احمد مقر (بیروت) کا ایک مضمون مسلمانان عالم کی رہنمائی کے لئے شائع کیا ہے۔ جس میں یوروپ اور امریکہ کی ان اشیاء کی فہرست دی گئی ہے۔ جن میں خنزیر کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ شامل ہے۔ واضح رہے کہ یہ اشیاء زیادہ تر خلیجی ممالک میں استعمال ہوتی ہیں جبکہ ان کے متبادل موجود ہیں۔ ان اشیاء میں صابن، کریم، چاکلیٹ، مکھن، پنیر، ڈبل روٹی اور مشروبات شامل ہیں۔ ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہم خنزیر کے گوشت، چربی، خون، چمڑہ وغیرہ کے ناموں سے واقف ہوں تاکہ جن اشیاء میں یہ اجزاء شامل ہوں ہم ان سے خود کو بچا سکیں۔

۱۔ پگ (Pig) سوائن (Swine) اور ہوگ (Hog) خنزیر کے مختلف نام ہیں۔

۲۔ پورک (pork) پورکر (Porker)، سپارکل (Sporkel)، ہیم (Ham)، اور بیکن (Bacon) کم خنزیر یعنی خنزیر کے گوشت کے مختلف نام ہیں۔

۳۔ لارڈ (Lard) کم خنزیر یعنی خنزیر کی چربی کو کہتے ہیں جو مرہموں، کریموں، بسکٹوں، چوکلیٹوں وغیرہ میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔

۴۔ جیلو جیلاٹن (Gello-Gelatin) ایک سیال (مائع) ہے جس کا بڑا حصہ خنزیر کی کھال، ہڈیوں اور کھروں کا ہوتا ہے۔

۵۔ پیپسن (Pepsin) ایک دوا ہے۔ جس میں خنزیر کا صفرا شامل ہوتا ہے۔ صفرا پتے کی رطوبت کو کہتے ہیں۔

۶۔ ایل شورٹنگ (L-Shortening) اور اینمل شورٹنگ (Animal Shortening) ایک تیل ہوتا ہے جس میں عام طور پر کھانا پکایا جاتا ہے۔ جس میں خنزیر اور جھٹکا کئے ہوئے جانوروں کی چربی ہوتی ہے۔

وہ اشیاء جن میں خنزیر کے جسم کے مختلف اجزاء شامل ہیں۔

۱۔ پرنس چاکلیٹ، ۲۔ کرافٹ پنیر (Craft Cheese)، ۳۔ رامارک پنیر (Ramark Cheese) دونوں پنیر خنزیر کے دودھ پیتے بچوں کے معدے سے بنائے جاتے ہیں۔

۴۔ یورپ اور امریکہ کی زیادہ تر روٹیاں، پیسٹیا اور بسکٹ وغیرہ خنزیر کی چربی سے بنائے جاتے ہیں۔

۵۔ پیپسی میں (Pepsi) پیپسن (Pepsin) شامل ہے جو خنزیر کے صفرا سے تیار ہوتی ہے۔

۶۔ مندرجہ ذیل چیزوں میں خنزیر کی چربی (Lard) شامل ہے۔

لکس (LUX)، کیمی (Camy)، ایوری (Avery)، زکٹ (Zict)، اور سیف گارڈ (Safe Guard)، صابونوں میں (Lata)، (Liscap)، اور (Bryl Cream) اور (Nivya)، میں اور کالگیٹ (Colgate) ٹوتھ پیسٹوں میں (اکثر صابونوں، کریموں اور ٹوتھ پیسٹوں میں سور کی چربی شامل ہوتی ہے)

مذکورہ تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ خنزیر کے علاوہ ہر مویشی کی چربی انسانی جسم پر پگھل جاتی ہے اس لئے خنزیر کی چربی لپ اسٹک (Lipsticks) میں بکثرت ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام چیزوں اور حرام کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افتخار الدین فارماسٹ — عمان

(بشکریہ ہفت روزہ نئی دنیا جولائی ۹۲ء معرفت ڈاکٹر شیر زماں انصاری)

جشن امام احمد رضا

۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ بروز منگل بعد نماز عشاء اسلام آباد کی جامع مسجد میں مدرسہ حبیب العلوم سمنانیہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت علامہ مفتی عبد العزیز نعیمی اشرفی نے فرمائی جس میں مفتی مسلم حسین صاحب شمسی جمشید پور ٹاٹا، حضرت مولانا احسن رضا اشرفی دار العلوم انوار خواجہ جام نگر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی زندگی کے الگ الگ گوشوں پر بھرپور روشنی ڈالی۔ مدرسہ کے طلباء نے نعت و منقبت پیش کئے۔ مفتی صاحب قبلہ کی دعاء پر صلوٰۃ وسلام کے ساتھ جشن ختم ہوا۔

(حامد رضا غزالی، اسلام آباد چوٹیا)

حادثہ فاجعہ

یہ اطلاع قارئین سنی دنیا کو بڑے افسوس

کے ساتھ دی جارہی ہے کہ دار العلوم معینیہ نوریہ دہلی،
کے مدرس حافظ وقاری زوید عالم صاحب
۲۲ر اگست ۹۲ء بروز جمعہ رجب پور مراد آباد
کے ایک عظیم حادثہ سے دوچار ہوگئے۔ وہ
مراد آباد سے دہلی آرہے تھے۔ بڑے نیک اور
خوش اخلاق انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن
کو غریق رحمت کرے۔ (آمین)
(مولانا جمشید عالم نوری مدرس دار العلوم معینیہ نوریہ دہلی)

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ بروز جمعہ کو بعد نماز عشاء مدرسہ مصطفویہ رضویہ برکات العلوم پوسٹ بنکا گاؤں میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منایا گیا۔ جشن کا آغاز حافظ عرفان علی رضوی نے کیا۔ اس کے بعد مولوی غلام مصطفےٰ خاں مولوی سید معراج علی رضوی، مولوی انتظار علی و مولوی رفیق اور حضرت علامہ الحاج امیر الزماں صاحبان کی تقریریں ہوئیں۔ اخیر میں حضرت علامہ سید احسن علی صاحب نے تقریر فرمائی مولانا قاری محمد فرقان رضا نوری بیسلپوری صدر المدرسین مدرسہ ہذا نے صلوٰۃ وسلام پڑھا اور دعا کی۔
(حافظ غلام رضا صدر انجمن رضائے مصطفےٰ)

نماز دین کا ستون ہے

از:- امین القادری بریلوی

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا۔ (الف) براق پر ــــ براق پر مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک۔ (ب) نور کی سیڑھیوں پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک۔ (ج) فرشتوں کے بازوؤں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک۔ (د) جبرئیل علیہ السلام کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ (س) رَف رَف پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک۔

(۲) حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ۶۱۵ء میں اعلان نبوت فرمایا۔

(۳) حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔

(۴) جنگ خندق ماہ محرم ۵ ھجری یا ۶ ھجری میں ہوئی۔

(۵) حضرت ابراہیم ابن محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدتِ عمر ایک سال ۶ ر ماہ ۸ ر دن ہے

(۶) حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے تھے۔ (حضرت زینب، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم)۔ (حضرت عبد اللہ، حضرت ابراہیم اور حضرت قاسم) رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

پیر و مرشد
جانشین مفتیٔ اعظم فقیہ اسلام حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری کی نگاہ کرم کے طالب
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نصر من اللہ و فتح قریب
وظیفۂ مبارکہ
جو شخص شب جمعہ کو سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے اس کے بعد ہزار مرتبہ
اسم "النور" کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسرار الٰہی ظاہر ہوں اور
بعض نے کہا ہے کہ سورۂ نور کو سات بار پڑھے
عرض گذار
صوفی محمد جمیل اختر صدیقی قادری رضوی
ٹائر شاپ ۵۸/B اکرایہ روڈ کلکتہ ۱۷
موضع کرہٹیا بزرگ ڈاکخانہ مہوا
ضلع ویشالی بہار
(انڈیا)

مالک ونگراں جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری

The Monthly Sunni Dunia

Bareilly فون: ۲۱۶۶

مرکز اہل سنت وجماعت کا بے باک اور نڈر ترجمان، مسلک اعلیٰ حضرت کا ناشر ومبلغ، فکری، اصلاحی، ادبی، تحقیقی، اور معاشرتی مضامین کا مرقع، روح کو تازگی بخشنے والا امت مسلمہ میں اسلامی بیداری پیدا کرنے والا، بین الاقوامی شخصیات کے قلمی شہ پاروں سے آراستہ و مزین ہر ماہ پابندئ اوقات سے نکل رہا ہے۔

سنی دنیا کی سرپرستی قبول کریں اور دوسروں کو بھی ممبر بنائیں تاکہ آپ کے تعاون ومشورہ سے مسلک امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کی جا سکے۔ سنی دنیا کو ہر سنی کے گھر میں پہنچا دیئے

زیر ادارت: محمد شہاب الدین رضوی اختری

فی شمارہ ۶ روپیہ — سالانہ ۶۰ — ششماہی ۳۰ — لائف ممبری ۱۵۰۰

پتہ: دفتر ماہنامہ سنی دنیا، رضا نگر ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)